بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

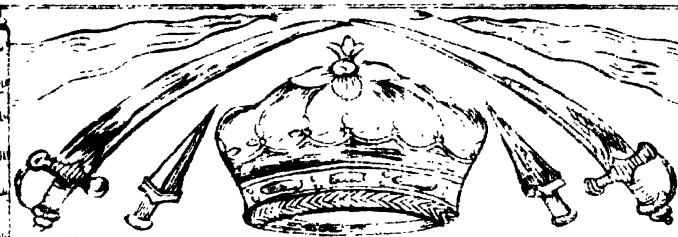

# شاہنامہ اردو

۱۹۲۵ء

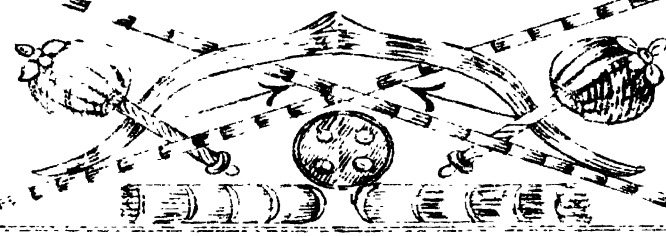

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں مزین بہ طبع ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

نہین اور کچھ خواہش دل یہان
ولیکن تمنا ہی یہ ہر زمان
کہ منت کش غیر ہرگز نہ ہون
ترا ایک ممنون احسان رہون

نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد
تو بر لا مراد اور کر مجھ کو شاد
جہان مین نہ رکھ دل پریشان مجھے
نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے

شبستان دل کو مرے سر بسر
چراغ خرد سے منور تو کر
مجھے اپنے گنجینۂ فیض سے
دُرِ دانش و گوہر عقل دے

مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ
معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھے بخش اب دستگاہ سخن
شتابی دکھا مجھ کو راہ سخن

مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان
زبان کو مری کر فصیح البیان
الٰہی مری اب دعا ہو قبول
بحق محمد طفیل بتول

## نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر از مشک و عنبر نہو کیون دہان
ثنائے محمد ہی وردِ زبان
وہ ختم رسل سرور نامور
فلک جسکے آگے جھکاتا ہی سر

سر سروران ہی وہ عالیجناب
سپہر نبوت کا ہی آفتاب
جہان جسکے دین سے ہی روشن تمام
مہ انور اسکا ہی داغی غلام

سر سروران احمد مجتبیٰ
رسول خدا سید انبیا
خردمند و دانشور بے نظیر
بسان مہ و مہر روشن ضمیر

سحاب سخا و محیط کرم
یم جود و خوش خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال
وہ سرو سرافراز باغ کمال

فروغ جہان نور ایمان دین
وہ شمع شبستان عین الیقین
شفیع گناہان بروز جزا
کشایندۂ عقدۂ مدعا

فرازندۂ رایت سروری
درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہی خاص خاصان پروردگار
کہ جسنے کیا دین کو استوار

قدم اسنے معراج پر جب رکھا
تو پایہ بڑھا اور معراج کا
سپہر برین کے زہے خوش نصیب
ہوا جلوہ گردان خدا کا حبیب

میسر ہوا جب کہ قرب حضور
نظر اسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہین جس کو اہل یقین
منور ہی جس سے زمان و زمین

یہ بخشا اسے پایگاہ رفیع
ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع
گرامی و اشرف ہی انسان مین
غرض اسکی لولاک ہی شان مین

کرون اسکے اصحاب کا اب بیان
نہ طاقت قلم مین نہ تاب زبان
ابوبکرؓ و عثمانؓ والا گہر
عمرؓ اور علیؓ وہ شہ نامور

کرے اب جو انصاف کا کچھ بیان
نہ طاقت قلم مین نہ تاب زبان
کرون مین سخن کو بس اب مختصر
یہ ہی عرض میری کہ شام و سحر

معین اور یاور ہو یا مصطفےٰ
مرے دل سے بر لاؤ تم مدعا
گنہگار ہون مین بروز حساب
مری کیجیو تم شفاعت شتاب

یہ منشی تمہارا ہے کمتر غلام
کرم اسپہ اپنا رکھو صبح و شام

## در تعریف ابو نصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

لکھ اے خامہ اب مدح شاہجہان
شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

جہاندار اکبر شہ بے نظیر
خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید برج مہی
گرامی دُرِ درج شاہنشہی

ہمایون خصائل شہ نامور
خجستہ شمائل فرشتہ سیر
جہانبان و دین پرور و حق پژوہ
حقائق شنو شاہ والا شکوہ

محبت رکھے ہی وہ درویش سے
مودت ہی اسکو وفا کیش سے
شناور ہی دریائے عرفان کا
دل اسکا ہی مثل گہر پر صفا

حقیقت کرون علم کی کیا بیان
نہین اسکے ہمسنگ کوہ گران
فزون شفقت و خلق و ہمت بلند
مروت مین یکتا شہ ارجمند

خدیو زمان شاہ عالی وقار
شہ دادگر خسرو نامدار
جہان پرور و کام بخش جہان
سر سرفرازان کس بے کسان

در دولت شاہ عالم پناہ
فقیر و غنی کا ہی امیدگاہ
بنے کام یان ہر کسی کا شتاب
یہان آکے ہر کوئی ہو کامیاب

یہ وہ بارگہ ہی کہ امیدوار
نہ محروم یان سے گیا زینہار
سخاوت مین دیکھا تو بحر سحاب
حضور اسکے خجلت سے ہی غرق آب

کف جود سلطان والا گہر
گہربار رہتا ہے شام و سحر
اگرچہ ہو فرمانبرون سے خطا
کرے عفو از روے لطف و عطا

جہان سرکشان ہووین سجدہ کنان
وہ ہی آستان خدیو زمان
جھکایا یہان جو سر انکسار
تو چرخ برین نے یہ پایا وقار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدائے کریم — کہ ہی کردگار و غفور و رحیم — بلندی وہ خسروان ہے وہی — شہی بخش شاہنشہان ہے وہی

کبھی نے فریدون کو وہ دستگاہ — کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ — کبھی ناتوانون کو بخشے وہ زور — سلیمان کو گاہے کرے مثل مور

جن و دیو انسان و حور و پری — مہ و مہر اور زہرہ و مشتری — کیے اُسنے قدرت سے پیدا تمام — نہان کھے ہوے سب ہویدا تمام

کیا اُسنے پیدا یہ بالا و پست — زیر دست دنیا مین و زیر دست — فراخ اُسنے یہ کسر زمین کو کیا

عجب اُسکی قدرت عجب شان ہے — بلند اُسنے چرخ برین کو کیا

عیان اُسپہ سب راز پنہان ہے — پرستار اُسکا ہی ہر اک مدام — کرین ذکر اُسکا سبھی خاص و عام

بھرے دم حباب اُسکا دریا مین نہان — رکھے موج ذکر اُسکا در زبان — عنایت سے اُسکی ہی گل شاد و بہر

چمن مین کیا سرو کو سرفراز — کیا اُسنے آراستہ باغ دہر — پرستار اُسکے ہین سب تاجدار

بہار و خزان سے ہوا بے نیاز — جہاندار ہی پاک پروردگار — کیا نرہ شیرون کو اُسنے ہی شیر

خداوند کون مکان ہی وہی — نگہدار خلق جہان ہی وہی — دلیرون کو اُسنے کیا ہی دلیر — ضعیفونکو دم مین وہ کرے قوی

اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے — تو پھر رستمی کونی کیا کر سکے — گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی — تو ہی تاب کسکی کرے پھر جو خود سر

توانا ہی وہ آپ اور زور مند — قوی ہی خداوند پست و بلند — وہ بخشے جسے عزت و افتخار — کر شاہ و گدا کا ہی حاجت روا

گدا و شہ اُسکے ہین فرمان پذیر — وہ سب کا ہی یاری وہ دستگیر — تو اے منشی اُسکی ہی کر التجا — تضرع کنان اور مناجات خوان

## مناجات بدرگاہ حق سبحانہ و تعالے

تو درگاہ مین اُسکی ہو ہر زبان — ستم دیدہ دور افلاک ہون — مجھے خوار رکھے ہی لیل و نہار

مین افتادہ یارب سر خاکدان — ستائی ہی اب گردش روزگار — مجھے خوار رکھے ہی لیل و نہار

یہ پھر تا نہین بخت برگشتہ آہ — نہین ہی کوئی اور فریادرس — تو ہی داد خواہ ہو نکا بس اُدس

نگاہ کرم مجھپہ کر یا خدا — مجھے بند رنج و الم سے چھڑا — مرا کر تو روشن چراغ مراد

کھلا اب بہار گل آرزو — ذرا کر تو تازہ باغ مراد — مرا کر تو روشن چراغ مراد

گنہ بخش میرے کہ مین بندہ ہون — پلا مجھکو جام مل آرزو — ولے تو ہی غفار و آمرزگار

پرستندہ ہون اور سرافگندہ ہون — گنہگار ہون اور عصیان شعار — دکھا مت تو اے داور دادگر

سیامک ہوا زرگہ مین ہلاک — ملا جسم اُسکا تہ خون و خاک — یکایک جو لشکر نے دیکھا یہ شکست — سیہ بر برین نے کیا اُسکو پست
حضور کیومرث آئے دوان — ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان — سیامک کا اک سال ماتم رکھا — دل و جان کو اپنے پر غم رکھا
سنی بعد اسکے اک آواز غیب — ہوا شاہ کو یون عیان از غیب — کہ بس اب صبوری کو کر اختیار — زیادہ نہ ہو نوحہ گر زینہار
ذرا رکھ تو دل کو قرین خوشی — کہ اب جا کے دیو و نہ لشکر کشی — مظفر تو ہوگا بہ فضل الٰہ — دلیرانہ دیوون سے ہو کینہ خواہ
زمین دیو ناپاک سے پاک کر — رخ دیو سرکش تہ خاک کر — کیومرث نے جب سنی یہ ندا — تو ہو شاد ماتم کدہ سے اُٹھا
کیا اپنی آراستہ فوج کو — ہوا ساتھ دیو و نکے پھر جنگجو — سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا — کہ سرتا بپا ہوش و فرہنگ تھا
دلیر و ہنرمند و اہل تمیز — کیومرث کو جان و دل سے عزیز — کیا شاہ نے اُسکو سردار فوج — روانہ ہوا پھر وہ مانند موج
درندا و رچرندا و ہر جانور — سدا تھے مطیع شہ نامور — کیومرث کے ساتھ سب دام و دد — روانہ ہوے وان سے بہر مدد
چو پہونچا وہ لشکر تو یہ دیو بھی — ہوا آکے شہ کے مقابل تبھی — پئے رزم شاہنشہ نامدار — وہ لایا بہت لشکر دیو سار
ہوا گرم بازار رزم و ستیز — ہوئی ایک بر یا دہان رستخیز — زبس گرم کین ہر دلاور ہوا — تو مغلوب دیوون کا لشکر ہوا
ہوے دیو عاجز و دد و دام سے — ہزارون ہوے کشتہ و خستہ بس — رہی جنگ کی پھر نہ جی مین ہوس
کیومرث کے ہاتھ سے دیو سار — ہوئے کشتہ خنجر آبدار — غرض دیو اور بچہ دیو بھی — ہوے قتل اور اُسکا لشکر سبھی
کیومرث کی فتح شامل ہوئی — تمنائے دل اُسکی حاصل ہوئی — کیومرث شاہ خجستہ خصال — جہان مین رہا حکمران بیس سال

## احوال سلطنت ہوشنگ

بفرخندہ فالی ہوا بعد ازان — بصد فرخی مالک تاج و تخت — جہان پروری اُسنے کی اختیار — وہ ہوشنگ فرمانروائے جہان
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت — نہ تھا نام غم کا ہر اک شاد تھا — کیا عدل و انصاف لیل و نہار
جہان داد سے اُسکی آباد تھا — تو شاہ جہاندار فرخ سیر — کہ آتش نمودار کی سنگ سے
جب آیا یہی پور پیش نظر — سپاس خداوند لایا بجا — یہ ارشاد تاکید سے پھر کیا
کہ آتش ہے نور الٰہی تمام — کرے خلق آتش پرستی تمام — کیا جشن شاہانہ ترتیب یک
سو شہر لایا دہین آب جو — بآئین دلچسپ و طرز نکو — نہ پوشاک تھی نے خورش بیشتر
نشان اُسنے دی رسم نان و طعام — دل مردمان کو کیا شاد کام — کیے اُسنے پیدا بروئے زمین
جہان مین یہ آہنگری کا ہنر — کیا اُسنے ظاہر نہ تھا پیشتر — جہاندار ہوشنگ فرمانروا
جو عمر اُسکی آخر ہوئی بعد ازان — چہل سال بادادو دانش رہا

## در بیان احوال سلطنت طہمورث

وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند — جسے خلق عالم کہے دیو بند — رعیت نواز اور تھا دادگر — ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان
تمنائے خاطر تھی بہبود خلق — مراد دل بادشہ سود خلق — جو تھے عہد مین اُسکے دانشوران — نہ تھا کام جز داد شاہ و سپہر
کہ تدبیر ایسی کرد کوئی اب — کہ ہو منفعت خلق کو روز و شب — پھر آغاز دان پشم بانی ہوئی — یہ آیان سے لگا کہنے شاہ جہان
سیہ گوش اور یوز شاہین باز — بعہد شہنشاہ گردن فراز — ہوے سب گرفتار دام آنکہ — کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی
شہ خلق پرور کا تھا اک وزیر — خرد مند دانا و روشن ضمیر — وہ قید ایکدن کر کے اک دیو کو — وہ سیکھے شکار افگنی سر بسر
وہین دیو غیرت مین آئے تمام — کیا عزم رزم شہ نیک نام — فراہم ہوئے وہ پئے جنگ شاہ — لے آیا حضور شہ نامجو
جو سرکردہ دیو ونکی تھا فوج کا — سوہش دیو سرکش کا غو نام تھا — صف آرا اُدھر سے وہ خونخوار دیو — اُدھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ

نہ یہ رتبۂ شمس ہوتا کبھی
اُٹھاتا نہ گر اُس کی سورج مکھی

کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ
کہ مشعلچی اُسکا ہی رخشندہ ماہ

عطارد ہی منشی جہاندار کا
سپاہی ہی مریخ سرکار کا

جو یان مشتری گرم طاعت ہوئی
تو اُسکو میسر سعادت ہوئی

نہ کیونکر ہو زہرہ کا یان فخر و شان
کہ ہی نغمہ سنجان کا چاکر یہان

زحل نے اطاعت جو کی اختیار
تو پایا فلک پر بڑا اعتبار

بلطف شہنشاہ عالیجناب
فقط دوستان ہی نہین کامیاب

جو دشمن بھی ہو آن کر عذر خواہ
کرے اسپہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار
نہین تاب کلک زبان زینہار

کرے جو بیان وصف شاہ زمن
دعا پر ہی ناچار ختم سخن

یہ منشی کی ہی آرزو ہر زمان
یہی ہی دعا اُسکے ورد زبان

کہ یارب شہنشاہ شادان رہے
ترا لطف دائم نگہبان رہے

رہے اُسکی شمشیر کشورستان
نہ خاک و خون ہو سر دشمنان

جہاندار اکبر بہ نیروے بخت
ہمیشہ جہانمین ہو با تاج و تخت

عزیزان معنی شناس ایک روز
کہ تھا مثل نوروز بہجت فروز

## سبب تالیف کتاب

بہم محفل آرا تھے ہنگام شب
مہیا تھے سامان عیش و طرب

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن
ہر اک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا بھی جو مذکور تھا
تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا

کہ ہی شاہنامہ تماشہ کتاب
عجب نظم دلکش ہی با آب و تاب

ولے ہر کسی کو میسر نہین
یہ تاریخ فرخ نہین ہر کہین

توکل کہ مرد سخن سنج تھا
کیا ترجمہ اُسنے شہنامہ کا

لکھا نثر مین نسخۂ مختصر
کہ احوال معلوم ہون سربسر

بہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے
تمام اُسمین احوال مرقوم ہے

یہ سن کر برادر مرے مہربان
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان

کہ زور آور اُنکا جہانمین ہی نام
بخلوت پسندیدہ مشہور عام

یہ بولے کہ اے منشی اس نامہ کو
تم اب ریختی کی زبان مین لکھو

کرو نظم ترتیب با آب و تاب
بنام شہنشاہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہی تاج شاہنشہان
وہ خاقان کہ ہی خسرو خسروان

چراغ شبستان سلطان پسر
جہاندار و بخشندۂ لعل و زر

خدا نے جسے شاہ اکبر کیا
خداوند اورنگ و افسر کیا

سنا یہ سخن جب تو با صد طرب
وہین کر کے شمشیر خانی طلب

ہوا مین دل و جان سے مصروف کار
لکھی نظم یہ دلکش و آبدار

بجز فکر اشعار شام و سحر
نہ تھی مجھکو زنہار فکر دگر

معانی شناسان فرخ نہاد
سخن آشنایان با دین و داد

ہوئے سن کے اس نظم کو شادکام
رہ منصفی سے یہ بولے تمام

کہ واللہ یہ نامۂ دلپذیر
بہت خوب ہی بلکہ ہی بے نظیر

بجا ہی جو ہون اسپہ گوہر نثار
کہ ہی یہ بنام شہ نامدار

مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا
کیا فکر تب سال تاریخ کا

تو پھر ہاتف غیب نے صبحدم
کہا۔ قصۂ خسروان عجم

## نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخن گوے روشندل و ہوشمند
یہ کہتا ہی زیر سپہر بلند

ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا
شہ دادگستر کیومرث تھا

سدا کوہ مین تھا وہ مسکن گزین
بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہین

سیامک تھا اُس شاہ کا اک پسر
خردمند مثل پدر نامور

کیومرث کا دشمن اک دیو تھا
ارادہ اُسے اُس سے تھا جنگ کا

غرض بچہ اُس دیو کا ایکبار
پدر سے لگا کہنے ای نامدار

یہ ہی عرض میری کہ جو حکم ہو
تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو

سنا اُسنے جب یہ بیان پسر
تو دیوونکی فوج اُسکے ہمراہ کر

کیا اُسکو دو ہین روان سوے شاہ
کہ تا ہو کیومرث سے کینہ خواہ

سیامک نے جسدم سنی یہ خبر
کیا عرض جا کر حضور پدر

کہ اب حکم کا ہون مین اُمیدوار
جو ہو حکم جاؤن پئے کارزار

کیومرث نے اُسکو رخصت کیا
بہت اُسکے ہمراہ لشکر کیا

جو وہ بادشہ زادۂ جنگ جو
ہوا بچہ دیو کے روبرو

تو پھر ہاتھ سے بچۂ دیو کے
نہ ہرگز ہوئی بس رہائی اُسے

وہ حمام اور قصر و ایوان و کاخ
بنائے گزین و بلند و فراخ
بنائے کہ گچ و خشت اور سنگ سے
طرح اور دلچسپ ہر رنگ سے

بہت دلکشا اور بہت استوار
سراپا لطافت سراپا بہار
پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا
بیاقوت و گوہر مزیب کیا

اور اس تخت پر بیٹھتا تھا مدام
رہے تھا سدا خرم و شاد کام
کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو
بروے ہوا تخت کو لے چلو

غم و دیو و نکے دوش رکھکے تخت
جہان چاہتا وہ شہ نیکبخت
پہونچتا وہان ایکدم مین بشوق
نتھا دل مین اندیشۂ تخت و فوق

شہنشہ نے کشتی بھی تیار کی
محیط جہان مین یہ پہلے نہ تھی
سوا اسکا ہی موجد شہ ذوالکرام
جب آتما یہ نوروز عشرت قرین
تب اک جشن ترتیب کرتا وہن
غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان

جن انس و دیو و پری کو تمام
گہر بخشتا خسرو نیک نام
رہا حکمران شاہ زیر فلک

رہی خلق آسودہ و بے خطر
بہت خرم و شاد شام و سحر
کوئی درومند اور نہ بیمار تھا

نہ تھا کوئی رنجور اس دہر مین
رہی مرگ بھی دور اس دہر مین
کیا ہی بیان مین نے یان جسطرح

توشہ سے ہوئی دور دانش فور
ہوا شاہ کے دلمین پیدا غرور
کہ جسکا برابر کہ ہووے جاہ

تو آیا وہ دلمین جمشید کے
کہ ہمسر ہو نمین ماہ و خورشید کے
جہان سے ہوا رنج برخاستہ

اکابر جو تھے اسکے لشکر کے طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب
مرے ہی سبب سے ہی ہر ایک شے

خداوند اورنگ و افسر ہو نمین
جہاندار و بخشندۂ زر ہون مین
لگے کہنے دانشوران زمین

خور و خواب و آرام اہل جہان
یہ جمعیت خاطر مردمان
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس

جہانبین ہو مجھ سے پیدا ہنر
نہین کوئی مجھ سا شہ نامور
ہوئی فرد فرمان دہی اسکی رد

کہ بس تو ہی بخشندہ و دادگر
نہین اور مجھ سا کوئی تاجور
غرض اوٹھ گئے وان سے سر دار سب

ہوا نخوت اس سے بس جہان بخت
نصیبون سے اسکے گیا تاج و تخت
مقرر ہوا مجھ سے اب خشمناک

وہ فرمانبران شہ نامدار
کنارہ لگے کرنے بے اختیار
ہوا بس تباہ اور پریشان و خوار

شہنشہ کے دلمین یہ آیا ہرس
وہین مر گئے اسکے ہوش و حواس
ہوا جاے ضحاک پھر تخت جم

لگی دولت اس شہ سے منھ پھیرنے
لگی اسکو بے دولتی گھیرنے
کرون اسکی اب سلطنت کا بیان

گرفتار قہر الٰہی ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا
رعیت نوازی مین مشغول تھا

## احوال سلطنت ضحاک تازی

لکھون آگے ضحاک کی داستان
شہ کامران خسرو ذوالکرام
غریبون کو دیتا شہ بینظیر

سپہدار مرتاض تازی بنام
رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

ہزارون برو اشتر و گاؤمیش
جوان و دلیر و بلند احتشام
کہ دلچسپ اور نغز تھین بسر بسر

پسر ایک تھا اسکا ضحاک نام
ہوا حاضر اک دن بشکل نکو
ہوا خرم و شاد اس نقل سے

حضور اسکے ابلیس نا راست گو
خدع سے سخن کوئی خالی نہ تھا
سخن خوب ترا ایسے مین مجکو یاد

ولے تھا فریب اسمین یکسر بھرا
بیان کر لطیفہ بہ لطف و خوشی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
کہ گر عہد اور قول دے تو مجھے
کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی

ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
طراوت رہے تجھ سے تا روز حشر

سہم جنگ جوہر دو لشکر ہوئے — ہزارون جدا تن سے وان سر ہوئے — وہ غوشاہ کے جب مقابل ہوا — تو غوکا شہنشاہ قاتل ہوا
بیک گرز توڑا سر کینہ خواہ — دکھائی عدم کی دہن اُسکو راہ — رہے زندہ میدانمین جو دیو — انھیُن قید کرکے گیا وہ خدیو
پھرا رزمگہ سے جو ہو فتحیاب — کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب — کرو قتل دیو و نکو یکدست اب — لگے کہنے دیوان خونخوار تب
اگر ہو دے جان بخشی ای تاجور — تو سکھلا دین ہم ایک طرفہ ہنر — پذیرا کیا شہ نے یہ التماس — وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
شہنشہ کو لکھنا سکھایا دہن — وہ حرفونکا پڑھنا بتایا دہن — رہے اُسکے محکوم دیو و پری — رہے اُسکے محکوم دیو و پری

## بیان احوال سلطنت جمشید

پسر تھا جو جمشید طہمورث کا — ہوا بعد اُسکے وہ فرمانروا
جہاندار جمشید عالی وقار — خرد مند دانشور و ہوشیار — سپہ دار اقلیم فرمان دہی
دلیر و قوی زور و آفاق گیر — خداوند اورنگ شاہنشہی — اور اقبال و دولت سے تھا ارجمند
بیان سے فزون اُسکا جاہ و حشم — ہر اک شاہ تھا اُسکا فرمان پذیر — شجاعت بہت خوب ہمت بلند — فرہست لیے ہر چیز کا رہنمون
فن پارچہ بافی و کشتکار — سدا خلق پر اُسکا لطف و کرم — ہنرمند و آگہ دل و ذو فنون — زرہ جوشن و تیغ و برگستون
ہوا عہد مین اُسکے پیدا یہ سب — کیا شاہ جمشید نے اشکار — قز و خز و دیبا و ریشم کتان — سوا اُسکے جس جا تھا آب روان
کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین — ہوے اس جہا نمین ہویدا یہ سب — زراعت کے قابل مین تھی جہان — دیا اور کیا حکم یہ بعد ازان
کہ اب اس مکانمین زراعت کرو — ہوا ہر کوئی ہر مکانمین مکین — سزاوار ہر شخص کے ہر مکان — کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا
سکھا دیہان مردمان کو تمام — نہ بے شغل و بیکار ہرگز رہو — یہ دیو و نکو ارشاد پھر وان کیا — ہوے دیو تب وہ مین مشغول کار
کہ کرنے لگین سب عمارت کا کام — ہوا جبکہ حکم شہ نامدار

ہوا سن کے ضحاک اندوہگین
لگا کرنے فریاد و زاری وہین
یہ کہنے لگا پھر ز روے نیاز
کہ ای مرد فرزانہ و چارہ ساز

کسی طرح سے چارہ سازی تو کر
شتابی سے عاجز نوازی تو کر
کیا شاہ نے جب بہت انکسار
تو بولا وہ پھر یون کہ ای تاجدار

نہین اس سے چارہ کوئی اور نغز
کہ سانپون کو دے آدمی کا تو مغز
تری جان کو پھر نہ پہونچے گزند
رہے پھر نہ تو اسقدر دردمند

بتایا جو ابلیس نے یہ علاج
لگا کرنے دائم خداوند تاج

## آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک و آوارہ شدن جمشید و رسیدن تنہا در شہر زابلستان بلباس دیگر و شناختن او را دختر والی زابلستان و عقد بستن او

یہ ہر ملک و کشور مین پہونچی خبر
کہ ضحاک شاہنشہ تاجور

رکھے ہے دو مار سیہ اپنے پاس
جسے دیکھ اڑتے ہین ہوش و حواس
یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر مین
کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہر مین

بزرگان ایران کہ جمشید سے
ہوے منحرف تھے سو وہ آن کے
ہوے پیش ضحاک حاضر سبھی
کمر چست باندھی پئے بندگی

بیان کرکے احوال ایران تمام
کیا عرض یون ای شہ ذوالکرام
اگر فوج سرکار جاوے ادھر
تو ہاتھ آوے وہ ملک بھی زود تر

یہ سنکر وہین لشکر بیکران
کیا شاہ نے ساتھ انکے روان
وہ جمشید بھی آمقابل ہوا
دے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا

شکست اسنے کھائی بہنگام جنگ
گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ
جو اقبال اور تخت برہم ہوا
تو جم اور رتبہ لشکر جم ہوا

رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم
کسی سمت تنہا گیا شاہ جم
ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ
ہوا وہ نصیب اسکے تاج و کلاہ

گئے لوگ ضحاک نے پھر روان
کہا یون شہ جم کو پاؤ جہان
اسے قید کرکے یہان لاؤ تم
تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم

کرون پھر ہر اک کا مین رتبہ فزون
زر و گوہر و لعل انعام دون
ہر اک سمت کے پھر طرفدار کو
گیا دو ہین حکم شہ نامجو

کہ لاوے اسے جو گرفتار کر
رضامند مین اس سے ہون بیشتر
بڑا رتبہ اسکا ہو میرے حضور
غم و فکر دینا رہے دل سے دور

ستمدیدہ چرخ پر فتنہ جم
شب و روز با خاطر پر الم
سوے وادی و کوہ آوارہ تھا
نہایت غریب اور بیچارہ تھا

ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آپ کو
نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپ کو
پری وار مردم سے پوشیدہ تھا
کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا

غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
گیا زابلستان مین وہ شاہ جم
سپہدار اورنگ زابل کا شاہ
رکھے ایک تھا دختر رشک ماہ

مہ مہر سے حسن مین خوب تھی
دل آرام و دلدار و محبوب تھی
وہ زلف دوتا اسکی دام بلا
گرفتار جنکا نہ ہووے رہا

وہ ابرو تھے یا تیغ بران تھے
وہ مژگان نہ تھے بلکہ پیکان تھے
کئے سیکڑون اک نگہ سے ہلاک
ہزارون ملاے تہ خون و خاک

وہ قامت کہون یا قیامت کہون
قیامت سے بالا وہ قامت کہون
کہون کیا کہ رفتار نے کیا کیا
کہ ہرگاہ پر فتنہ برپا کیا

لبون سے جو کچھ اسکے ہو آشکار
دم عیسوی سے نہ ہو زینہار
وہ چشم اسکی خونریز مردم مدام
ہوئی جس سے ترکونکی ترکی تمام

سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
نہ مردون سے تھی کچھ شجاعت مین کم
ہنر پہلوانی کے تھے اسکو یاد
وہ تھی پہلوانی مین بھی استاد

جو در پیش آجائے تھی کوئی جنگ
تو بیخوف و اندیشہ بس بیدرنگ
پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
پئے رزم جاتی دلیرانہ وہ

برس پندرہ کی تھی وہ دلستان
خردمند دانشور و نکتہ دان
جوان تھی ولیکن بہ تدبیر پیر
شعور و فراست مین تھی بینظیر

اسی سال مین جو منوچہر شاہ
سوے زابلستان لایا سپاہ
تو تدبیر سے اسکی بدخواہ پر
شہ زابلستان نے پائی ظفر

دلیر و ہنرمند صاحب خیال
جہان مین تھی وہ دلربا بیمثال
بہت اسکے شاہان طلبگار تھے
بہ نقد دل و جان خریدار تھے

ولے باپ اس کے انکار تھا
کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تھا
یہ بس عہد واثق تھا باہمدگر
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر

قسم کھاکے ضحاک نے تب شتاب — دیا اُسکی گفتار کا یہ جواب — یہ مذکور کیا جو ترے راز کو — کروں ظاہر اے مرد فرخندہ خو
ہوا جبکہ آپس مین عہد استوار — یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار — جو مرتاض تازی ہی تیرا پدر — تو اُسکو شتابی کمین قتل کر
کہ تو ہی جوان اور ترا باپ پیر — یہ تجکو ہی زیبندہ تاج و سریر — یہ سُنکر ہوا دل کو اُسکے درد — لگا کہنے اُس سے کہ اے نیک مرد
یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے — نہ میزان دانش مین سنجیدہ ہے — رہ دین و دانش سے جو دور ہو — وہ بیداد کب مجکو منظور ہو
کہی شاہزادے نے یہ بات جب — یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب — اگر اس کام سے تو کریگا گذر — پھرے عہد سے اپنے او نامور
رہے تیری گردن پہ سوگند بند — تو ہو خوار اور تجکو پہونچے گزند — نہ خون پدر اُسکو منظور تھا — ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
یہ پوچھا کہ کس طرح یہ مجھے ہلاک — تبا کوئی تدبیر بیخوف و باک — لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار — یہ کچھ کام مشکل نہین زینہار
کنوان ایک اُس شاہ کی راہ مین — کردن کندہ تا دہ گرے چاہ مین — مکان ایک پیردن دو لتسرا — شہ نامور نے کیا تھا بنا
وہ شہ اُس مکانمین رہ سطرب — عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب — شتمگار ناپاک نے ایک چاہ — کیا کندہ دو ہین سر راہ شاہ
کیا اُسکو خس پوش پھر سر بسر — گیا جب اُدھر کو تو بس راہ مین — گرا شاہ آزاد اُس چاہ مین
گئے ٹوٹ اُسکے سر و دست و پا — ہوا قید ہستی سے دم مین رہا — وہ ضحاک بے رحم و بیداد گر — سر تخت بیٹھا بجائے پدر
پھر ابلیس بدذات نے یون کہا — کہ صد شکر اے شاہ کشور کشا — ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ — مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
مری دانش و عقل و تدبیر پر — عمل تو کریگا ہر شب و روز اگر — تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا — خداوند ہو تخت و دیہیم کا
سراسر جہان کی تجھے خوبیان — میسر ہون اے بادشاہ جہان — یہ سن کر ہوا شاد ضحاک شاہ — تعلق لگا کرنے شام و پگاہ
نوازش بہت اُسپہ مصروف کی — کلید خورش خانہ پھر اُسکو دی — خورا ک و رجز میوہ و نان و ان — نہ تھی اُن دنون بہر اہل جہان
خورش خانۂ خسرو نامور — ملا جبکہ اُسکو تو شام و سحر — لگا نے لگا نغز و خوشتر طعام — مزیدار خوش ذائقہ ہر طعام
وہ طیار کر پیش فرمان روا — کبھی مرغ لاتا کبھی چارپا — پکا ایک دن بیضۂ مرغ وان — خورش کر وہ لایا تو شاہ جہان
ہوا کھاکے اُسکو بہت شادکام — کہ تھا خوشتر و نغز نیکو طعام — یہ سن کر کیا عرض اُسنے دہن — کہ ای قدردان شاہ فرخ سیر
خورش لاؤنگا اس سے کل نغزتر — غرض دوسرے روز پھر شاہ شاد — حضور جہاندار فرخ نہاد
بصد لطف کبک و تدرو سفید — وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام — نہایت ہوا خرم و شادکام
زروئے عنایت کہا یون کہ اب — پکالے گیا دل پر امید — کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب — کہ ای شاہ ضحاک عالیجناب
مری آرزو ہی یہ شام و پگاہ — جو کچھ چاہیے مجھ سے کر تو طلب — مگر شہ کے لطف و عنایات سے
برآوے مراد عا کیا عجب — کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ — یہ رتبہ نہین گرچہ میرا وے
نوازش سے تجکو کرون ارجمند — مجھے کامیابی ہو با صد طرب — ترے دل کی برلاؤن یہ آرزو
جو کتف اپنے شہ نے برہنہ کیے — یہ ضحاک بولا کہ ای نیک خو — یہی دل مین ابلیس کے تھی ہوس
یہ کردار بد کرکے دان آشکار — کہ ہو نام تیرا جہانمین بلند — ہوئے دو ہین پیدا دو مار سیاہ
تو شیطان نے اپنے بوسے دیے — یہ کہکر دیے کھول کتف انیس — دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
کیا چارہ دانشور و نے طلب — نظر سے وہ غائب ہوا نابکار — جہاندار ضحاک حیران ہوا
پھر اتنے مین ابلیس پیدا ہوا — لگے کرنے تدبیر و تجویز سب — پر اس درد کا کچھ نہ پایا علاج
ہوا وہ لکھا جو نصیبو مین تھا — نہین دفع ہوگی یہ ہرگز بلا — وہ آکر حضور شہ نامدار — لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
بشکل طبیبان ہو پیدا ہوا — تری زندگی اب تو دشوار ہی — خرد چارہ سازی سے ناچار ہی

کیا شیشہ و جام پھر روان طلب
ہوا دور عیش و نشاط و طرب
کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
پلا دُو اُسے بادۂ لالہ رنگ

جو حکم اُس پر یکچہرہ نے یون کیا
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
کیے نوش جم نے پیاپے سہ جام
ہوا دور اندیشہ دل سے تمام

بہم شہسان جو ہوا بادہ کش
یہ کہنے لگی جی مین وہ حوروش
کہ ہی یہ جوان بیگمان بادشاہ
کیا چرخ نے لیکن اُسکو تباہ

کہا پھر یہ جمشید سے اے جوان
رہ دور سے اب تو آیا یہان
ترے واسطے ہو دے حاضر طعام
وہ بولا کہ تم اور دو مجکو جام

لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر
تجھے خواہش بادہ ہی سقدر
نظر آئے مجھکو عجب تیرے طور
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہے اور

دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
کہ ہی بیشتر مجھ کو میل شراب
مین بے صبر بے بادۂ ناب ہون
کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون

عجب چیز ہی بادہ اے نازنین
کہ دلسے کرے دور کلفت و مین
جسے کوفت ہو مومیائی ہے مے
دل تیرہ کو روشنائی ہے مے

کرے دم مین یہ بزدلونکو دلیر
تو ہووے جوان پھکے اے حوروش
خوشی کے مزے کو زیادہ کرے
جو ہو پیر فرتوت بھی بادہ کش

لگے مے سے خوشتر بہار چمن
زبس مجکو بھی راہ کی ماندگی
کرے رفع سب ماندگیہاے تن
گمان ہے گئی تب وہ رشک چمن

کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی
کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان
جہاندار شاہ شہان ہی یہی

لگی کہنے پھر جی مین یون دستان
مرے باپ سے جم کی لاؤ شبیہہ
یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ آ
کسی سے کہا یون کہ جاؤ شبیہہ

ملا کر بہم اپنی منقار کو
تو اتنے مین گلشن کی دیوار پر
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو
پڑی اُس پر یکچہرہ کی جو نظر

ادھر سے نیاز اور اُدھر سے تھا ناز
کوئی شوق سے جیسے بیدرد و غم
وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
ملاوے لب یار سے لب بہم

لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان
جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
طلب کے پھر وہ مین تیر و کمان
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم

جہان مرد ہون اُن لیے رم نہین
تو فرمائے اُنمین سے اسدم جسے
شہ جم یہ بولا کہ اے نازنین
کرون صید اُسکو مین اک تیر سے

قوی اپنے نزدیک ہو مثل شیر
کہ زن پیشہ ستی کرے وقت کار
اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
نہ کر مشیدستی تو اب زنہار

شعور زنان مثل مردان ہو گر
وے ہمسری مرد سے کیا کرے
کہ زن زن ہی آخر کو اور مرد مرد
کرے ہمسری گر تو بیچا کرے

ہنر دیکھ میرا تو اے دوستان
دلیری و تدبیر و زور و ہنر
حوالے مرے کر یہ تیر و کمان
رکھے مرد ہی زن سے ہان بیشتر

زیادہ شہ جم کی لفت ہوئی
یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
وے دلمین افزون محبت ہوئی
عرق آگیا چہرے پر پس و مین

کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
کیا عذر بھی اور بہت عاجزی
کہا پھر یہ جم نے کہ اے نیک خو
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون

کہ ہووے ہمآغوش جمشید شاہ
مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ
یہ بات اُسکے بھی دھیان مین آگئی
پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ

کمان کھینچکر ایک راخدنگ
اگری مادہ بسمل ہو تڑپ گیا
پھر اک دم مین بیٹھا وہ نر آنکر
کہ بیٹھا ہوا تھا جہان پیشتر

وہ پیوند دوز تھی نازنین کی کمان
کہ زابل مین تھے جسقدر پہلوان
کوئی کھینچ سکتا تھا اسکو نہین
وے جم نے کھینچا تو وہ نازنین

لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
شبیہہ شہ جم کی دیکھو نہین آج
تہ ابر پوشیدہ خورشید ہے
عرض قوت و زور جم دیکھ کر
ہوئی آفرین خوان وہ رشک قمر
ہوئی وصل کی اُسکے دلمین ہوس

تصور مین جم کے پیا پھر شتاب
پریچہرہ نے ایک جام شراب
یہ کہنے لگی وہ بت دستان
کبوتر جو بیٹھا ہی پھر آن کے
نشانہ کرون تیر کا گر اُسے
ملاقات کا اُسکی سائل ہو دل

رکھے وصلی کی اپنے جی مین ہوس — خوشی سے وہ ہمبستر اُسکا ہو بس — زن عاقل اک ایسی بخت کی — کہ انجم شناس و خردمند تھی
سو اُس دانے نے ایکدن دخت کو — کہا تھا کہ اے دخت فرخندہ خو — تمے مین نے دیکھے جو طالع تو ہان — ہوا یون عیان مجھپہ از نہان
کہ ہووے تو ہم خواجہ شاہ جم — اور اُس سے ہو اک طفل فرخ شیم — یہ سُنکر نوید مسرت فزا — بہت شاد جی مین تھی وہ دلربا
کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب — یہ مژدہ جو لونے سُنایا مجھے — کہا قابلے کہ اے نیک روز — نہ سنتا تھا خواہشگر و نکا سخن
وہ جم اتفاقاً دہان جو گیا — تو راز نہان سب جتایا مجھے — اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی — جو دن رات جم کی طلبگار تھی
ہوئی آرزوے دل شاہ جم — سر راہ اک باغ تھا شاہ کا — ذرا جی کو وان اپنے بہلائیے — صبا کی طرح سیر کر آئیے
وے حاجبون نے نہ جانے دیا — کہ اس باغ مین چلکے اک بی دم — ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ — وہ ٹھہرا ذرا بادل داغ داغ
تلے اک صنوبر کے گیا بیٹھ جم — وہ ناچار مجبور سا ہو گیا — کسی کام کے واسطے ناگہان — کنیز اُس پریرو کی آئی وہان
پڑی اُسکی جمشید پر جو نظر — کہ ہو در ردل سے غبار الم — عیان جم کی صورت سے تھی شوکتی — وہ خرسند تھی شوکت خسروی
یہ پوچھا کہ تو کون ہی ایجوان — تو حیران ہوئی بس وہین دیکھ کر — دیا اُسکو جمشید نے یہ جواب — کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم — عیان کر تو مجھ سے یہ راز نہان — پراب گمرہ و بخت برگشتہ ہون — خراب و پریشان و سرگشتہ ہون
مجھے خواہش بادہ ناب ہی — بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم — خداوند سے باغ کے لاشتاب — ابھی جاکے دو تین جام شراب
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور — کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہی — پرستار نے جب سنا یہ سخن — گئی باغ مین پیش رشک چمن
کہا یہ کہ اے بانوے مہربان — ذرا ہووے کلفت مرے دل سے دور — اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہی پر — رخ خوب اُسکا ہی رشک قمر
اُسے اور سرگز نہین کچھ ہوس — در باغ پر ہی اک اجوان — پرستار سے سُنکے وصف جوان — لگی کہنے وہ دختر دلستان
کہ اُسنے تو بس نہ چاہی شراب — طلب و رساغر کی رکھتا ہی بس — مے لعل و رشاہد دلنواز — سر درد و دف و چنگ عشرت کا ساز
یہ کہکر اُٹھی بس وہ سرو روان — وے اُسکو پہونچاؤنگی مین شتاب — در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر — تو صورت کو جمشید کی دیکھ کر
یہ سمجھی وہین وہ بت دلستان — پرستار کے ساتھ آئی وہان — ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ — طرح غنچہ کے ہی یہ جی سے تنگ
اثر کر گیا عشق جمشید کا — کہ ایرانیو نمین سے ہی یہ جوان — لگی پوچھنے یون کہ اے خستہ حال — گرفتار تشویش و رنج و ملال
تو بیٹھا ہی اب کیون زیر شجر — گرفتار اُلفت ہوئی دلربا — مگر اُس کنیزک پہ مائل ہوا — اسیر محبت ترا دل ہوا
بس اب دیکھکر اُس ستارکو — تو ٹھہرا ہی کیون سایہ مین آن کر — اگر تجکو ہی آرزوے شراب — تو اس باغ مین اے جوان آشتاب
کیا جب طلب اُسے جمشید کو — مجھے یاد مے آئی اے نیکخو — جو جاؤنمین پیش بت دلستان — مبادا بلا کوئی آوے یہان
کیا جم نے جانے مین آخر حذر — تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو — پدر ہی مرا شاہ زابلستان — مین اُسکی ہون اک دختر دلستان
رکھے جان سے ہی گرامی مجھے — ولیکن وہ بولی حذر کچھ نہ کر — مجھے ہے یہ پروا نگی روز و شب — جسے چاہون اُسکو کرونمین طلب
غرض شوق سے تو یہان آشتاب — کہ شاہد بھی ہی اور سرود و شراب — سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر — کہ اک دخت ہی رشک شمس و قمر
اور اب اُسکو دیکھا تو شیدا ہوا — اثر عشق کا دلمین پیدا ہوا — گیا باغ مین شاہ جم پھر وہین — ہوئی شاد و خرم بت نازنین
شہ جم کے رکھ ہاتھ مین اپنا ہاتھ — خرامان چمن مین ہوئی اُسکے ساتھ — گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر — ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
کنیزان گل پیکر آئین وہان — ہوئین جم کے آگے وہ سجدہ کنان — بحکم پریرو بمشک و گلاب — شہ جم کے پھر پانون دھوے شتاب

تو مجھ سی دلآرام و دلدار سے
جدائی کے ہون رد سے بیقرار
یہ کہکر گی رونے سے انتسیار
یئے دل بجھے صدقے کرون بلکہ جان
کیا دخت نے جب بہت انکسار
مخالف مرا ایک کو بخت ہی
مجھے دوستر تجھ سے اندیشہ ہی
یہ سنکر گی کہنے وہ گل عذار
کہ بدخواہ تیری ہون نہ نہار
یہ جب سیان کے قول و قسم
پر بھیرہ وے ہاتھین جم کا ہاتھ
بندھا سقہ بطرح آئین بھی
گئے عقد پر بخت و دولت گوا
ہوئی بیچا بانہ وہ ہم کنار
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام
تو کرنے لگا اسکی وہ جستجو
یہ سنتے ہی بس ہو گئی تمکین
ہوئی اسقدر بیباک تو
کیا راز کو تونے ہم سے نہان
کیا عرض سنے کر سن و پدر
وے شیشہ سنگ تو رہا نہین
جہان مین کوئی سکا ہمسر نہین
بفیض خدا اسنے پایا تھا
سنی دایہ سے اسنے یہ بات جب
یہ ہی یاوری بخت کی سر بسر
کہ ہو تجھ سے خوشنود وہ شہریار
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی
روا رکھ نہ خونریزی شاہ جم
اٹھا اپنے دلسے ذرا یہ خیال

پر بھیرہ وہ رخسار سے
خدا کے لیے مجھ سے ہم کنار
زبان پر یہ لائی کہ ای نامدار
تو کر مجھ سے راز نہفتہ عیان
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
وہ دم دشمن جان و کمبخت ہی
کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہی
کہ ہرزن نہین ہوتا زنہار
دل وجانسے مون مین ترجی شتاب
تو اسمین ہوا بس دہین شاہ جم
طرف قصر کے لیگئی اپنے ساتھ
ادا کی جو رسم و رہ دین تھی
ہوئی شہ کی منکوحہ و ترکتاز
عجب رنگ کی اس گھڑی تھی سہا
لگے عیش کرنے وہ لگ پیش جام
کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
اور آئی وہ جب دختر نازنین
اڑانے لگی سر بسر خاک تو
وے رنگ رو سے ہوئے عیان
یہ حکم تھا تونے یہ پیشتر
رہ نیزکے سنگ کو موم نہین
کوئی جاہ مین اس سے برتر نہین
ہوا جلوہ گر مہر مقصد کا نور
شہ زابلستان ہوا شاد تب
ہوا جو گذر شاہ جم کا ادھر
فزون ہو مراعات و جاہ و وقار
وہ بے صبر بے تاب ہونے لگی
مری جان پر تو نہ کر ستم
نہ اپنی گردن پہ ناحق وبال

نہ ہوشون سے گرہم آغوش اب
نہین تو کرون پے سینہ کو چاک
مقرر ہی تو جم مجھے ہی یقین
جو کچھ راستی ہی سو وہ بات تو
تجھے راستی سے نہ کیون ہو خدا
خبر اسکو پہونچے مبادا نہین
نہین ہی پسندیدہ عاقلان
قسم تجھ کو اب تری جان کی
نہ کر خوف و اندیشہ ای نامور
کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام
کیا جاکے آراستہ تخت زر
ہوے عہد و پیمان محکم ہم
سر مہ زرین ہوئی جاے خواب
ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد
کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر
ہوئی اک جوان سے گرفتار اب
تو چین جبین ہونے لگے خشم
کیا چاک اب شرم کا پیرہن
وہ تھی حاملہ اون دنون گلبدن
کہ جیسے جسے اس سے ہو خواب ہو
رکھا نیچے ناموس کیسر نگاہ
یہ اسنے بھی عرض شہ سے کیا
شہ جم یہان آکیا ناگہان
یہ بولا کہ خوش تونے مژدہ دیا
مقرر سے باندھ کر صبح گاہ
مجھے لطف سے اور اقلیم دے
یہ بولی کہ ای خسرو نامجو
جو لے اپنے کشور مین آکر پناہ
سدا تخت و سیم رہتا نہین

تو صد حیف ہی اور صد ہی غضب
کرون آپکو ایک دم مین ہلاک
تو اقرار کرتا بھلا کیون نہین
رکھے کیون ہی پوشیدہ ای نابجا
کہ رہتا ہون دیتے ہین جم
اور آجاوین ہو گر اسکے ای نازنین
کہ زن سے عیان ہے راز نہان
قسم ہی مجھے اپنے ایمان کی
سمجھ اس سکان کو نہ جائے خطا
کیا ظاہر آگے پریوش کے نام
ہوئی سا تو خورشید کے جلوہ گر
ہوا ساتھ کھڑوے کے پیدا جم
ہوا انتصال سہ و آفتاب
اژدہا نہ بیٹھا خدنگ مراد
بہت کم گئی آنے پیش پدر
سنے جو ہم آغوش ہو روز و شب
لگا کہنے ہر سے کہ ای شوخ چشم
لیا جامہ بے حیائی نہین
ہوا زر و بھائے رشک آفرین
سو آیا عمل مین یہ سلم نکو
گیا ہفت ہ شاہ عالم پناہ
شہا مین نے جو تجھ کو مژدہ دیا
ہوئی حاملہ اس سے یہ دلستان
مٹ دلکو مسرور و شاداں کیا
روانہ کرون سوے ضحاک شاہ
در و لعل کنتے زر و سیم دے
تو جور و تعدی کے دیپے نہو
دغا ساتھ اسکے ہی بیداد تا
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین

مراد ہم آغوش ہو شوق سے — کروں جسکو ہمخواب مین دل سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم بھی ہین — کہ میری طلبگار ہی نازنین
کہا اُسنے یہ ماجرا اک قلم — نگہ کی وہین دایہ نے سمے جم
جو دیکھا تھا طالع مین تیرے سوار — ہوا آشکارا بالطاف رب
نہ کر پیر ہو وصل سے کامیاب — خوشی سے ہمیشہ رہی شاد کام
سنا اُسنے دایہ سے جب یہ سخن — ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
پھر دایہ سے بولی جو تونے کہا — زہے کرم رہت لاوے خدا
جو صورت ہے جم کی مقابل ہوئی — تو بس باعث فرحت دل ہوئی
تو اوزنگ و دلہیم کو یاد کر — دل پر الم سے کیا نالہ سر
پریرو نے دیکھا جو یہ حال جم — تو پوچھا کہ کیون تو نے کی چشم نم
یہ سنکر ہے دایہ بزم طرب — یہ وقت گریہ کا ہی کیا سبب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گل عذار — جو دُنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
سکے پریان کی جو مین نے نگاہ — تو دیکھی شبیہ جم اے رشک ماہ
لگا سننے جون ابر بے اختیار — رہا کچھ نہ دلمین شکیب و قرار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ — لیا چھین یکدست تاج و کلاہ
وہ ماریہ جسکے ہین کف پر — وہ صورت مین ہے دیو سے بھی بتر
کہ اب ہے وہ برگشتہ اختر کہان — بجز نام اُسکا نہین کچھ نشان
کہین ہی اسیر بلائے بزرگ — ہوا یا کہین لقمہ شیر و گرگ
کہ ہی آپ جم یہ شہ نام جو — ولیکن چھپاتا ہی یہ آپ کو
کہا پھر یہ خلوت مین تو ہی ہے جم — نہ پوشیدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم
شہ بیم یہ بولا کہ اے دل ستان — سراپا غلط ہی یہ تیرا گمان
تعلق بہت نازنین نے کیا — ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کرے گا تو انکار گر لاکھ پر — کردنگی نہ تجھ سے مین اب درگذر
بہانہ تو کرتا ہی اب بار بار — نہین جائیگا پیش کچھ زینہار
تسے وصل کا مجھ کو مژدہ دیا — اور اس راز سے مجکو واقف کیا
تری ہی تمنا سے دیدار تھی — دل و جان سے تیری طلبگار تھی
نہ آرام جان ہی نہ کچھ مجکو تاب — نہ دلمین شکیب اور نہ آنکھون مین خواب
غرض آخر کار للایا اُدھر — مرا جذبہ دل تجھے کھینچ کر
بہت ستائے ہوے خوشنگا — نہ اتیان مین نے کیا زینہار

یہ اُس گفتگو سے تھی اُسکی مراد — کہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد
ہم گفتگو دان خوشی سے یہ تھی — کہ دایہ بھی آسپہ پچی اس درخت کی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا — کہ اے دختر مہوش و دلربا
شہ جم شہ نام جو ہی یہی — طلبگار تھی جسکو سو ہی یہی
وہ دختر کہ تھی عاشق دے یار — رکھے تھی تمنائے بوس و کنار
اور اپنے ہوئی دلمین خوش مشیر — کہ سوق مطلب ہوا جلوہ گر
پھر اتنے مین ان جم کی آئی شبیہ — وہ دایہ کو اُسنے دکھائی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ — اور اُسنے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار — ہوئی زار رہبی نرگس شبنما
لگا سننے جون ابر بے اختیار — رہا کچھ نہ دلمین شکیب و قرار
گیا کس طرف ہائے تیر خیال — کہ جسمے کچھ تو نے پایا ملال
ستمدیدگان کے وہ احوال پر — نہ دردے نہ رنجے نہ غم نہ ضرر
بجز نام اُسکا نہین کچھ نشان — خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا — کنیزونکو یکسر کیا دان سے دور
کہا مین نہین جم وہ بولی کہ ہان — نگر کوئی ہم شکل ہوتا نہین
کہے جم جو تیری تو ای بیمثیل — وہ بولی کہ اے خسرو نامدار
کرونگی نہ تجھ سے مین اب درگذر — تو مت بن اتنا مجکو انجان اب
بہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہی یہان — خبردار ہی راز سے خسرو ہان
کہ تجھ سے خدا نے بھیجے اک سمے — یہ سنکر شب و روز شام و سحر
تری شیفتہ ایک سے ہون — گرفتار غم تیری فرقت مین ہین
خدا سے یہ خواہش تھی اُنکی مدام — کسی طرح تیری ملاقات ہو
غنیمت سمجھ تو نے وصل کو — کہ تجھ سے ہوئی آپ مین کام جو
کہ تجھ پہ دل زار دیوانہ تھا — ترے عشق مین سب سے بیگانہ تھا

الم سے تمام اُسکا چہرہ تھا زرد
اُٹھا تا نہ تھا شرم سے سر وہان
اور آنکھوں سے تھے اُسکے آنسو رواں

خوشی سے وہ ضحاک بیداد گر
لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے
فزوں تھا ترا تبہ خورشید سے

ہوا خندہ زن حال دیکھ کر
ہوا کس لیے تجھ سے برگشتہ بخت
کہاں ہی ترا اب وہ دیہیم و تخت

پر اب اسطرح کیوں ہوا خوار تو
خرابی میں کیوں ہی گرفتار تو
کہاں وہ ترے رسم و آئین کار

کہاں بادشاہی و تاج و علم
کہاں لشکر و فوج جاہ و حشم
کہاں حکمرانی کہاں گیر و دار

جواب اُسکو جمشید نے یہ دیا
کہ مجھ سے نصیبا جو یوں پھر گیا
تو بیجا ہی اس بختیاری پہ ناز

نہ مغرور دولت پہ ہو سقدر
ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
عبث ہی پھر اس تاجداری پہ ناز

کریگا فلک تجھ کو خوار اسطرح
کہ دیکھے ہی تو مجھ کو اب اسطرح
رہیگا نہ تیرا سدا نیک روز

کرون یا قلم سر کو شمشیر سے
لگا کہنے پھر یوں وہ بیداد گر
تجھے بھی یہ پیش آئیگا ایک روز

یہ گفتار سُن کے لگا کہنے جم
ذرا رک کہ کیا ہی تری آرزو
کہ کھینچوں تجھے اکھڑی دار پر

یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا
قضا نے یہ چاہا تو کیا خوب ہے
وہ منظور ہی جو کہ مجھ سے تو

پھر آرہ سے چیر اُسے بس وہان
وہ دو تختے لایا اور اک آرہ بھی
تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک

نہ دور فلک کا ہی کچھ اعتبار
جہان سے عبث ہی امید وفا
شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی

ہر اک دم ہی موجو جہاں سے نہ مرگ
جو مہراج مند اُسکو یہ چرخ دون
کہ بے مہر ہی اور سراپا خطا

سدا گوش زد ہی بس آواز مرگ
خبر یہ گئی سوے زابلستان
کرے آخر کار یون سرنگون

جب اس نے زمیں پر یہ پہونچی خبر
نہ آنکھوں میں خواب اور نہ دل میں قرار
ہوا قتل جمشید شاہ جہان
لگی رہنے بیتاب لیل و نہار

نہ اپنا سمجھ ملک و دیہیم کو
سمجھ خاک لعل و زر و سیم کو

نہ بیچارے پر جور و بیداد کر
خداوند جان آفرین سے بھی ڈر

گزند غریبان نہ کر تو پسند
نہ بدنام ہو ای شہ ارجمند

تو جمشید کو مجھ سے مت کر جدا
وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا

یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار
فغان بس لگی کرنے بے اختیار

ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین
تو رحم آگیا باپ کو بس وہین

یہ بولا کہ ای دخت والا تمیز
مجھے تیری خاطر بہت ہی عزیز

تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر
کہ اس کام سے مین نے کی درگذر

اذیت نہ جم پر رکھونگا روا
نہ ہرگز گزند اسکو پہونچاؤنگا

اُسے بلکہ دون ملک و مال و سپاہ
زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ

یہ کہہ جا کے میری طرف سے شتاب
کہ ای بادشاہ ثریا جناب

سحر مین بھی آؤنگا تیرے حضور
غم و فکر کو رکھ تو اب دل سے دور

ہوئی شاد وہ دختر دلستان
گئی پیش جمشید و وہین دوان

سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا
دل شاہ کو مطمئن کر دیا

فروزان ہوا جبکہ نور سحر
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر

گیا پیش جم شاہ زابلستان
جھکا کر سر اپنا پھر اُسنے وہان

کہا یون کہ ای شاہ عالی وقار
نہ ہو بدگمان مجھ سے اب زینہار

یقین جان تو جب تلک زندہ ہون
یہ دختر کنیز اور مین بندہ ہون

نہ دنیا کچھ اندیشہ کو دل مین راہ
کہ خدمت مین حاضر ہون شام و پگاہ

دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر
ولے جی مین جمشید کے تھا خطر

یہی قصد تھا یانسے ٹل جائیے
ملے جبکہ قابو نکل جائیے

## گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل مین جم
ولے دل کو تھا اُسکے آرام کم

وہ دلدار تھی رات دن اُسکے پاس
وہ تسپر بھی رہتا تھا دائم اُداس

رہے تھا شب و روز اندیشہ مند
کہ پہونچے مبادا یہان کچھ گزند

کسی نے کہا اے شہ بے نظیر
یہ چاہے ہین یان کے وزیر و امیر

کہ تجھ کو پکڑ کر بہ حال تباہ
روانہ کرین سوے ضحاک شاہ

نہین تو وہ لشکر ادھر کھینچ کر
کریگا تبہ ملک کو سر بسر

ہوا جب خبردار اس بات سے
گریزان ہوا شاہ جم گھات سے

وہ زابل سے چلکر سو چین گیا
ولیکن وہان بھی بہت کم رہا

وہان سے سوے ہند راہی ہوا
بیابان نورد تباہی ہوا

جو گھبرا گیا راہ کے رنج سے
گیا بیٹھ سایہ مین اک نخل کے

وہ از بسکہ تھا اپنے جی سے بتنگ
لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ

کہ ای بخت کمبخت کیا جور ہی
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہی

خراب اور آوارہ مجھ کو کیا
ملا خاک مین ہاے تو نے دیا

ہوا پھر مخاطب بسوے فلک
کہ ای چرخ بیداد یہ کب تلک

کہانتک پھرونمین تباہ و خراب
کہانتک رہون یونمین بے صبر و تاب

یہ ناسازی بخت ہی سر بسر
کہ سرگشتہ ہون یونمین شام و سحر

عدم سے نہ آتا مین ہستی مین کاش
نہ ہوتا مجھے یہ غم جان خراش

یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم
ہوا سے ذرا سو گیا ایکدم

اُسے آگیا خواب اور ناگہان
ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وان

اجل بھی کمینگاہ مین تھی کہین
سو وہ آگئی اُسکے سر پر وہین

غرض ایک ضحاک کا ایلچی
کہ ساتھ اُسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی

وہ تھا سوے خاقان چین رہ سپر
کہین اتفاقاً جو گذرا اُدھر

شہ جم کو پہچان اُسنے لیا
گرفتار بس اُسکو وہین کیا

بحال پریشان و بند گران
کیا سوے ضحاک جم کو روان

کسی کا نہین یہ جہان دوستدار
کسی کا نہین چرخ گردندہ یار

عبث ہی جو دولت پہ بھولے کوئی
طرح گل کے شادی سے پھولے کوئی

کہ دولت بھی ہی آہ ناپائدار
نہ دنیا کو ہی کچھ ثبات و قرار

ذرا دیکھنا حال جمشید کا
کہ تاج و کلاہ اُسکا گردون پہ تھا

ہوا یون گرفتار زنجیر بند
اُسے چرخ گردان سے پہونچا گزند

خبر سن کے بولا یہ ضحاک شاہ
کہ ہان جم کو لاؤ بحال تباہ

گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے
پس پشت تھے ہاتھ دونون بندھے

فقط پانو نمین کچھ نہ زنجیر تھی
بندھی تھی رسن اُسکی گردن مین بھی

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سبکو فرمان یہ ناپاک نے
کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

## داستان تولد شدن فریدون

سناؤن فریدون کی اب داستان
بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان

ملکزادہ اک آبتین نام تھا
خردمند اور نیک انجام تھا
وہ تھا نسل مین شاہ طہمورث کی
خطا اصل مین اُسکے ہرگز نہ تھی

گرامی تبار و خجستہ نژاد
پدر پر پدر شاہ فرخ نہاد
ہمیشہ تھا ایران مین مسکن گزین
دلے گھر سے نکلے تھا بابہ نہین

کہ ضحاک ناپاک کے مردمان
کیانی کو بس دیکھ پاتے جہان
تو لیجاتے اُسکو گرفتار کر
یہی جی مین تھا خوف شام و سحر

رہے تھا وہ پوشیدہ گھر مین مدام
کہین آنے جانے سے تھا کچھ نہ کام
اُسے جاودان بیم ضحاک تھا
دل اُسکا شب و روز غمناک تھا

اور اُسکی تھی اک زوجۂ سیم فام
کہ فرزانگ اُس نازنین کا تھا نام
ہوئی وہ زن مہروش باردار
ہوا اُس سے پیدا پھر اک مہ عذار

جبین سے عیان اُسکی شان مہی
نمودار تھا فر شاہنشہی
فریدون رکھا باپ نے اُسکا نام
اُسے دیکھکر دل ہوا شادکام

پھر اُس آبتین نے یہ جی مین کہا
کہ دل بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا
نکل گھر سے چلیے بس اب سوے دشت
وہان چلکے کیجے ذرا سیر و گشت

یہ کہکر وہین سوئے صحرا گیا
لگا پھرنے اور سیر کرنے لگا
اُدھر ناگہان لوگ ضحاک کے
جو پہونچے تو پہچانکر بس اُسے

گرفتار کرکے بحال تباہ
وہین لیگئے پیش ضحاک شاہ
کیا قتل آخر اُسے شاہ نے
کیا یہ ستم ہائے بدخواہ نے

فریدون کی مان کو یہ پہونچی خبر
تو اندیشہ دل مین ہوا بیشتر
نہ اُس سرزمین مین رہی زینہار
کہ رہتی جہان تھی وہ لیل و نہار

وہان سے شتابی سے ٹل وہ گئی
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی
کہین ایک دلچسپ تھا مرغزار
وہ پہونچی وہان بادل سوگوار

وہان کا نگہبان تھا حق شناس
اور ایک گاؤ پر شیر تھی اُسکے پاس
کہ پرمایہ تھا نام اُس گاؤ کا
غریبون کو شیر اُسکا بس وقف تھا

غرض مالک گاؤ نے زود تر
پلایا فریدون کو شیر اسقدر
کہ بس ہوگیا سیر وہ شیرخوار
نہ خواہش رہی شیر کی زینہار

وہان ایک شب وہ زن نیکذات
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات
تو وسواس یہ آگیا ناگہان
کہ چلیے کہین اور رہیے نہ یان

مبادا کوئی یان نہ پہچان لے
مری اور اس طفل کی جان لے
ولیکن جو غمگین رہتی مدام
ہوا شیر تھا خشک اُسکا تمام

وہ سوچی کہ یہ کودک شیرخوار
نہ زندہ رہے شیر بن زینہار
وہ طفل اُن دنون دو مہینے کا تھا
شب و روز سوچ اُسکے جینے کا تھا

وہ ناچار ہوکر بہت بیحواس
گئی دوڑکر اُس نگہبان کے پاس
لگی رونے وان جاکے بے اختیار
کیا اُسکے آگے بہت انکسار

یہ کہنے لگی ایک دلخستہ ہون
بصد رنج و اندوہ وابستہ ہون
یہ بچہ ہی بیچارہ و بے پدر
تو کر پرورش اُسکی شام و سحر

ٹھکانا نہین اور پاتی ہون مین
ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہون مین
اسے گاؤ پرمایہ کا دیجو شیر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر

قبول اُس جوانمرد نے سب کیا
فریدون کو لے پاس اپنے رکھا
ہوئی وان سے رخصت اُسے سونپکر
ندیکھا ذرا اُسنے پھر کر اُدھر

روان سوے البرز وہ زن ہوئی
رہی جاکے وان اور ایمن ہوئی
یہان مالک اُس گاؤ پرمایہ کا
فریدون پہ رکھتا تھا شفقت روا

اُسے جانتا تھا بجائے پسر
وہ کرتا تھا شفقت بجائے پدر
وہ مصروف تھا پرورش مین مدام
پلاتا تھا شیر اُسکو ہر صبح و شام

گئے جب گذر الغرض تین سال
فریدون کی مان کو یہ آیا خیال
سو مرغزار اب ذرا جائیے
وہان سے فریدون کو لے آئیے

ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
مسافت کو طے کرکے آئی دوان
کہا اُسنے آکر کے اے مرد پیر
مجھے دے مرا کودک دلپذیر

کہ البرز مین یان سے لیجاؤن اب
رکھون پاس اپنے اسے روز و شب
وہ بولا کہ ہی یہ ابھی خردسال
اسے ہوویگی وان اذیت کمال

نہ لیجا تو ویرانے مین طفل کو
گزند اُسکو کچھ پہونچے ایسا نہو
وہ کہنے لگی یون کہ ای مرد نیک
مرے دل مین گذرا ہی وسواس ایک

خدا کیطرف سے ہوئی رہبری
کہ رکھنے مین یان کے نہین بہتری
یہ کہکر اُسے لیگئی بس وہان
جہان اُسکا البرز مین تھا مکان

سے کام تھا شکار کے ساتھ | سدا شغل تھا آہ وزاری کے ساتھ | نہ تھی آشنا وہ خورد خواب سے | وہ بیگانہ تھی صبر و تاب سے
اُٹھایا بہت اُسنے بیداد ہر | پھر آخر کو وہ مر گئی کھا کے زہر | دو ہمشیر تھین شاہ جم کی کہین | اُنھین لوگ لائے پکڑ کر وہین
کہے خلق تھی ایک کو شہرناز | اور اس دوسری کا تھا نام رنواز | اُنھین شاہ ضحاک نے کر طلب | رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

## خواب دیدن ضحاک و ترسیدن از ان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم | جہان مین لگا کرنے جور و ستم | گئے قتل اور گاہ غارت گری
دو مرد جوان کو وہ بیخوف و باک | طلب کر کے ہر روز کرتا ہلاک | وہ ہے غریب اور یا ارجمند
تو ض مغز کو اُنکے تیکر تمام | کھلاتا وہ پنھونکو ہر صبح و شام | لگا کرنے پیدا وہ بیحساب
یہ دیکھا کہ پیدا ہوئے تین گرد | اور اُنمین سے دو مین کلان ایک خرد | کیا حملہ تینون نے ضحاک پر
وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان | سوا اُسنے وہ مین ایک گرز گران | جو مارا سر شاہ ضحاک پر
ستمگر کے ہاتھ و تنکو باندھا شتاب | رسن ڈال گردن مین کھینچا شتاب | تو تکیسر پریشان ہوا مغز سر
ہوا دیکھ کر خواب وہ ہولناک | ہوا دل کو اندیشہ خوفناک | کیا سخت اُسکو زبون سنہ
گئے دین مین بیدار اہل حرم | دل اُنکا ہوا ہول سے پر الم | کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان
فغان خواب مین کیون کیا اسقدر | لگے کانپنے جس سے دیوار و در | یہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا
مری زندگانی سے ہونا اُمید | نشاط جوانی سے ہونا اُمید | سنو تم تو تکیسر پریشان ہو جان
تو اخترشناسان کے حاضر ہون یان | کرین اُسکی تعبیر تکیسر بیان | یہ ٹھہرا کہ ہو جلوہ گر صبح تاب
سنی داستان خواب کی یک بقلم | گئے ہوش اور ہو گیا بند دم | تو حاضر ہوئے موبدان و ان نشاب
زوال اُسکی دولت کا پہونچا قریب | ہوئی اُسکو بے دولتی انصیب | ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا
یہ اندیشہ تھا اگر کہین راست آب | تو ہووے شہ نامور پر غضب | نہ زنہار اُنکے بجا موش تھے
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب | بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب | نہ کہتے تھے کچھ اسلیے ہوشمند
کہ ای شاہ اقبال راہی ہوا | تہی تجھ سے اب تخت شاہی ہوا | تو ناچار یون موبدان نے کہا
فریدون کوئی شخص ہوگا دلیر | بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ | ہوا تو گرفتار رنج و ملال
کہین ہووے گا پرمایہ ایک | سویگا اُسکو آئین نیک | وہ فرمانروائے جہان ہوگا
کہا شہ نے پھر خواب مین کہتے ہو | مرے سر پہ مارا ہے گرز گران | کچھ آثار اُسکا ہویدا نہین
وہ مارے گا اک گرزہ گاؤ سر | کر یگا تجھے پا نسے آکے بدر | فریدون ہی ہوگا وہ اے شہا
وہ بولے کہ ای شاہ بیخوف باک | کر یگا پدر کو تو اُسکے ہلاک | فریدون مرا کیون بہ اندیش ہو
شہ اُنسے جب سنکے تعبیر خواب | ہوا درد غم سے وہ بے صبر و تاب | کر یگا تجھے قتل و دان کر
جو ہوش اور حواس اُسکے آئے بجا | تو بیٹھا تخت پر یانون اُسنے رکھا | زمین پر گرا بس وہین تخت سے
نشان فریدون کی تھی جستجو | لگے ہاتھ دشمن یہ بھی آزمو | شب و روز بیتاب رہنے لگا
کیے لوگ چار و نطرف کو روان | کہ تین جستجو تا بہ گرد جہان

فراہم کرون اور جاؤن اُدھر — شتاب اُسکو لاؤن گرفتار کر — سفر مجھکو درپیش ہی دور کا — یہ خرد و کلانسے ہون مین چاہتا
کہ ایک ایک طیار محضر کرین — گواہی دھر اپنی اُسپر کرین — یہ مضمون ہو مرقوم آئین تمام — کہ ضحاک ہی خسرو نیک نام
نہین کار اُسکو بجز عدل و داد — جہان اُسکے لطف و کرم سے ہی شاد — نشہ خلق یہ راست گفتار ہی — جہان پر درونیک کردار ہی
خطر بسکہ تھا اُس ستمگار کا — سبھون نے یہ ناچار محضر لکھا — ہر اک شخص کی پھر گواہی ہوئی — نشانی بفرمان شاہی ہوئی
ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک — دلیر و خردمند تھا مرد نیک — کہین نوبت اُسکے تھی فرزند کی — یہ اُسدن ہوس شاہ کے دلمین تھی
کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر — کھلا دیجیے سانپونکو مغز سر — وہ کاوہ ہوا آنکر داد خواہ — لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ
کہ ای شاہ سن میری فریاد کو — ذرا کام فرمانہ بیداد کو — تو ہی اژدہا پیکر و پیلتن — جہاندار سالار شاہ زمن
دلے کیلیے ہمپہ سختی و جور — ذرا کیجیے اپنے دل مین تو غور — کہ یہ بھی ہی انصاف کوئی بھلا — رکھے نام تو داد بیداد کا
کرے میرے فرزند کو یون ہلاک — نہ آوے ترے دلمین کچھ ترس و باک — پھر اپنی بھلائی کا محضر لکھے — نکوئی کا مضمون سراسر لکھے
یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا — ہراسان ہوا دلمین ترسان ہوا — نرخارد اخون بیچارے کا — اُسے اُسکا بیٹا حوالے کیا
لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور — کہ اب مہر جلد اپنی محضر پہ کر — پڑھا جبکہ کاوہ نے محضر وہان — ہوا تب خروشان و نعرہ زنان
بزرگان اقلیم سے یون کہا — کہ ای مردمان تمنے یہ کیا کیا — گرفتار عصیان ہوئے ہائے سب
کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو — خطا سے شہ دیو چہرہ کے اب — کیا اُسنے یکدست محضر کو چاک
کہے اور بھی کچھ سخنہائے سخت — یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک — اور اُسکا وہ بیٹا بھی ہمرہ گیا
ہوئے آفرین خوان سب شاہ کو — غرض سوے دوزخ رکھا سنبے رو — پھر اُس انجمن سے وہین اُٹھ گیا — حق نعمت شہ گیا بھول سب
حضور خداوند روئے زمین — حضور خداوند و مہیم و تخت — ہوا کاوہ گستاخ اور بی ادب — اطاعت سے پیچیدہ یون سر کیا
شقاوت سے لی اب وہ انحراف — یہ کینہ سے چاک محضر کیا — کہ دشمن تراز یر گردون ہوا
نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے — گیا یاسے بس ہوکے وہ بدخلق — مگر دوستدار فریدون ہوا
تو پھر کیون تحمل کیا شاہ نے — تو بیکبار ہی اُڑ گئے میرے ہوش — تحمل کا مجھسے نہ پوچھو جواب
دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب — لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب — بس اک خوف آیا مرے دل کو تب
تو اکبار گی اُڑ گئے میرے ہوش — گیا جبکہ وہ کاوہ کینہ خواہ — فراہم ہوئی پاس اُسکے سپاہ
خدا نے جو چاہا سو یار دیا — اور آگے کریگا جو کچھ چاہیگا — روانہ ہوا واسے بس پیشتر
طلب کرکے پھر چرم آہنگران — بنایا دہین اک علم اُسنے وان — علم ہاتھ مین لیکے وہ نامور
یہ کہتا تھا ہر بار کرکے خروش — کہ اے نامداران باعتقان ہوش — فریدونکا ہو جسکے دلمین خیال — سو آوے یہان وہ نخجستہ خصال
کرے چاکری پھر نہ ضحاک کی — رفاقت کرے ترک ناپاک کی — ہوا پھر فزون رتبہ سروری
وہ کاوہ تھا بس آگے آگے روان — ہوئے جمع واں تہمتن و لشکری — مگر سر اُٹھائے وہ سیدھے چلے
پس کل وہ انبوہ پیر و جوان — کہان ہی فریدون یہ اقبال تخت — ادب سے جھکا اپنے سر کو دیا
غرض رفتہ رفتہ بقصر کیان — وہ پہونچے دہان تھا فریدون جہان — جو کاوہ حضور فریدون کیا
کیا عرض ای صاحب تاج و تخت — تری یار دولت مددگار بخت — تو ضحاک کا چلکے وہیم سے — جہاندار ہو ہفت اقلیم لے
یہ سمجھا فریدون عالیجناب — کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب — کیا شکر لطف جہان آفرین — بجا سجدۂ شکر لایا وہین

رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادۂ جنگ ضحاک و شستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک بہ تائید خدا

ہوئی شاہ ضحاک کو یہ خبر
کہ بیٹے مین ہی آیتین کا پسر
یہ سنکر ستمگار و بدروزگار
رہ کین سے آیا سو مرغزار

نگہبان کو اور گاؤ کو کر ہلاک
کیا ظلم اُسنے یہ بیخوف و باک
گیا پھر وہ ظالم شتابی سے وان
فریدون کے رہنے کا جو تھا مکان

نشان کچھ نپایا فریدون کا جب
کیا سارے ایوانکو مسمار تب
بداندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ
ولے تھا فریدون پہ فضل الٰہ

کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر
اُسے لیگئی یان سے مان آنکر
سر کوہ اک مرد درویش تھا
کہ روشن ضمیر و صفا کیش تھا

فریدون کو وہ لیگئی اُسکے پاس
کہا یون کہ اے مرد ایزد شناس
یہ بچہ ترا بندہ ہی اور غلام
کرم کی نظر رکھ تو اسپر مدام

سر عجز سے پھر فریدون کا سر
رکھا مرد درویش کے پانون پر
کیا عجز مان نے فریدون کی جب
اُسے رحم آیا فریدون پہ تب

جو کچھ قوت اُسکو پہونچتا بہم
تو دیتا وہ دونونکو بیرنج و غم
لگا کہنے درویش پھر ایک روز
کہ یہ طفل فرخندہ و نیک روز

خداوند روے زمین ہوئیگا
شہنشاہ باداد و دین ہوئیگا
یہ چھینے گا ضحاک کا تخت و تاج
شہان جہان سے یہ لیگا خراج

کرے گا یہی قتل ضحاک کو
جہنم کو بھیجے گا ناپاک کو
زن خوش سیر بھی یہ بولی وہین
کہ ہی طور سے اُسکے مجکو یقین

کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے
ظفرمند ہو ہفت اقلیم لے
ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب
سر کوہ البرز سے آکے تب

فریدون نے صحرا مین مسکن کیا
نہ زنہار کچھ خوف دلمین کیا
یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان
ہمارے پدر کو تہ آسمان

کیا شاہ ضحاک نے کیون ہلاک
ملایا اُسے کیون تہ خون و خاک
وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اُسنے سب
یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب

کہا سوئے ضحاک بیداد گر
مین اب جاکے لیتا ہون خون پدر
وہ بولی کہ ضحاک ہی بادشاہ
رکھے ہی وہ ساتھ اپنے گنج و سپاہ

تو بیکس ہی کچھ اُسکے ہمسر نہین
ترے پاس لشکر نہین زر نہین
نصیبون مین ہی تیرے شاہی اگر
تو کیا اضطراب اسقدر اے پسر

ذرا صبر کر تو بالطاف رب
جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب
کرے شام لطف الٰہی تجھے
میسر ہوا اسباب شاہی تجھے

فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
یہ پاسخ دیا اپنی مان کو وہین
خدا نے کیا ہی مجھے بھی دلیر
اکیلا لڑونگا مین مانند شیر

مددگار میرا ہی پروردگار
نہین خوف ضحاک سے زینہار
کرون ایکدم مین اُسے غرق خون
زر و تاج و اورنگ سب چھین لون

وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہی
پسندیدہ تیری نہ گفتار ہی
تجھے قوت و زور اتنا کہان
کہ ہو ہم نبرد اُس سے تو ای جوان

یہ گفتار مستانہ بہتر نہین
کہ سر ہو نہ برباد اُسمین کہین
نصیحت مری اے پسر رکھ تو یاد
رکھے حق سدا تجھکو آباد و شاد

سنو آگے احوال اب کاوہ کا
کہ کیا اُسنے کار نمایان کیا

## منحرف گشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و انبوہے بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بدروزگار
فریدون کیجانب سے لیل و نہار
رکھے دلمین تھا بیم و خوف و ہراس
بجا تھے نہ کچھ اُسکے ہوش و حواس

بہت مردم آزاری اُسنے جو کی
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
یہ اُنکی شب و روز تھی آرزو
کہ یارب فریدون شہ نامجو

کرے آکے ضحاک کا سر جدا
خداوند ہو تاج و اورنگ کا
تلاش فریدون سے تھا اُنکو کام
غرض منتظر وقت کے تھے مدام

کہین ایکدن ظالم کینہ جو
طلب کر بزرگان اقلیم کو
یہ بولا مرا دشمن جان و مال
جہان مین ہی اک کودک خردسال

دل اُسکی طرف سے جو ہی دردمند
شب و روز رہتا ہی بیم و گزند
مجھے یاد ہی قول مردان پیر
سمجھیے نہ دشمن کو ہرگز حقیر

خبر مجھکو پہونچی ہی آکر یہان
کہ اب وہ گیا سوئے ہندوستان
اگرچہ ابھی سال مین خرد ہی
ولیکن دلیری مین اک گرد ہی

خردمند مثل بزرگان ہی وہ
دلاور بسان دلیران ہی وہ
یہ ہی عزم میرا کہ ای مردمان
پری دیو مردم سے فوج گران

کوئی آئے درپیش شکل جہان
یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ترقی پہ اقبال تھا شاہ کا
لگے کہنے باہم کہ ہی یہ غضب
کہا ایک نے ہی یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اُسکو تدبیر سے
گئے تب وہ دونون شقاوت نشان
یکایک سنی اُسنے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا پیشتر
یہ بولے کہ ہمکو عجب ہی یان
جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ
نہ کچھ منھ پہ اُنکے کہا زنہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گذربان سے کشتی جودانی طلب
نہ ہرگز ذرا دل مین آیا خطر
مکان اک بنایا تھا ضحاک نے
طلسم ایک تھا وہ درون مکان
نمایان ہوئی وہ بلا
کیا گرز سے دو ہین اُنکو ہلاک
یہ کاوہ سے پوچھا کہ کسکا ہی تخت
بصد فرخی پھر شہ نامور
کہ ضحاک بیداد گر ہی کہان
اُدھر لے گیا لشکر بیکران
رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان
لیا مال وزر اور توڑا طلسم
گیا پھر شبستان گیتی پناہ
بتان پری چہرہ دیسم بر
وہی خواہران جم نامور
کہ اک دیو پیکر کی صحبت مین تھے

یہ افسون توپڑھا دہان بگمان
ہوا دلمین اپنے وہ شاد شاد
ظہور اُسکی تھا دولت وجاہ کا
جو ہون اُسکے محکوم ہم دزد شب
ہلاک فریدون ہی امر محال
بہانے سے حیلے سے تزویر سے
اُٹھا لاؤ ہن ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
بداندیش حیران رہے دیکھکر
ہلا کسطرح یا نسے سنگ گران
بجا لایئے شکر لطف الٰہ
زیادہ کیا اُنکا جاہ و وقار
سیاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی اور ہوا شہ وہان پر غضب
گئے بحر زخار سے سب اُتر
کیا تھا بلند اُسکو ناپاک نے
بلاہائے دشوار تر تھین جہان
سیہ دیو اژدہائے عظیم
پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچھ تجھکو معلوم ہی کر بیان
زرہ پوش مردان جنگی یلان
طلسم و حرم خانے کے پاسبان
نہ چھوڑا خزانہ نہ چھوڑا طلسم
بسوے شبستان ضحاک شاہ
ہوئین شادمان شاہ کو دیکھکر
لگین کہنے یون حشم کو رکے تر
گرفتار ہم اک مصیبت مین تھے

کہ ہو جائے آسان مشکل تمام
خوشی سے اُسے اور قوت ہوئی
بڑے بھائی دونون تھے جو کینہ ور
فریدون کو بس قتل اب کیجیے
دیا دوسرے نے یہ اُسکو جواب
کہین ایک دن بادل پرصفا
سر کوہ سے اسکو ناطان کیا
فسون کو کیا شہ نے دردل نہان
رہ مکر سے پھر خروشان ہوئے
اگر کوہ سے ہاے گرتا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہان
بصد فرخی پھر شہ نیکرو
جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا
کیا وہ مین دریا مین گھوڑا دوان
وہانسے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے وہ نظر آئے تھا
گیا اُس مکانمین وہ شاہ دلیر
فریدون نے افسون اسیدم پڑھا
وہان ایک اورنگ آیا نظر
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہی
پھر اک شخص دان شاہ کو ملگیا
یہ بولا سو ہندہ درشت خو
درون طلسم اُسکا ہی مال وزر
ہوا نکے خوش شاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جو دان مقابل ہوا
یہ بولین کہ ہم تھے اسیر بلا
اُٹھایا تھا جسنے جو رنج و عذاب
اُدھر اُس سیہ رو کا تھا بیم و باک

بن آدین شتابی سے یکدست کام
زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی
حسد سے گئے یہ حشم دیکھکر
نہ تاخیر کو راہ یان دیجیے
نہین لازم اس کام مین اضطراب
تہ دامن کوہ سوتا وہ تھا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بندہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و فغان ہوے
تو ضایع فریدون بھی ہوتا ابھی
کہ یہ کام انکا ہی تھا بیگمان
دم صبح واں سے ہوا رہ نورد
فریدون کو کاوہ وہان لے گیا
روانہ ہوئی فوج بھی بعد ازان
ہوا سوے بیت المقدس روان
فلک بھی اُسے دیکھ شرمائے تھا
دلیری کو جسکی نہ ہونچے تھا شیر
کہ عاجز ہوے دیو و اژدرہا
مکلل بیاقوت و لعل و گہر
دیے اب فریدون غازی کا ہی
اور اُس شخص سے شاہ نے یون کہا
فریدون کی کرنے گیا جستجو
رکھا ہی یہان گنج و لعل و گہر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر
کہ جسنے خداوند دولت کیا
فریدون شبستان مین داخل ہوا
کیا آنکے تو نے ہمکو رہا
کہین کیا وہ اے شاہ عالیجناب
اودھر اژدہاے سیہ کا ہراس

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم — سپاہ فراوان و تاج و علم — ہوا خوش فریدون فرخ سیر — کیا تاج شاہنشہی زیب سر

علم پر جو تھا چرم آہنگران — کیا زیر دیبائے رومی نہان — بنی پیکر گوہرین اُسپر ایک — بہت نادر و نغز و دلچسپ نیک

وہ یکدست تھا سرخ و زرد و بنفش — رکھا نام پھر کاویانی درفش — علم کی جو اسطرح توئین ہوئی — ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی

کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان — تو پہلے منگا چرم آہنگران — بنا کر علم اُسکو پرزر کرے — مزین بدیبا و گوہر کرے

شہان کیان نے بصد فرخی — یہ رسم درہ نیک جاری رکھی — کیا پھر فریدون نے یہ عزم جزم — کہ ضحاک سے کینجے اب چلکے رزم

کیا پاس لنکے یہ اُسنے کہا — کہ رکھتا ہو نین قصد ایران کا — دعا کر تو اے مادر مہربان — کہ ہون مین ظفریاب خاور زمان

وہ جاہ و حشم دیکھ شاداں ہوئی — دلیکن جدائی سے گریاں ہوئی — دعا دیکے پھر رخصت اُسکو کیا — اور اُسدم خدا سے یہ کی التجا

کہ سونپا تجھے یارب اپنا اسیر — نگہدار رہنا تو شام و سحر — روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب — چلا لاؤ لشکر کو لے ہمرکاب

فریدون کے تھے دو برزرگ — ولیکن وہ تھے کینہ ور مثل گرگ — فریدون نے ساتھ اپنے انکو لیا — وفور عنایت سے شادان کیا

پھر آہنگر اُس شاہ نے کر طلب — بنا دے تو اک گرزہ گاؤ سر — مرتب کیا اُسنے بس زود تر

اُترتا تھا شب کو وہ لشکر جہان — اسیطرح ہر روز تھے رہ نورد — سر چرخ پہونچے تھی لشکر کی گرد

وہ پہونچے کمین اسجگہ ایکبار — کہ ایزد پرستو نکے تھے وان مزار — رہا شاہ تنہا وہان وقت شب — اور امداد کی اُسنے وانسے طلب

فریدون کو الہام اُسدم ہوا — فریدون کا دل جسسے خرم ہوا — یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ — یہ افسون بتاتے ہین سو یاد رکھ

پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان — کہ رکھتا تھا وہ صورت راستان — فریدون کو سکھلائی افسونگری — یہ بولا کہ اے لائق سروری

فریدون شہ نامور تھا جہان
وہان شاہ ضحاک آیا دوان

ولے فوج بیدل تھی ضحاک سے
نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے

کہ اُسکے ستم سے وہ پرخون تھے سب
طلبگار عہد فریدون تھے سب

سنا فوج نے جب فریدون کا نام
دل اُنکا ہوا خرم و شادکام

دلیران و مردان و برنا و پیر
کہ تھے پہلوانی مین وہ بینظیر

فریدون کے آکر ہوئے سب رفیق
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق

وہ لشکر جو یون ہوگیا برخلاف
تو بیدادگر دلمین سمجھا یہ صاف

کہ کرتا نہین خیرخواہی کوئی
نہین چاہتا میری شاہی کوئی

کیا مشورہ دلمین پھر یہ وہین
کہ تنہا مسلح ہون اب بہر کین

سوِ خوابگاہ فریدون چلون
وہان جاکے بس قتل اُسکو کرون

ہوئی رات جسدم تو وہ بیحیا
ہوا غرق آہن مین سرتا بپا

یہ اُسدم بنی صورت نابکار
کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار

کمند ایک لیکر گیا پھر وہین
چڑھا وہ سر بام کاخ برین

جو دیکھا تو ایوان مین سرنواز
فریدون سے ہی شوق مین گرم ناز

ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
دل اُسکا ہوا گرم ہین و غضب

شتابی سے ایوان مین ڈالی کمند
کہ وان جاکے پہونچائے شہ کو گزند

بلندی سے بدخواہ آیا فرود
فریدون نے اُسکو جو دیکھا تو زود

اُٹھا لیکے وہ گرزۂ گاؤ سر
مقابل ہوا اُسکے وہ آن کر

وہ گرز اُسکے سر پر جو مارا شتاب
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب

فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا
کہ اک ضرب اور اُسکے سر پر لگا

ملا دیجے اسکو تہ خون و خاک
زمین تا کہ ناپاک سے ہووے پاک

صدا غیب سے لیکن آئی تبھی
کہ باقی ہی اسکی ابھی زندگی

اُسے قید کر کوہ کے درمیان
رہے یہ گرفتار بند گران

فریدون نے جسدم سنی یہ صدا
تو ضحاک کو قید و دہین کیا

کہین کوہ تھا ایک دنا وند نام
وہان غار تھا اژدھے تھے تمام

کیا بند لیجا کے ضحاک کو
رکھا سرنگون اُسمین ناپاک کو

بشاہی اُسے سال گذرے ہزار
ہوا بعد اسکے گرفتار و خوار

یہ دنیا کہ ہر چند ہی بے ثبات
ولیکن جہان مین ہی بہتر یہ بات

کہ نام نکوئی رہے یادگار
ہمیشہ نکو نام ہے برقرار

فریدون مین تھی یہ صفت سربسر
کیا جز نکوئی نہ کار دگر

ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب

تو سب نامداران و گردان شہر
کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر

شتابی سے حاضر ہوئے آنکر
حضور شہ عادل و دادگر

کیا عرض یون ہم ہین فرمان پذیر
پرستندۂ شاہ آفاق گیر

کیا شاہ نے اُنپہ لطف و کرم
فزونتر کیا اُنکا جاہ و حشم

سر تخت ایران و توران و چین
ہوا خواہ شاہنشہ دوربین

نوازشگری شہ نے کی اختیار
کیا عدل اور داد لیل و نہار

کشادہ کیا وان در گنج و زر
رعیت نوازی پہ باندھی کمر

نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک
تو نام نکوئی بھی ہی اب تلک

جو کار فریدون کرے بیگمان
فریدون ہی ہی تہ آسمان

ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک
تو بیشک ہو آغاز و انجام نیک

سنو تم کہ آگے کرون مین بیان
فریدون کے بیٹون کی اب داستان

## تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور
کہ تھا انکا نام ایرج و سلم و تور

ملکزادہ ایرج ولے خرد تھا
خردمند دانشور و خوش لقا

ہوئے جب جوان بادشہ زادگان
ہوئی یون تمنائے شاہ جہان

سہ دختر جہان ایک مادر سے ہون
فزون حسن مین ماہ انور سے ہون

تو اُن کو وہان کتخدا کیجیے
نہ تاخیر کو راہ ٹک دیجیے

کوئی مرد دانا تھا صندل بنام
طلب کرکے اُسکو شہ ذوالکرام

یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو
جو ہی مدعا اُس کی کر جستجو

اُسے جبکہ فرمان شاہی ہوا
تو رخصت ہو وانسے وہ راہی ہوا

بہت ملک مین گشت اُسنے کیا
ولے جبکہ شہر یمن مین گیا

تو لوگون سے وانکے ہوا یہ عیان
کہ حسب تمنائے شاہ جہان

رکھے تین دختر ہی شاہ یمن
پریچہرہ و مہوش و سیم تن

سپہدار کا وانکے تھا مہر و نام
گیا وان رسول مبارک پیام

ہوا ہمپہ بارے خدا مہربان
کہ بھیجا بجاہ و حشم تجھکو یان

پھرے دن ہوا پھر مددگار بخت
کہ آیا تو اے وارث تاج و تخت

یہی اپنے دلکی ہی اب آرزو
کہ جبتک جہان ہی جہانمین ہو تو

یہ پوچھا فریدون نے اے دلربا
سوئے ہند ضحاک اب کیون گیا

وہ بولی کہ تجھسے تھا اُسکو خطر
تجسس کو تیری گیا ہی اُدھر

کہ شاید کہین ہاتھ آجائے تو
سوا اسکے یہ ہی اُسے آرزو

کہ ہندوستان کو مسخر کرے
دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے

بہم وانسے پہونچا ہی اک سحرکار
فسون ساز و جادوگر و ہوشیار

تجھے جسکے جادو سے پہونچے گزند
وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند

دلے چاہتا ہی یہ عالم تمام
دعا ہی یہ ہر ایک کی صبح و شام

کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو
تو دائم جہانمین جہاندار ہو

رہے تیرے اقبال و دولت قرین
نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

## نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ
نصیب شہنشاہ گیتی پناہ

سراپا گلستان ہوا وہ مکان
ہوا تازہ یکدست باغ جہان

ہوا ہمسر عرش افلاک تخت
کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت

شبستان ہوا غیرت صد چمن
ہوئی رشک باغ ارم انجمن

ہوئین کامران وہ پری پیکران
بہم بزمی خسرو کامران

کیا شاہ نے ملک تسخیر تب
ہوا کامیاب نشاط طرب

ہوا رونق افزاے تخت کیان
فروزندہ خورشید بخت کیان

جو تھا کندرو نامے اک پہلوان
طلسم و زر و مال کا پاسبان

گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر
وہان جاکے اُسنے کہی یہ خبر

کہ شاہا بہ تن گرد گردن بلند
جوان و دلیر و قوی ارجمند

کسی سمت سے لاکے فوج گران
سو شہر بغداد آئے دوان

بزرگ انمین دو ہین اور اک خرد ہی
دلاور ہی پر زور ہی گرد ہی

نمایان ہی چہرے سے فر کیان
خداوند دولت ہی وہ نوجوان

وہ سرکردہ ہی لشکر و فوج کا
سپہدار و ممتاز و فرمانبردا

رکھے ہی وہ پاس اپنے گرز گران
جوانمرد ہی جنگجو پہلوان

بجاہ و حشم اُسنے وان آنکر
وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر

ترے دیو گردان جنگ آزما
جو وان تھے انھین قتل سبکو کیا

کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت
ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت

ہوا تیرے داخل شبستان مین
تصرف کیا تیرے ایوان مین

ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر
کہ پہونچا فریدون وہان آنکر

ولے اُسنے پنہان کیا راز کو
کہ تا کوئی لشکر مین بیدل نہو

کہا یون کہ مہمان کوئی ہوئیگا
جو رخ اُسنے سوئے شبستان کیا

نہین جائے اندیشہ کچھ زینہار
رہا چاہیے شاد لیل و نہار

یہ گفتار سن اور کھا پیچ و تاب
دیا کندرو نے یہ اُسکو جواب

کہ اب سوچ کچھ تو شہا چاہیے
اُسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے

رکھے جو کوئی گرزہ گاؤ سر
شبستان مین شوخی کرے آنکر

وہ مہمان کوئی آفت دہر ہی
بڑا یہ غضب ہی بڑا قہر ہی

کہ یون خواہران جہاندار جم
رہین بیحجابانہ اُس سے بہم

ادھر ہمکنار اُس سے ہو شہر ناز
اُدھر اُسکے پہلو مین ہو ارنواز

پھرا شہر مین اُسکا لشکر تمام
ہوئے آدمی اُسکے چاکر تمام

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تو کی خواہش مرگ ناپاک نے

ہوا کندرو پر بہت خشمگین
لگا کہنے یون اُس سے از روے کین

تری بات کا کچھ نہین اعتبار
ذرا بھی نہین راستی زینہار

ترا خوف سے دل پریشان ہوا
تو مارے خطر کے گریزان ہوا

نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون
نہ خدمت تجھے کوئی زنہار دون

اُسے کندرو نے یہ پاسخ دیا
کہ مجکو ہی اب یہ گمان خسروا

تو ہرگز نہو بہرہ ور بخت سے
نہو کامران افسر و تخت سے

بھلا شہریاری نہو جب تجھے
کرے ناظم شہر کیونکر مجھے

ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر
نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر

سنی جبکہ گفتار ارباب ہوش
تو آیا ستمگار کے دل مین جوش

کیا حکم ضحاک نے پھر وہین
کہ گردان رکھین اب اسپ زین

غرض کرکے طیار لشکر تمام
روانہ ہوا وان سے وہ تیز گام

کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید
کہ بیحالہ ایک ماہ آفریدہ
خدا دے اُسے ایک فرخ پسر
کہ لے بدسگالان سے خون پدر
وہ تھی حسن مین ایک ماہ تمام
فریدون نے رکھا پریچہرہ نام
جوان دلاور پلنگ ایک تھا
اُسے ساتھ اُسکے کیا تخت دا
ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر
تو اُس سے تولد ہوا اک پسر
بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
سرنو اُسے زندگانی ہوئی
کہ جب تلک فلک پر مہ و مہر ہو
الٰہی جہان مین منوچہر ہو
ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
ہنر پہلوانی کے سکھلائے سب
نمایون نظر کرکے سوے سپاہ
تمھارا منوچہر ہی بادشاہ
در گنج شاہی کشادہ کیے
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
منوچہر سے مرد مان سپاہ
گذارش کرتے تھے شام و پگاہ
جو پہونچی خبر سلم اور تور کو
منوچہر ہی مرد پیکار جو
فریدون پر رکھتا ہی اب عزم جزم
کہ بھیجے لئے اس طرف بہر رزم
کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر
روان کیجیے اب سوے پدر
عوض جن برج کے دیتے ہین ہم
اُسے گوہر و گنج و تاج و علم
حضور فریدون وہ پیغامبر
جو پہونچا تو رکھکر وہ سر خاک
کہے جاودان عالم افروز تو
ہمیشہ کرے جشن نوروز تو
زر و لعل اور گوہر شاہوار
سریر زر و تاج گوہر نگار
وہ پیلان محمولہ سیم و زر
حضور جہاندار گذران کر
کیا ہم کو گمراہ شیطان نے آہ
جو سرزد ہوا ہم سے ایسا گناہ
اگرچہ ہین ہم تو سراپا خطا
ولے تو خطا بخش ہی خسروا
تمنا یہ ہی اپنی شام و سحر
سو خاور آوے منوچہر گر
رکھین پیشکش اُسکے گنج و گہر
کرین بندگی اُسکے تا رخ دہیم
بٹھایا سر کرسی گوہرین
بلایا منوچہر کو تب دہین
ہوے تیرے بدخواہ یکسر زبون
نظر کرتہ گنبد نیلگون
کہ جا بر دو ناپاک سے کہتہ شتاب
دیا اُسکو پیغام کا یہ جواب
کیا قصد خون منوچہر کا
مگر تم نے اب بیگناہ و خطا
وہ کاہ کہ ہی جنگ جو مثل شیر
وہ سام نریمان وہ قارن دلیر
منوچہر کے ساتھ ہو پہنچے وان
یہ مردان جنگ آور و پہلوان

یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار
کہا یون کہ اب ہون یہ امیدوار
اگر جب کے نو بینبے و ہان
تو پیدا ہو نی دختر دستان
کیا پرورش ناز و نعمت کیساتھ
رکھا بمقرین اُسکو دولت کیساتھ
فریدون کے تھا نسل سے وہ جوان
ہنرمند دانشور و پہلوان
ملکزادہ ایرج کے ہم شکل تھا
منوچہر نام اُسکا شہ نے رکھا
وہ لایا بجا شکر پروردگار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
رہے اسکا اقبال دائم بلند
نہ ہو پہنچے ذرا چشم بد سے گزند
سکھائے سب آئین رسم شہی
پھر اُسکے رکھا سر پہ تاج مہی
منوچہر کی تم اطاعت کرو
دل و جان سے تم اُسکی خدمت کرو
تو ہم ہوا شکر بے شمار
دلیران جنگی و مردان کار
کہ عزم عدو سوزی اب کیجیے
شتابی سے ایرج کا خون لیجیے
قوی بازو و پہلوان و دلیر
حضور اُسکے روباہ سے کم ہی شیر
یہ سنکر بہت دل مین ڈرے سب
پریشان ہوے اُنکے ہوش و حواس
منوچہر کو اب طلب کیجیے یان
یہ لکھیے کہ اے بادشاہ جہان
غرض باز و گنج بھیجا رسول
کہ شاید فریدون کرے یہ قبول
دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
کہ اے مہر رخشندہ سروری
وہ تحفے جو لایا تھا پھر اُسنے سب
رکھے شہ کے آگے زروے طرب
وہ دیبای رومی و خز و حریر
وہ زرین طبقہای مشک و عبیر
کہا سلم اور تور کا یہ پیام
کہ بندے ہین ہم اے شہ نیکنام
جہالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے
ہماری یہ تقصیر ہو عفو مانگ
کر و کینہ سے اپنے سینہ کو صاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
ہم اُنکی کرین چاکری جاودان
فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
یہ نا اور یون سرکشونکا پیام
کہا یون کہ اے پور فرخ خصال
بجھے ہو سعید و مبارک فال
پھر آیا وہ شہ سوے پیغامبر
ہوا خندہ زن اُنکی گفتار پر
ہوے گر منوچہر پر مہربان
تن ایرج نامور ہی کہان
منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ
سو خاور آئیگا لشکر سیاہ
وہ گرشاسپ شاہ پور دلیر
کہ ہین پہلوانی مین سب سے دل
مجھے زر دیتے ہو تم کیا فریب
یہ نیرنگ ہی سب تمھارا فریب

وہ توران مین آکر فراہم ہوے
پئے خون ایرج وہ باہم ہوے

خبر انکو پہونچی تنے مین وان
کہ بے فوج آتا ہے ایرج یہان

فریدون نے نامہ بھی ہے اک لکھا
یہ سن کر وہ دونون گئے پیشوا

خوشی سے جہان انکی تھی بارگاہ
اسے لیگئے وان وہ با عز و جاہ

ملک زادہ ایرج تھا فرخندہ خو
خردمند و خوش منظر و خوبرو

مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
تو آئے پھر اس بات پر بدنہاد

کہ ہو بے خطا کشتہ وہ نامدار
سو خانہ جانبر نہ ہو زینہار

سو فوج پھر سلم نے کی نگاہ
نہ پایا طرف اپنے میل سپاہ

کہا تور سے کام ابتر ہوا
کہ ایرج سے دلبستہ لشکر ہوا

ہمین قصد تھا ملک ایران کا
دیے اب ہے اندیشہ توران کا

ہو قتل ایرج کا اب ناگزیر
وگرنہ ہم ہین اور نہ تاج و سریر

بھری آہ اس بات سے تور نے
رکھا خون روا اسکا مغرور نے

گیا دوسرے دن جو انکے حضور
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور

کہ اے بے ادب ہم سے کمتر ہے تو
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو

ہمارا ادب کچھ نہ رکھا نگاہ
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ

شب و روز یان ہم تو کھینچین رنج
رہے تو وہان شاد با تاج و گنج

یہ باتین تو تندی سے اسنے کہین
تو ایرج نے پاسخ دیا پھر وہین

کہ اے بادشاہ جہانگیر گرد
بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہون خرد

مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
نہ گنج اور نہ نشو نہ فوج و سپاہ

نہین مجھپہ لازم ہے اتنا عتاب
کہ ہون بندہ شاہ عالیجناب

یہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم
ولے تسپہ ہوتا تھا وہ تند گرم

نہ گفتار ایرج کی بھائی اسے
نہ الفت برادر پہ آئی اسے

سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تھا
وہان سے وہ یکبارگی بس اٹھا

وہ کرسی زر از رہ خشم و کین
اٹھا سر پہ ایرج کے ماری وہین

پھر اسکے اٹھا دست بازو پہ بند
گزند برادر بس آیا پسند

بہت کرکے تب زاری و انکسار
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار

نہ کر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
نہ دے ہاتھ سے پاس شرم پدر

یقین جان یہ تو کہ انجام کار
تجھے رنج پہونچائیگا کردگار

نہ رکھ ہائے خون برادر روا
مری جان پر رحم کر خسروا

نہین کچھ مجھے خواہش سروری
کرون رات دن محنت و چاکری

کیا عجز ایرج نے ہر چند پر
نہ آیا سر رحم بیداد گر

وہین کھینچکر خنجر آبگون
کیا اسنے ایرج کو بس غرق خون

سر نامور کرکے تن سے جدا
حضور فریدون روانہ کیا

لکھا یون کہ تو نے جسے اے پدر
دیا تاج و زر تھا یہ اسکا ہے سر

تو رکھ اسکے اب سر پہ تاج مہی
بٹھا اسکو بالائے تخت شہی

فریدون یہ کھینچے تھا وان انتظار
کہ آوے کہین ایرج نامدار

کہ اتنے مین نالہ کنان مردمان
لیے اسکا تابوت پہونچے وہان

وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
وہ پیچیدہ تھا پرنیان مین جو سر

فریدون اسے دیکھ گریان ہوا
وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا

ذرا ہوش آیا فریدون کو جب
وہ بولا کہ ہو وین سیہ پوش سب

وہین توڑ ڈالے وہ کوس علم
فغان اور نالہ تھا وان دمبدم

بنایا تھا ایرج نے اک گلستان
سر اسکا کیا دفن لیکر وہان

اکھاڑے نہالان گلشن تمام
جلائے گل و سرو و سوسن تمام

یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار
کہ افسوس اے گردش روزگار

ہوا کشتہ یون ایرج نازنین
کہ سر ہے کہین اور تن ہے کہین

ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار
ترے فضل سے ہون یہ امیدوار

کہ ہو تخم ایرج سے اک نامور
پئے رزم کین چست باندھے کمر

کہانتک کرون درد و غم کا بیان
سنو اب منوچہر کی داستان

## تولد شدن دختر از بطن زوجہ ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان مین ایرج کے شاہ جہان
گیا ایک دن تو یہ پوچھا وہان

کہ ہے کوئی یان ماہرو باردار
شتابی سے مجھپر کرو آشکار

سواران رومی و ترکان چین
فریدون کو پہونچی یہ جسدم خبر
صبوری کرو تم نہ باندھو کمر
منوچہر نے یون گذارش کیا
کیا اُس طرف شاہ نے پھر روان
لیے سر بسر گرز و تیغ و سنان
صف جنگ آراستہ جب ہوئی
سو ریت گرد دلاور قباد
بجائے تہمن تھی قائم سپاہ
گیا بڑھ کے آگے دلاور قباد
کہ اے بے پدر خرد کہہ تو تجھے
دیا تور کو اُسنے پھر یہ جواب
تمھاری وہ منزل تہمن میں لایا پناہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اُسنے دیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
کروں قتل میں سلم اور تور کو
رکھیں جنگ کو آج موقوف ہم
ہوا خیمہ زن دشت میں وقت شب
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
تن و جان کا کچھ نہیں تھا دریغ
ولیکن بتائید لطف الٰہ
لگے کہنے باہم وہ دونوں ندیم
منوچہر پر آج بشخون کریں
تہیخو نکار کہتے ہیں وہ ہم جرم
خوشی کو تہپ کر سلو لیسوار
گئی نصف سے رات جسدم گذر
بعزم شب خون وہ آیا جدھر
ولیکن نہ زنہار پایا گذار

نبرد آزمایان تو ران زمین
کہ خاور سے اب لشکر آیا ادھر
کہ تا آوین اب اور بھی پیشتر
کہ اب جہانذار کشور کشا
منوچہر کو با سپاہ گران
نہ پروائے سے ذرا فکر جان
رہ صلح مسدود پھر تب ہوئی
سو چپ وہ گشا سپ فرخ نہاد
منوچہر تھا زیت قلب گاہ
وہین دونوں آئے دوان مثل باد
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ پہونچاؤن پیغام تیر شتاب
کیا غرق خون تم نے ایرج کو آہ
تجل ہو کے میدان سے پھر کیا
منوچہر سن کے یہ باتین تہمنا
کروں غرق خون ہر دو مقہور کو
کرین حشر زیر پا یہان صبحدم
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب
ہوے آکے صف زن وہین و یسار
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
وہان کام سب کو تھا با گرز و تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب رہی آج فوج فریدون
تبہ اُسکو ہم زیر گردون کریں
کیا چاہتے ہین وہ غفلت مین تم
کمینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ
جہان تیرہ بس ہو گیا سر بسر
خبردار پائی سپہ سر بسر
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار

روان ہوے اقلیم ایران ہوے
بلا تا مازدون سے تب یون کہا
خبر پھر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
نہین مجھ کو زنہار تاب و درنگ
زرہ پوش مردان شمشیر زن
یہان فوج کا کیجئے کیا شمار
وہ آگے ہوا کاویانی درفش
وہ سام و نریمان و قارن دلیر
اُدھر سے تھے وہ دونون گرد نکشان
قباد و دلاور سے کہنے لگے
ہوئی دخت ایرج سے تیری نتاج
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانیو تم کہ زیر فلک
وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
یہ کہنے لگا پھر وہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تور میدان سے
پھر از رزمگہ سے منوچہر شاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونون ستمگار بھی لے سپاہ
جوانون کا سر دار گرز گران
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
ہوئے تور اور سلم بس رد فگن
مبادا کہ غالب ہو کل اژدہا بھی
منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
وہین کر کے قارن کو خشنے طلب
سواران جنگ آزما سی ہزار
روانہ ہوا تور تخوت شعار
بناچار چاہا کہ پھر جایئے
ہوئی وقت تیغ زبانی وہان

پے کینہ خواہی شتابان ہوے
کہ اے شیر مردان جنگ آزما
نہ تاب گئے بس نہین کچھ بھی دور
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ
جوانان جنگ آور و صف شکن
سواران جنگی تھے شش صد ہزار
کہ تھا ایک قلم سرخ و زرد و بنفش
کہ تھے کینہ خواہی مین تند شیر
پے رزم لائے سپاہ گران
ذرا جاکے کہہ تو منوچہر سے
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
کہ دونو نکو نفرین کریں خلق عام
رہے تم پہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہون نژاد و گہر بیدرنگ
امان اُسنے پائی ذرا جان سے
گیا بس وہین سے آرام گاہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
ہوے آکے میدان مین یکسو خواہ
دلیرون کا پہلو و نوک سنان
زمین خوں سے اُنکے ہوئی لالہ زار
کہ آیا نظر اُن کو اپنا گزند
سو اسواسطے مصلحت ہے یہی
کہ وہ بدنہادان بیداد گر
کہا ہو خبردار لشکر سے اب
لیے ساتھ اپنے پئے کارزار
سواران جنگی لیے سو ہزار
طرف اپنے لشکر کے پھر آیے
ہوے غرق خون پھر ہزارون جوان

یہان خواہش زر نہین زینہار
نہین چاہیے گوہر شاہوار

تو سب پھیر لیجا یہ گنج اے رسول
کہ ہرگز ہمین کچھ نہین ہی قبول

کیا عذر جو نابکارون نے اب
نہین ہی بجا یعنی بیجا ہی سب

ستم ساتھ ایرج کے جو کچھ کیا
سو اسکا مکافات دیگا خدا

گیا اس جہان سے وہ ایرج اگر
تو پیدا ہوا اور اک نامور

گر ایرج نہین تو منوچہر ہی
فروزندہ مثل مہ و مہر ہی

دلیر و قوی چون ہزبر دمان
نبرد آزما مثل شیر ژیان

کمر چست باندھے پئے کارزار
نچھوڑے وہ ایرج کا خون زینہار

یہ پیغامبر نے جواب پیام
سنا جب تو ہوش اُڑ گئے بس تمام

ذرا ایک دن پھر نہ ٹھہرا وہان
ہوا بس وہین سوئے خاور روان

غرض تیز رو مثل باد صبا
جہان سلم اور تور تھے وان گیا

وہ پاسخ جو تھا اُسکا چون زہر مار
کیا سلم اور تور سے آشکار

کہا پھر کہ مین نے منوچہر کو
جو دیکھا تو ہی مرد پیکار جو

جوانمرد شیر افگن و پیلتن
یل نوجوان گرد شمشیر زن

اور اُسکے جو لشکر مین ہین پہلوان
قوی زور ہین مثل پیل دمان

نبرد آزما ہر جوان مرد ہے
طلبگار پیکار و بیدرد ہے

وہ دونون جفاکار بیداد گر
ہوے سن کے پاسخ بہت پر خطر

پھر آراستہ ایک کی انجمن
پئے کینہ خواہی ہوئے رائے زن

یہ بولے تہ چرخ فیروزہ رنگ
کہ ہم گر نہ پہلے کرین قصد جنگ

مبادا منوچہر ہووے دلیر
شتابی ادھر آئے مانند شیر

یہی مصلحت ہی کہ لیکر سپاہ
چلین ہم بسوئے منوچہر شاہ

کرین چل کے ایران مین ہم اُس سے جنگ
نہین خوب اس بات مین اب درنگ

## جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
کہ چل کر منوچہر سے کیجیے رزم

فراہم کیا لشکر بے شمار
یلان تنومند جنگی سوار

یہ کہنے لگی تجھ کو اے نامور
وہین سام نے آکے دیکھا اُسے
یہ کہتے تھے وان مردمان خاص و عام
یہ سن کر ہوا سام یل شرمگین
مکان وان جو تھا ایک سیمرغ کا
ہوا مہربان رحم آیا اُسے
نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
کوئی کاروان اتفاقاً ادھر
یہان سام کو خواب آیا نظر
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان
خوشی سے پھر اُسکی خبر لے لیے
کہا ایک نے یہ کہ اے بے شعور
سپید اُسکے موہن اگر سر بسر
نظر مین تری گو ہے فرزند خوار
ہوا صبحدم سام گھر سے روان
الٰہی مرے حال پر رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان

خدا نے دیا بچہ اک [illegible]
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اُسے
کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام
اُٹھا لیگیا زال کو بس وہین
یکایک وہ سیمرغ ادھر آیا
اُٹھا آشیانے مین لایا اُسے
کہ بچون کو بھی اک محبت ہوئی
جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر
یہ کہتا ہے کوئی کہ اے نامور
تو پھر دل مین اپنے ہوا شادمان
روان سوئے البرز مردم کیے
کیا تو نے خوف خدا دل سے دور
تو کیا عیب ہے اک نظر اُسپر
[illegible] پیش پروردگار
[illegible] البرز آیا [illegible]
کہ پھر پاؤن مین جلد اپنا پسر
تو دیکھا کہ ہے سام گریہ کنان

[illegible]
[illegible] نام زال
[illegible] یا پلنگ
[illegible] البرز ڈالا اُسے
[illegible]
[illegible] بچون کے باصد خوشی
وہ رہتے تھے باہم شب و روز
[illegible] سیمرغ [illegible]
[illegible] زندہ [illegible] شاد ہی
ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور
پھر اک خواب دیکھا [illegible]
رکھا دور آنکھون سے فرزند کو
[illegible] سر و ریش ہے
[illegible] ہوا دیکھ [illegible]
خدا سے وہان اُسنے کی التجا
[illegible] اُسکی [illegible]
[illegible] سیمرغ آیا وہین پیش سام

[illegible]
تعجب [illegible] اُسکی [illegible]
نہ خلقت ہی انسان کی [illegible]
شبستان سے [illegible] نکالا اُسے
پڑا ہی سر خاک روتا ہی زار
لگا پرورش کرنے وہ زال کی
ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد
محبت سے ساتھ اُسکو اپنے رکھا
جہان مین بخوبی وہ آباد ہی
کہ ہی پور دلبند آنکھون کا نور
نظر آئے دو مرد فرخ سیر
کیا خوار یون پور دلبند کو
[illegible]
[illegible]
بہت زاری و گریہ [illegible]
ہوا حال پر اُسکے لطف خدا
[illegible] قصہ خواب اُسنے تمام

یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب
کہ تدبیر فرمائیے کچھ شتاب

وہ تدبیر جس سے نہو خوف جان
رہے جان کی خیر اے مہربان

بیابان کی لی اُسنے پھر دو مین راہ
وہان سے وہ سیمرغ لایا گیاہ

کہا زال سے پھر کہ اب زود تر
پلا دار وزن کو تو بیہوش کر

پھر اُسجا سے کر پہلو اُسکا تو چاک
کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک

لگا اُسکے پھر زخم پر یہ گیاہ
کہ ہو تندرستی بہ فضل الہ

غرض زال نے پھر پلا کر شراب
کیا مست رودابہ کو بس شتاب

کیا چاک پہلوے زن اسطرح
بتایا تھا سیمرغ نے جس طرح

وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن
جسے دیکھ حیران رہے مرد و زن

بہن ایک رودابہ کی تام شین
روان اشک کرنے لگی پھر وہین

مبادا کہ رودابہ ضائع ہو اب
کیا مطمئن زال نے اُسکو تب

لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ
ہوئی تندرست اس سے وہ رشک ماہ

وہ کودک تھا صورت مین ہمشکل سام
رکھا رستم اختر شناسون نے نام

شبیہ پسر زال نے کھینچ کر
شتابی سے بھیجی حضور پدر

سو پیکر رستم شیر خوار
نگہ کرکے بولا وہ سام سوار

بعینہ مری شکل ہی یہ پسر
بجا ہی جو کہیئے اُسے شیر نر

تحائف بہت زال نے بعد ازان
خوشی سے کیے سوے کابل روان

یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو
کہ پیدا ہوا رستم نام جو

یہ سنکر وہ مسرور و شادان ہوا
برنگ گل تازہ خندان ہوا

بجا لاکے شکر خداے کریم
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم

وہ رستم کہ تھا کودک بے نظیر
اُسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر

کبھی رہتی باقی جو کچھ اشتہا
تو شیر اُسکو دیتے بزو گاؤ کا

طعام اُسکے آنے لگا جب پسند
تو پھر پانچ آنے لگین گوسفند

وہ کھا جائے تھا گوشت اُنکا تمام
تعجب مین تھے مردم خاص و عام

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار

لیا ہاتھ مین اپنے گرز پدر
رہے لوگ حیران اُسے دیکھ کر

کہ اس طرح کودک یہ ہی زورمند
نہ دیکھا کہین زیر چرخ بلند

یہ کہتے تھے رستم بہ فضل خدا
تنومند تر سام سے ہو دیگا

سو گرگساران و مازندران
بفرمان فرمانرواے جہان

سر رزم تھا سام جنگی سوار
لڑائی تھی دیوونسے لیل و نہار

یکایک دل سام آیا ادھر
کہ دیکھے رخ رستم نامور

محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان
روانہ ہوا سوے زابلستان

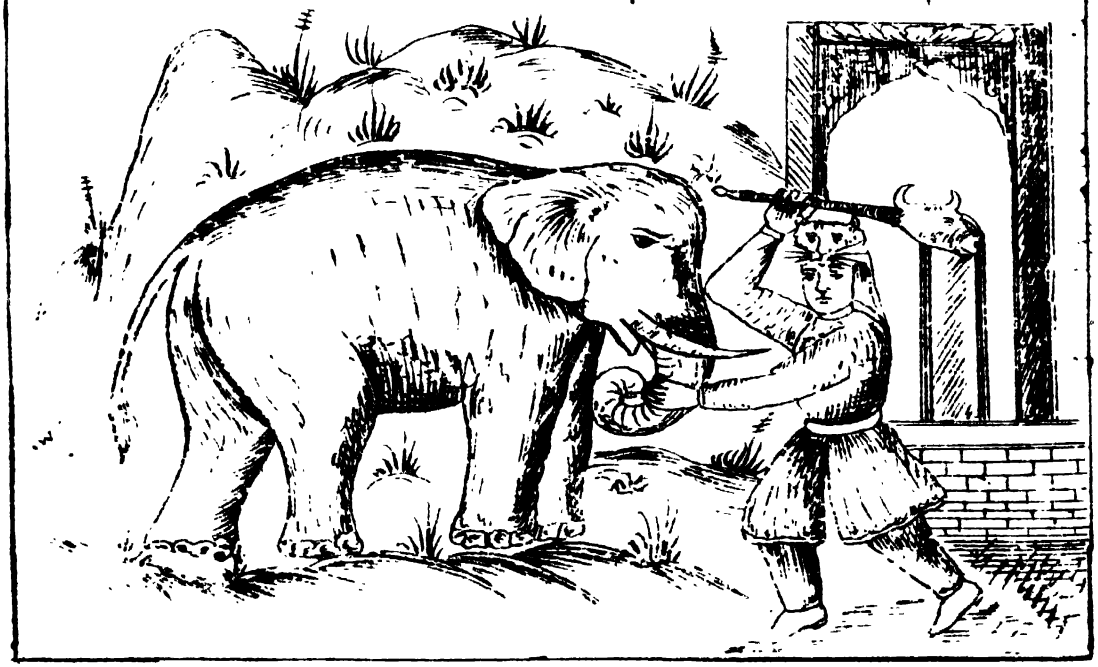

یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کہ دایہ ہون مین تیرے فرزند کا
بہت عاجزی سام نے اُس سے کی
گیا پاس وہ کاروان کے تبھی

کیا زال کو کاروان سے طلب
حوالہ کیا اُسنے باصد طرب
پھر اوان سے سیمرغ لے زال کو
لے آیا حضور یل نامجو

کہا یون کہ لیجے یہ اپنا پسر
یہ ہی لائق تاج و اورنگ و زر
ہوا پھر یل سام خرم وہین
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین

دیے اپنے سیمرغ نے چند پر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
تو پر کو جلا یاد کیجیو مجھے

شتابی سے پہونچو نمین وان آنکر
تری مشکل آسان کرون سربسر
بھری ہی مرے دلمین الفت تری
زیادہ ہی مجھ کو محبت تری

مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
فراموش مت کیجیو زینہار
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
ترا بندہ ہون اے شہ طائران

غریبونکا بس پرورندہ ہی تو
ترا گرد عالم ہی نام نکو
روانہ ہوئے وان سے پھر زال و سام
بہت دلمین اپنے تھے وہ شادکام

لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کہ شرمندہ ہون تجھسے مین اے پسر
خدا سے کیا عہد اب استوار
کہ تجکو رکھون جاودان باوقار

کرون تیری تعلیم صبح و مسا
تلافی مری تاکہ ہو جرم کا
گئے جبکہ پھر شہر کے متصل
ہوا خوش منوچہر کا سن کے دل

یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا
کہ لے آ اُنھین جا کے تو پیشوا
وہ شہزادہ تب لے گیا آنکر
گئے شہر مین وے بصد کر و فر

حضور منوچہر پھر زال کو
گیا لے کے سام یل نامجو
منوچہر شاہ ستودہ سیر
بہت خوش ہوا زال کو دیکھکر

طلب کر کے انجم شناسونکو وان
کیا حکم پھر یون کہ اے نجم دان
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
حقیقت گذارش کرو مل کے سب

سوے گردش انجم و آسمان
نظر کر کے بولے یہ دانشوران
کہ ہی طالع زال شاہا بلند
جہان مین یہ ہوگا بڑا ارجمند

دلیر و شجاع و قوی پہلوان
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
شہنشہ نے اسپان تازی و زر
سلاح و زر و خلعت پر گہر

کرم سے عنایت کیا زال کو
جہان مین تفاخر دیا زال کو
کیا سام پر لطف پھر بے شمار
زیادہ کیا اور بھی اقتدار

اُسے حاکم شہر زابل کیا
سپہدار اقلیم کابل کیا
حضور جہاندار سے سام و زال
مرخص ہوے ہو کے شادان کمال

جو زابل مین پہونچا یل نامور
تو پھر بہر تعلیم فرخ سیر
ہنر پروران جہاندیدہ کو
فراست شناسان سنجیدہ کو

کیا سام نے ہر طرف سے طلب
ہوے آنکے جب فراہم وہ سب
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
کہ اے اوستادان صاحب ہنر

کرو تربیت زال کو روز و شب
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
بتاؤ اُسے داب شاہی تمام
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام

ہر اک فن مین تم اُسکو کامل کرو
ہنرمند و ہشیار قابل کرو
بفرمان شاہ جہان بہر رزم
سو گرگساران مرا اب ہی عزم

نصیحت لگا کرنے پھر زال کو
کہ اے پور دانا و فرخندہ خو
تجھے مین نے سونپا یہ زابلستان
تو داد و دہش خوب کرنا یہان

یہ کہہ کر وہ سام نبرد آزما
سو کشور گرگساران گیا
ہوا حکمران ملک زابل کا زال
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال

ریاست غرض ملک کی خوب کی
بہت خلق نے پائی آسودگی
ہوئی پھر اُسے آرزوے عروس
ہوئی میل خاطر بسوے عروس

سپہدار کابل جو مہراب تھا
سو تھی اُسکی اک دختر مہ لقا
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
خردمند دانشور و نامور

اور اُس دلستان کا تھا رودابہ نام
سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
ہوا زال جسدم بعیش و خوشی
طلبگار دختر کا مہراب کی

تو مہراب نے پھر بلطف و صفا
کیا زال سے دخت کو کتخدا
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی

رکا جائے تھا دمبدم اُسکا دم
کہ بچہ کلان تھا درون شکم
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب

ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ وان
کیا زال نے ماجرا سب بیان
وہ بولا کہ اے سرور انجمن
شکم مین ہی اک بچہ پیلتن

کرے جسکی ہیبت سے قالب تہی
ہنر بردوان پیل اور دیو بھی
نہ چیروگے پہلوے زن جب تلک
شکم سے نہ نکلیگا یہ تب تلک

یہ سنکر وہین رستم نامدار
روانہ ہوا جانب کوہسار

یہ پہونچی خبر سوے مازندران
کہ رستم ہوا جانب دژ روان

ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند

وہان جنگ اک اسکے درپیش تھی
سو یکدست موقوف اُسنے رکھی

سپاہ گران لے گئے وہ ہمرکاب
کمک کو نبیرہ کی پہونچا شتاب

جوانان نیک آور و پیلتن
ہوے گرد اُس قلعہ کے خیمہ زن

سال اور اک ماہ تک وان مقام
رکھا سام نے اور بنا کچھ نہ کام

پھر اوان سے ناچار وہ پہلوان
روانہ ہوا سوے مازندران

کیا اُسنے رستم کو رخصت اُدھر
اور اُس سے کہا یون کہ اے نامور

اکیلا پہن کاروان کا لباس
اگر قلعہ مین جائے تو بے ہراس

تو چارہ گری کر سکے کچھ وہان
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان

کہ کندہ کرون جاکے بیخ حصار
نچھوڑونمین وان زندہ اک نابکار

کئی اونٹ محمول بار نمک
کہ درکار تھے دژ مین بے شبہہ و شک

بجائے شتربان تھے پہلوان
ہر اک گرد تھا صورت ساربان

لیے باندھ بار نمک مین سلاح
کہ یہ بات تھی وان قرین صلاح

در دژ پہ پہونچا یل نامور
خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر

کہ آتا ہی اب کاروان نمک
وہ بولا کہ لاؤ اُسے یان تلک

وہین آن کے لیگئے مردمان
گیا قلعہ مین جبکہ وہ کاروان

تو ہر گوشہ سے آئے برنا و پیر
ہوا گرد انبوہ اُنکے کثیر

ہوئی رات جسدم کہ تاریکتر
تو پھر جنگ پر اُسنے باندھی کمر

عقب اُسکے سب پہلوان دلیر
خروشندہ مانند غران شیر

خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
ہوئی آکے رزم آور و کینہ خواہ

مقابل ہوا کوتوال حصار
ہوئی گرم وان اُنسے بس کارزار

بہ شمشیر و گرز و سنان و خدنگ
رہا صبح تک گرم بازار جنگ

ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ
گریزان ہوے سب نگہدار دژ

دلیرون نے تاراج دژ کو کیا
بہت مال و اسباب وان سے لیا

عجب طرفہ تر اُنکی اجناس تھی
کہ دیکھی نہ تھی مردمان نے کبھی

گیا پھر وہان رستم نامدار
سو خانۂ حکمران حصار

جو دیکھا کہ ہی سنگ خارا کا گھر
اور اُسکی ہی دیوار ہی سربسر

سوا اُسکے اک گنبد زرنگار
بصد لطف و خوبی ہی رشک بہار

لگا کہنے یون دیکھ کر پہلوان
کہ یہ کار انسان نہین بیگمان

لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو
کہ اے نامدار یل نامجو

کیا فتح مین نے یہ حصن حصین
کہ ہمسر نہین جسکا چرخ برین

جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن مین
رہون اب یہان یا وہان آؤن مین

یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام
دل اُسکا ہوا خرم و شادکام

یہ پاسخ لکھا اے خردمند پور
رہے چشم بد تجھ سے ہر لحظہ دور

کیا تونے تسخیر حصن متین
ہزار آفرین صد ہزار آفرین

فقط دل کو میرے نہ گلشن کیا
چراغ نریمان کو روشن کیا

لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب
وہان سے تو پھر اسطرف آ شتاب

کہ دیدار کا ہی ترے اشتیاق
جدائی ہی تیری بہت مجکو شاق

جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان
روانہ ہوا جانب سیستان

گیا زال با صد طرب پیشوا
بصد شوق اُسکو بغل مین لیا

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر
نثار اُسکے سر پر کیا سیم و زر

سو سام رستم نے نامہ لکھا
رقم مژدۂ فتح و نصرت کیا

غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا
تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا

اُسے اسقدر شادمانی ہوئی
کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی

سنا کارنامہ یہ رستم کا جب
ہوئے اہل ایران قرین طرب

ہوا دل یہ ہر اک کا امیدوار
کہ سارے بد اعریش اب ہونگے خوار

بسوے منوچہر آتا ہون پھر
یہ باقی بھی قصہ سناتا ہون پھر

## داستان نشستن نوذر بر تخت منوچہر بدر خود و وصیت کردن منوچہر اورا

جو گذرے بشاہی صد و بیست سال
تو اختر شناسان صاحب کمال

لگے کہنے شاہ منوچہر کو
کہ اے شاہ دانشور و نامجو

قریب آئے اب تیری رحلت کے دن
بسر ہو گئے بس خلافت کے دن

یہ سنکر جہاندار کشور کشا
طلب کرکے لاذر کو کہنے لگا

روان ہوکے کابل سے مہراب بھی
سوِ زابل آیا بہ لطف و خوشی

وہ پہونچا وے سام سے پیشتر
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر

قریب آکے پہونچا وہان سام جب
گئے پیشوا زال و مہراب تب

بہت خوب تھا ایک پیل بلند
سوار اُسپہ تھا رستم ارجمند

اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
ہوا سام خوش دور سے دیکھکر

گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
تو پھر وہین تعظیم کیواسطے

فرود آئے گھوڑونسے مہراب و زال
یہ چاہے تھا پھر رستم خردسال

اُتر پیل سے ہو پیادہ شتاب
یہ بولا وہین سام عالیجناب

کہ اے پور تکلیف مت کھینچ تو
تفاخر ترا ہی مری آرزو

یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
رکھے تجکو دائم بہ جاہ و وقار

ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
سوِ راست بیٹھا وہ زال آنکر

طرف چپ کے مہراب فرخندہ خو
وہ رستم بھی بیٹھا وہان روبرو

بصد لطف سام یل پیلتن
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن

ثناخوان وہ رستم ہوا سام کا
تہمتن نے دی اُسکو پھر یہ دعا

کہ اے پہلوان جہان شادرہ
جہان جب تلک ہی تو آباد رہ

دعا دیکے پھر یون گذارش کیا
کہ ہون بندۂ کمترین آپ کا

نہین چاہتا خواب و آرام کچھ
نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ

مجھے چاہیے اسپ و زرہ و خود
نہین مین طلبگار ساز و سرود

خدنگ و سنان گرز و شمشیر یون
تن بدسگالان کرون غرق خون

یہ گفتار سن سام شادان ہوا
رُخ اسکا برنگ گلستان ہوا

کیا ایک ترتیب جشن طرب
ہوے بادہ کش بزم عشرت مین سب

ہوا نشۂ مے کا جس دم کا ظہور
تو بولا وہ مہراب مست غرور

نہین زال اور سام سے کچھ خطر
نہ شاہ جہانگیر کا مجھ کو ڈر

جہان مین ہوا رستم پہلوان
بشمشیر خونریز و گرز گران

وہان پھر کرے کون لشکر کشی
رہے پھر کسے طاقت سرکشی

کرون تازہ آئین ضحاک اب
ملاؤن عدو کو تہ خاک اب

وہ اس بادہ گوئی سے تھا شادکام
تبسم کنان اُسپہ تھے زال و سام

یہ آئی خبر سام کو بعد ازان
کہ پر زور پھر ہو گئے دشمنان

اُدھر کا کیا قصد پھر سام نے
تو رخصت اُدھر چاہی آرام نے

کہا رستم و زال کو پھر وہین
کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین

یہ کہکر وہین سام فرخ سیر
روانہ ہوا پھر سوِ باختر

گئے زال و رستم سوِ سیستان
کہ تھا وہ حکومت کا اُنکی مکان

منوچہر شاہ جہانگیر کا
وہان مست پیل سفید ایک تھا

اُٹھا ناگہان راتکو ایک روز
یہ سُن کر فغان رستم نیک روز

لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہی فغان
کیا مردمان نے یہ اُسدم بیان

کہ پیل سفید شیر نامور
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر

بہت خلق کو اُس سے پہونچا گزند
دوان ہر طرف ہی وہ پیل بلند

بھرے اس خبر سے جو رستم کے گوش
کیا پہلوانی نے بس وہین جوش

لیا ہاتھ مین گرز سام دلیر
چلا سوے بازار مانند شیر

ولے حاجبون نے کیا در کو بند
کہا یون کہ اے کودک ارجمند

شب تیرہ ہی اور ہاتھی چھٹا
تو ایوان سے اسوقت باہر نجا

نمانا اور اک مشت سخت آنکے
لگایا وہین سر پہ دربان کے

کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گریزندہ پھر وان سے ہر اک ہوا

غرض توڑ کر وہین وہ قفل بند
شتابان ہوا رستم زورمند

گیا سوے پیل دوندہ دلیر
ہوا جاکے نعرہ زنان مثل شیر

جو مارا بزور ایک گرز گران
گرا خاک پر بس وہ پیل دمان

کیا کام آخر جب اُس فیل کا
تو پھر پیلتن سوئے ایوان گیا

یہ سن کر خبر زال حیران ہوا
ولے دلمین مسرور و شادان ہوا

سپاس خداوند جان آفرین
وہ لایا بجا اور خوشی کی وہین

طلب رستم نامور کو کیا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا

کہا دلمین اپنے نہین کچھ عجب
جو خون نریمان تو لے جاکے اب

نریمان کا جسطرح ہی ماجرا
بیان اُسکو کرتا ہون سینے ذرا

کسی طرف ہی ایک کوہ سپند
اور اُس کوہ پر ہی حصار بلند

بہ حکم فریدون فرخندہ خو
نریمان نے گھیرا تھا اُس قلعہ کو

کہین ایک سنگ گران قلعہ سے
نریمان کے سر پر گرا آن کے

پراگندہ وہین ہوا مغز پیل
گئی جان فالب سے اُسکے نکل

یہ رستم سے قصہ بیان کرکے سب
کہا زال نے یون کہ اے پور اب

شتابندہ ہو سوے کوہ بلند
نریمان کا خون لیکے ہو ارجمند

پشنگ اُس سے کہنے لگا ایک روز
شتابان ہوتا خیرت کہ روا
ہوا میل خاطر سو رزم کین
کروں جاکے سالار ایرانیے جنگ
پھر افراسیاب اُس سے بولا وہین
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام
یہ بولا پشنگ ای خردمند پور
یہ سُن کر سپہدار افراسیاب
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
خوشی سے وہ ہر روز تھے رہ نورد
گئے ساتھ نوذر کے مردان کار
کروں مین نبرد دلیرانہ اب
تھا اکثر زیان گر افراسیاب
کرے آن کے مجھ سے اب کار زار
برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کہ وا اسپ کو سوے میدان کیا
قباد دلاور ہوا کشتہ جب
پھر انبوہ دیکھا تو افراسیاب
ہوا خون سے سرخ زمین لالہ زار
ہوا جبکہ رخشندہ پھر آفتاب
ادھر لشکر آرائے توران زمین
سر و سینہ تھا وقف پیکان و تیغ
اور افواج توران ہوئی چیرہ دست
ہوا آپ تب عازم کار زار
رکھے ہے اگر غیرت افراسیاب
یہ سُن کر وہ افراسیاب دلیر
بیان کیجے کیا جو ہم حرب تھی
کہین سر سے نوذر کے دیہیم زر

کہ ای پور خوش طالع و نیکروز
کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا
یہ با سخ دیا باپ کو بس وہین
کروں ملک تسخیر سب بیدرنگ
کہ ہر چند نوذر دلاور نہین
نہین ہمسر قارن و زال و سام
یہ گفتار ہی عقل و دانش سے دور
روانہ ہوا سوے ایران شتاب
کمر جیت باندھے ہوے ہر جنگ
کیا سام نے رزم جہان سے سفر
نہ تھا دلمین اُسکے کچھ اندوہ و درد
سوا ران جنگی صد و چل ہزار
کروں غارت ایران کے لشکر کو سب
بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
کہ ای پہلوان جاکے ہو گرم کین
ہوا تازیان سے نبرد آزما
وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
پھر اتنے مین وان قحب ہوئی فراہم
تو قارن پے جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آیا پے رزم کین
نہ جان کا تھا اپنی کسی کو دریغ
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
پکارا یہ میدان مین تا جدار
تو آکر مقابل ہو میرے شتاب
ہوا آن کے رزم جو مثل شیر
سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی
گر اوقت پیکار تھا خاک پر

روان سوے ایران ہو لیکر سپاہ
جو قصہ سنایا تو افراسیاب
کہ شائستہ جنگ شیران ہوئین
یہ سُن کر ہوا خرم و شادوہ
ولیکن منوچہر کے پہلوان
نہین خوب سے اندنون عزم جنگ
یہی وقت ہی جاکے لے انتقام
جوانان شمشیر زن سی ہزار
خز روان سا سا سس دو پہلوان
یہ سُنکر ہوا شاد افراسیاب
ادھر سے بھی نوذر یہ سُنکر شتاب
ملکزادہ نے نامہ سوے پشنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہوا آکے میدان مین رزم جو
پسر کاوہ کاقارن نامور
قباد اُس جوانمرد کا نام تھا
ولے خشت پولاد کی ایک ضرب
سوے تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آور دکینہ خواہ
گیا کرکے آراستہ فوج کو
ہوئی گرم پیکار جنگ آوران
ہزارون ہوے کشتہ و خستہ جان
جہاندار نوذر نے دیکھا جب
کہ ہرگز نہین اسمین کچھ فائدہ
جسے نصرت و فتح دے کردگار
ہوے نیزے دونون طرف سے روان
ستیزہ کنان ہو گئی شام پر
غرض رزم موقوف کر پھر شاہ

تو نوذر سے اب جا کے ہو کینہ خواہ
گیا بھول آسائش و خورد و خواب
سزاوار رزم دلیران ہوئین
ہوا بند سے غم کے آزاد وہ
حضور اُسکے حاضر ہین یکسر سپاہ
یہی مصلحت ہی کہ کیجے درنگ
شتابی سے کر کار نوذر تمام
جوانمرد و شائستہ کار زار
سپہ کے تھے سالار با عز و شان
کہ اب بخت بدخواہ آیا بجواب
ہوا عازم جنگ افراسیاب
لکھا یون کہ ای شاہ فیروز جنگ
تو با ہم ہوے پہلوان کینہ خواہ
کہا یون کہ ہوے جسے آرزو
کہ سردار لشکر تھا با کر و فر
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
جو کھائی تو دی جان ہنگام حرب
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ
کسی کو کسی کا نہ تھا کچھ بھی رس
وہین پھر گئے سوے آرامگاہ
کہ یکسر تھے مردان پیکار جو
قیامت ہوئی ایک پاوہان
زمین پر ہوا ہر طرف خون روان
کہ لشکر ہوا بے دل و خیرہ آب
کہ کشتہ ہوے ناحق یہ خلق خدا
کرے بادشاہی وہ لیل و نہار
ہوا کار منجر بگرز و سنان
ہوا زخم کاری نہ کچھ کارگر
پھرے رزم گہ سے سوے خوابگاہ

کہ میں ہوں کہ بستہ سوئے عدم — مبارک تجھے تخت و تاج و علم — تو مت چھوڑیو رسم و آئین داد — رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد
سو حق پرستی تو رہیو مدام — نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام — جہانمیں ہوئی تازہ اب داد وری — ہوئی نام موسیٰ کی پیغمبری
وہ پیدا ہوا سوئے خاور زمین — کیا خلق نے اختیار اُسکا دین — وہی ہے مرسل پاک یزدان پاک — کیا اُسنے فرعون کو اب ہلاک
تو مت ہو جیو اُس سے پرخاش جو — قبول اُسکے اب کیجو دین کو — تجھے پیش ہو اک مہم عظیم — ترے اہل توران ہیں سے غنیم
رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ — کرے قصد تیری طرف بہر جنگ — تجھے ہاتھ سے اُسکے پہونچے گزند — تو عاجز ہو بس پر چرخ بلند
بقصد نبرد از رہ سرکشی — کرے جب اندیش لشکر کشی — خبر کیجیو سام اور زال کو — کمک جا ہیو اُس سے اے نامجو
یل نوجوان یعنی فرزند زال — نہیں پہلوان کوئی جسکے مثال — وہ اس خاندان کا ہو خدمتگذار — کرے یاوری آکے لیل و نہار
منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان — ملکزادہ نوذر تھا گریہ کناں — نہ کچھ اُندنوں شاہ بیمار تھا — نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا
یکایک ہوا خسرو سرفراز — گرفتار بیماری جان گداز — نہ جانبر ہوا پھر شہ بے نظیر — جہاں سے سفر کر گیا ناگزیر

## جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد با کروفر — ہوا مسند آرائے فرمانروہی — ولیکن منوچہر کی رسم پر — سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر
رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی — ز غفلت بجور و ستم دل نہاد — ہوئی بند یکسر مروت کی راہ — نہ قائم رہا خسرو نامور
نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد — ہوئے منحرف بلکہ سردار سب — لکھا بادشاہان اطراف کو — ہوا بند سیم و زر بادشاہ
یکایک ہوئے اُس سے بیزار سب — ہوا اپنے دلمیں ہراسان کمال — سو سام نامہ کیا اک روان — کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو
ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال — منوچہر شاہ نجستہ نہاد — زبانپر تھا شہ کی یہی بار بار — لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان
مجھے وقت رحلت سے کرتا تھا یاد — یہاں آپکو اب تو ہو پہونچا شتاب — دگرنہ یہ پھر تخت شاہی نہیں — کہ رکن خلافت ہے سام سوار
ہوئی سلطنت اندنوں کچھ خراب — ستمدیدگان پہونچے دان بیشتر — کیے تھے جو نوذر نے بیدادیان — بدانديش ہوں اور ایران زمین
ادھر تو یہ نامہ لکھا اور اُدھر — تاسف بہت پہلوان نے کیا — روانہ ہو مازندرانسے وہین — کیے سام سے جاکے یکسر بیان
پھر اتنے مین نامہ گیا شاہ کا — بزرگان ایران گئے پیش سام — گذارش کیا یہ کہ اے نامور — شتابان ہو اسوئے ایران زمین
جو نزدیک پہونچا یل نیکنام — تو رکھ اپنے سر پر کلاہ شہی — گرفتار کر شاہ نوذر کو اب — جہاندار نوذر ہے بیداد گر
تو بیٹھ اب سر تخت فرماندہی — خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند — کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان — اطاعت کریں مل کے ہم تیری سب
یہ لایا زبان پر یل ارجمند — سر تخت شاہنشہی جلوہ گر — کمر باندھتا مین پئے چاکری — اُسے قید کر ہو نہیں شاہ جہان
منوچہر کی دخت ہوتی اگر — تو اسے نامداران ہی اندیشہ کیا — اُسے باز لاؤنگا اس راہ سے — شب و روز کرتا مین فرمانبری
جو نوذر نے پیشہ کیا ظلم کا — کرد چاکری اُسکی لیل و نہار — یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان — کرون تازہ پیمان شہنشاہ سے
نہو منحرف اس سے تم زینہار — رہا کوئی بھی دان نہ رنجیدہ پھر — سنو آگے احوال پور پشنگ — جھکایا سر عجز چون بندگان
کیا شاہ سے سب کو گردیدہ پھر — سنو آگے احوال پور پشنگ — کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

## جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما — سپہدار اقلیم توران تھا — سرافراز تھا نسل سے تورکی — اُسے جنگ نوذر سے منظور تھی
پسر ایک تھا اُسکا افراسیاب — کہ ہیبت سے جسکی ہو خار ابھی آب — یل روزمند و دلیر و جوان — نہ تھا اُسکا ہمسر کوئی پہلوان

خزروان ہوا کشتہ جب وقت جنگ
تو آیا سماساس پھر بیدرنگ

گریزان ہوئی اُسکی ساری سپاہ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ

ہوا پر غضب سُن کے افراسیاب
کیا قتل نوذر کو اُسنے شتاب

گیا قصد یہ کرکے وہ کینہ جو
کہ لاؤن پکڑ طوس و گستہم کو

گیا پیشوا یہ خبر سن کے زال
کیا اُسنے اعزاز اُنکا کمال

وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
سوا اُسکے تھے اور بھی پہلوان

جو نوذر کے پروردہ تھے مردمان
سو آنے لگے ہر طرف سے وہان

ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
کیا زال نے دیکے فرخندہ حال

ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
کسے تاجور کیجے ایران کا

نہین ہین کیانی جو ہون بادشاہ
کیان کو ہی زیبندہ تاج و کلاہ

تو کرکے بداندیش کو پائمال
ابھی ملک ایران سے دیجے نکال

بلند اقتدار و معلی جناب
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب

اُسے زال نے ایک نامہ لکھا
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا

اگر آوے یا تک تو اے نامدار
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار

بداندیش ہی وہ جو افراسیاب
نکال اُسکو ایران سے پھر دین شتاب

گیارے سے زابل کو وہ نامور
یہ چاہے تھا ہو عازم بیشتر

ملکزادہ کے پاس اتنی سپاہ
نہ تھی ساتھ اُسکے جو ہو رزم خواہ

برادر نوازی کی تھی آرزو
گیا لے خطر بھائی کے روبرو

کرے پر قناعت نہ کی تو نے بس
ہوئی تخت ایران کی تجکو ہوس

دیا پاسخ اُسنے کہ اے تاجور
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر

جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
برادر نوازی نہ کی زینہار

غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
ہوا کشتہ اغریرث نامور

کیا نامدارونکو اُسنے طلب
کہا یون پئے کین کمر باندھو اب

دلے چاہیے شاہ والا شکوہ
دلیر و جوانمرد و دانش پژوہ

نہین یہ سزاوار تاج شہی
نہین لائق تخت فرماندہی

کہ وہ وارث تخت ایران ہو
شہنشاہ با شوکت و شان ہو

منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
ہوا کشتہ جب سلم تب بیدرنگ

جزیرہ کیجانب گریزان ہوا
وہان خوف سے جاکے پنہان ہوا

ملکزادہ زو اُس جوان کا ہی نام
سزاوار شاہی ہی وہ ذوالکرام

ولے حملہ آور ہوا زال جب
نہ ٹھہرا سماساس میدان مین تب

تعاقب کیا زال نے پھر وہین
ہزارون کیے قتل ترکان چین

ہوا پھر وہین سوئے پارس روان
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران

وہانسے وہ دونون گریزان ہوئے
طرف سیستان کے شتابان ہوئے

بخوبی اُنھین سیستان مین رکھا
رکھو جمع خاطر یہ اُسنے کہا

ہوا اُنپہ شفقت کنان زال زر
کیا لطف مصروف ہر ایک پر

فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
جوانان رزم آور و کینہ خواہ

رکھا نامداران کو تکریم سے
کیا خرم و شاد تعلیم سے

ابھی طوس و گستہم نادان ہین
نہین بادشاہی کے شایان ہین

جو شاہ زبردست پہونچے بہم
سزاوار ہو جس کے تاج و علم

جوان ایک تھا حاکم شہر سے
سزاوار اورنگ شاہان کے

ملکزادہ اغریرث اُسکا تھا نام
جوانمرد و خوش خلق و شیرین کلام

کہ مین نے بہت کی فراہم سپاہ
ولیکن نہین ہی کوئی بادشاہ

تری چاکری اہل ایران کرین
ترے آگے کار نمایان کرین

روانہ ہوا پڑھ کے اس نامہ کو
سو زال اغریرث نام جو

خبر سن کے اتنے مین افراسیاب
سپاہ گران لے کے پہونچا شتاب

گیا لاجرم پیش افراسیاب
کہ پرخاش کی تھی نہ زنہار تاب

ولیکن لگا کہنے افراسیاب
طرح شعلہ کے کھا کے بس پیچ و تاب

جو دشمن ہین اُنسے موافق ہوا
مرا تو جہان مین منافق ہوا

مری تاب کیا جو کرون ہمسری
نہین دعوی مجکو بجز چاکری

رکھا جور و بیداد ناحق روا
کیا تن سے بیچارے کا سر جدا

یہ سن کر ہوا زال اندوہگین
زیادہ ہوا اور بھی دلمین کین

بدر ملک سے خصم کو کیجیے
شتاب اُس سے نوذر کا خون لیجیے

شہنشاہ نوذر کے دونون پسر
نہین دانش و عقل سے بہرہ ور

سوا انکے نسل فریدون سے گر
کوئی ہو تو مجھ کو کرو تم خبر

کیا زال نے جب بیان یہ سخن
تو کہنے لگے موبدان کہن

ملکزادہ طہماسپ اُسکا پسر
فراری ہوا با دل پر خطر

غرض ہی پسر ایک طہماسپ کا
جوانمرد و دانشور و خوش لقا

سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا
تو یون قارن نامور سے کہا

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال
ولیکن جہاندار تھا پُر ملال

ملازم کوئی شہ کی سرکار کا
وہان سے وہ دیہیم لایا اٹھا

ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین
سخن باپ کا یاد آیا وہین

کہا تھا منوچہر نے یہ کہ ہان
تجھے فوج توران سے پہونچے زیان

سران سپہ کو فراہم کیا
جہاندار نے پھر یہ انسے کہا

کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ
یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ

ظفر اپنی آتی نہین کچھ نظر
کہ لشکر ہی اپنا زبون سر بسر

اگر بھاگ گئے تو کدھر جائیے
حفاظت کی اب جا کہان پائیے

یقین ہی کہ پھر دشمنان شریر
مجھے یانسے لیجائین کرکے اسیر

یہ بہتر ہی کشتہ ہون میدان مین
نہ جاؤن مین اب زندہ زندان مین

جدا ہووے تن سے مرا سر اگر
تو قائم رہے نیک نام پدر

سران سپہ نے یہ سن کر کہا
کہ جز جنگ چارہ نہین ہے شہا

ولے اپنے بیٹون کو رخصت کرو
یہان سے کسو پارس اب بھیجدو

کہ تخم فریدون سے تا یکدو تن
رہین زندہ ای سرور انجمن

وہ فرزند جو طوس و گستہم تھے
انھین لیکے آغوش مین پیار سے

کیا شاہ نے سوے پارس روان
ہوے دیدۂ تار گوہر فشان

یہ سالار توران کو بھیجا پیام
کہ لشکر بتنگ آگیا ہی تمام

لڑائی مین دو روز کیجے درنگ
کرو تیسرے روز پھر ہمسے جنگ

رہی جنگ موقوف دو روز تک
رہا لشکر آسودہ زیر فلک

غرض تیسرے روز وقت پگاہ
گیا سوے میدان پھر ایران کا شاہ

سواران جنگی یمین و یسار
ہوا جلوہ گر قلب مین شہریار

وہ شاپور و قارن سران سپاہ
بہر سو ستیزندہ و کینہ خواہ

ادھر تھا صف آرا وہ افراسیاب
کہ ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب

یکایک سے ترک چین چیرہ دست
سپہدار ایران نے کھائی شکست

ہوا کشتہ شاپور میدان مین
پڑا تفرقہ فوج ایران مین

وہ قارن جی انسے گریزان ہوا
سو ملک پارس شتابان ہوا

فراہم نہ آیندہ لشکر رہا
نہ میدان مین قائم وہ نوذر رہا

غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند
مخالف نے گھیرا حصار بلند

روان سوے فارس ہوا تازیان
گرفتار ہون تا کہ شہزادگان

ہوا سد رہ قارن نامدار
لگی ہونے باہم وہان کارزار

ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب
تو فوج اور بھیجی کمک کو شتاب

جو کم رہ گئی فوج گرد حصار
تو پھر قلعہ سے نوذر نامدار

نکلکر ہوا سوے وادی روان
ولے بر سر کینہ تھا آسمان

سپہدار توران یہ سنکر خبر
تعاقب کو اسکے گیا زود تر

ستیزندہ وہ بھی ہوا ناگزیر
ہوا آخر کار نوذر اسیر

سوا اسکے آئے گرفتار وان
ہزار و دو صد اور بھی پہلوان

بیک گردش چرخ بیدادگر
نہ نوذر رہا اور نہ وہ کر و فر

جہان مین رہا حکمران ہفت سال
پھر اقبال پر اسکے آیا زوال

ہوا بعد ازان جاے افراسیاب
سریر فریدون عالیجناب

سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
کہ غالب رہا قارن نامور

ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ
گریزان ہوئی فوج سب بے درنگ

ہوا پر الم سن کے افراسیاب
بہت دل کو اسکے ہوا اضطراب

## فرستادن افراسیاب خزروان و سماساس را بہ سمت سیستان و کشتن نوذر و اغریرث را

سپہدار نے یہ ارادہ کیا
کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا

روانہ کیے پھر پئے کارزار
سواران جنگ آزما سی ہزار

خزروان سماساس نامی یلان
گئے بن کے سالار فوج گران

سنی زال یل نے یہ جسدم خبر
کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر

کمر کینہ خواہی پہ باندھی وہین
زرہ پوش ہو کر لیا گرز کین

روانہ ہوا سیستان سے شتاب
کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب

لکھا شاہ مہراب نے زال کو
کہ ہون متفق تجھ سے ای نامجو

ہوے پہلوانان کابلستان
رفیق سپہدار زابلستان

مقابل ہوئی جب سپاہ عدو
تو باہم مبارز ہوے کینہ جو

خزروان نے آکر عمود و سپر
یکایک جو مارا سر زال پر

شکستہ ہوا مغفر پہلوان
ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان

پکڑ گرز توڑا خزروان کا سر
زمین اسکے خون سے ہوئی تر بتر

یہ چاہا کہ ڈالے کیانی کمند — لگا کہنے رستم سے پھر گلبان — کمند اسپہ مت ڈال اے پہلوان
کرے تاکہ اُس بچہ کو پائے بند — کہ نادر ہے گردے کی خونخوار تر — مبادا تجھے بھی کرے سرنگون
غضبناک اور مردم آزار تر — تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند — روان آئی مانند شیر ژیان
سر رخش لایا وہیں زیر بند — یہ چاہا چباوے تہمتن کا اسپ — تو ہیبت سے خیرہ ہوئی یا دیان
کہ اتنے میں رستم بھی جون شیر نر — غرض رخش تھا نام اُس گردے کا — لگا کھینچنے تب یل ارجمند
توانا و زور آور و چست تھا — کیا زور اُس رخش نے اسقدر — بزور اُسکو قابو میں اپنے رکھا
کہ رستم کو بس لیچلا کھینچ کر — کیا رخش کو زین ہوا پھر سوار — تہمتن کو گنج فراوان دیا
بصد کامیابی یل نامدار — سیاہ گران ساتھ دیکر شتاب — نہ لایا وہ تاب فراق پسر
روانہ کیا سوے افراسیاب — گیا آپ بھی بعد دو روز کے — کہ رستم ہے کو دک کہاں مجھکو تاب
ملا جا کے بس رستم گرد سے — جو مجھ سے کرے رزم کی آرزو — نہیں اب ہے تسخیر ایران محال
وہ کیا چیز ہے بس مرے روبرو — سپہ اُسکی تھی پر دل و شاد کام — کہ نادان نہایت ہے گر شاہ شاہ
اور افواج ایران تھی بیدل تمام — کوئی چاہیئے بادشاہ دلیر — کہا زال نے یوں ہے اک سے کہ اک
کہ یاں جسکی ہیبت ہو مانند شیر — نژاد فریدون سے کوئی اگر — کہ ہے کوہ البرز میں اک جوان
کہیں ہو تو دو مجھ کو آکر خبر — فریدون نسب شاہ فرخ نہاد — ہوا بند سے غم کے آزاد زال
دلیر و جوان مرد سے کیقباد — یہ رستم سے بولا کہ اے نامور — یہ کہہ جا کے اے شاہ فرخ نہاد
کمر باندھ اور رخش کو زین کر — تمنا یہ رکھتے ہیں سب پہلوان — مہیا ہے تجکو وہاں تاج و تخت
کہ تو چل کے ہو بادشاہ جہان — تو دو ہفتے میں جا بیوان تلک — روانہ ہوا سوے البرز کوہ
زیادہ نہ ہو دیر زیر فلک — یہ سُن کر وہیں وہ یل با شکوہ

## روان کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اُتر کوہ البرز سے کیقباد — کہیں آکے بیٹھا تھا سرو سہی — وہ شہزادہ حیران ہا دیکھ کر
لگا کہنے دلمیں عجب ہے جوان — تماشا ہے رخش اور گرز گران — تہمتن کو آواز دی بس وہیں
کہ تند اسقدر تو نہ جا اے جوان — اُتر کر ذرا اسپ سے بیٹھ یان — وہ بولا نہیں مجھ کو در کار ہے
مگر اے جوان مرد فرخ نہاد — مجھے دے نشان شہ کیقباد — تو اُس نامور کا ابھی دل نشان
ترے ساتھ اک مرد عاقل کروں — مکان میں تجھے اُسکے داخل کروں — پتہ یان کا کہنے دیا تجکو اُن
یہ بولا تہمتن کہ اے نامور — پدر میرا ہے پہلوان زال زر — کہا اُسنے مجھ سے کہ جا سوے کوہ
جو ایمرد ہے کیقباد اُسکا نام — تو جا کر مرا اُسکو پہونچا پیام — کہ ہے مہلوانوں کی یہ آرزو
یہ سُن کر وہ بولا کہ میں ہوں غلام — پدر بر پدر نام کہتا ہوں یاد — تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا
تجھے تخت ایران مبارک مدام — ہمیشہ ترا تخت و دولت بکام — تہمتن سے بولا یہ پھر نامور
دو باز سفید آئے ایران سے — سر تخت شاہی بٹھایا تجھے — دم صبح پھر با دل شادمان

کرے آجزیرے سے زو کو یہان | ہوا دو مین القصہ قارن روان

## داستان آمدن ملکزادہ زو پسر طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملکزادہ پہونچا وہ جب | دیا زال کا اُسکو پیغام تب
کہا یون کہ چلئے سوے سیستان | مہیا ہے اورنگ شاہی وہان
خوشی سے وہین ساتھ قارن کے زو | طرف سیستان کے ہوا تیز رو
جب آیا خداوند تاج و سریر | ہوے گرد سب اُسکے فرمان پذیر
ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو | ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو
سوے ملک پارس اُنکی سپاہ | ہوا اُس ولایت مین پھر دخل شاہ
گیا شاہ پھر سوے افراسیاب | لڑائی کی لایا وہ ہرگز نہ تاب
گیا بھاگ بدخواہ توران مین | تصرف ہوا شہ کا ایران مین
گیا خوار ہو کر جو پور پشنگ | نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ
پشنگ اُس سے بولا کہ ای نابکار | نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
ترا بھائی اغریرث نامور | ترے پاس حاضر ہوا آن کر
کیا تو نے ای وائے اُسکو ہلاک | خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
روا تو نے رکھا برادر کا خون | کیا فوج ایران نے تجھکو زبون
نہین کام تیرا مرے روبرو | مرے سامنے سے ہو بس دور تو
رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب | ہوا ناگوار اُسکو آرام و خواب
جہاندار زو خسرو دین پناہ | ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ
کیا اُسنے ہر روز و شب عدل و داد | جہان کو رکھا خوب آباد و شاد
یل زال زر اور سب پہلوان | شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان
جہان مین باقبال و جاہ و جلال | رہا شاہ فرمانروا پنج سال
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل | گئی جان قالب سے اُسکے نکل

## داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ | خداوند اورنگ و تاج و کلاہ
دلے تھا پذیرندۂ رائے زال | کہ تھا بادشاہ جہان خرد سال
پشنگ دلاور کو پہونچی خبر | کہ اک طفل ایران کا ہے تاجور
پشنگ اپنے دلمین لگا کہنے تب | کہ تسخیر ایران آسان ہے اب
بصد لطف تقصیر افراسیاب | معاف اُسنے کر کے کہا یون شتاب
کہ لشکر کشی سوے ایران کر | پئے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر
سپاہ گران لے کے پور پشنگ | ہوا سوے ایران روان بیدرنگ
بزرگان ایران یہ سنکر خبر | لگے زال سے کہنے ای نامور
پھر آیا سپہ لے کے افراسیاب | کیا چاہیے اب تدارک شتاب
وہ بولا کہ مین تو ہوا سال خورد | ستیزہ ہے کار جوانان گرد
مگر کر کے رستم کو اب سرگروہ | اُدھر بھیجتا ہون مین باصد شکوہ
یہ سنکر ہوے شاد سب نامجو | کیا سب نے تسلیم اس بات کو
لگا کہنے رستم سے پھر زال زر | کہ حیران ہون مین کیا کرون ای پسر
ہوا ایک درپیش دشوار کار | کہ جس سے گریزان ہو تاب و قرار
تو کار آزمودہ نہین اب تلک | کہ ہے ناز پروردہ زیر فلک
تجھے بھیجون کیونکر پئے کارزار | سوے شیر مردان جنگی سوار
تری مصلحت کیا ہے تو کہہ شتاب | جو ہو تجکو منظور سو دے جواب
غرض آزماتا تھا رستم کو زال | کہ ہے یا نہین جنگ کا کچھ خیال
یہ بولا تہمتن کہ ہون مرد رزم | کرون خیرہ بدخواہ کو ہے یہ عزم
بباز وے پر زور و دست دراز | نہین کچھ طلبگار آرام و ناز
کداؤن اگر اسپ کو وقت جنگ | نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر | دعا دی کہ باہم ہو تجھ سے ظفر
کہا پھر یہ رستم نے ای پہلوان | مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
حضور اُسکے لائے وہین گرز سام | تہمتن ہوا دیکھ کر شاد کام
دکھائے تہمتن کو پھر سربسر | وہان گلۂ اسپ تھے جسقدر
رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی | وہ شبدیز خم ہو گیا بس تبھی
دے بادیان ایک تھی سخت جنگ | نگار اُسکے تھے جسم پر لالہ رنگ
اور اُسکا تھا اک بچہ پیلتن | ہوا دیکھ کر خوش یل صف شکن

## نوشتن نامہ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

کیا دیکے دیشہ کو نامہ روان
سپہدار توران کا نامہ دیا
پڑھا کرکے واشاہ نے سر بسر
سو کیقباد شہ خسروان

حضور جہاندار دیشہ گیا
منوچہر نے اسکا بدلا لیا
ہوا پھر ادھر عازم افراسیاب
یہ اسمین لکھا تھا کہ ای تاجور

اگر تور نے خون ایرج کیا
نکالی غرض اپنے جی کی ہوس
ہوا پور طہماسپ پھر کینہ خواہ
تحمل کی تھی اسکو ہرگز نہ تاب

کیا اسنے پاداش تو ذرے بس
بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
کیا فوج توران کو اسنے تباہ

بہت ہمدگر کینہ خواہی ہوئی
برادر ہین یک جدی ای شہریار
موافق فریدون کی تقسیم کے
نہ کینہ کو بس دلمین رہ دیجیے

کہ ہم تم نہین غیر کچھ زینہار
نہ لشکر کشی پھر کرین زینہار
غرض آب جیحون رہے درمیان
رہینگے جدا اپنی اقلیم کے

کرین تازہ پیمان و عہد استوار
کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین
تمھین سے ہوئی ابتدا ظلم کی
ادھر ہم ادھر تم رہو حکمران

یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر وہین
تمھاری نہین بات کا اعتبار
سر نو اگر ہووے قول و قسم
ولیکن خدا نے سزا تم کو دی

نہین عہد و پیمان پہ تم استوار
نہ کر صلح اور آشتی زینہار
کیا گرز نے میرے اسکو زبون
تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم

لگا کہنے رستم کہ ای تاجدار
طلب کرکے مہراب اور زال کو
یہ بولا تمھارا جو ہو مشورا
ملا یا عدو کو نہ خاک و خون

یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
کہ ہی صلح بہتر شہا جنگ سے
غرض شاہ نے با نشاط و خوشی
کرو مجکو آگاہ اس سے ذرا

یہ بولے وہ شاہ قوی چنگ سے
عنایت کیے خلعت پر گہر
کہا یون کہ ای رستم نامجو
سپہدار توران سے کی آشتی

دیا رستم و زال کو گنج و زر
کرونگا فزون تیرا عز و وقار
شہ ہفت اقلیم نے بعد ازان
ترے جسم کا ایک بھی تار مو

بصد ملک توران ندون زینہار
ہوے شہ کے شاہان عالم مطیع
بہت نامدارون نے پھر شاد شاد
روانہ کیے جا بجا پہلوان

وہ لائے تصرف مین ملک وسیع
گیا سوے پارس شہ دادگر
یہ داد و دہش شاہ نے کی وہان
نہ فرمان سے پھیرا سر انقیاد

بصد کامیابی و فتح و ظفر
فریدون کو ہرگز کیا پھر نہ یاد
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
کہ اک خلق با خاطر شادمان

ہوئی مدح خوان شہ کیقباد
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
شہ دادگر کے تھے فرزند چار
جہان مین خداوند تاج و کلاہ

یہ سوجھا شہنشہ کو یکبارگی
عزیزو تمھارا بڑا بھائی ہے
یہ ہووے خداوند تاج و سریر
انھین ایکدن شاہ فرخ تبار

طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
سبھون نے پذیرا کیا یہ سخن
رہو تم شب و روز فرمان پذیر

معاون ہو اسکے شام و سحر
اطاعت سے پھیرین نہ سر زینہار
کئی روز کے بعد پھر ناگہان
بجا لائے فرمان شاہ زمن

وہ بولے کہ ہم ای شہ نامدار
ہوا سوے ملک عدم شہ روان

## داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوے بند جب دیدہ کیقباد
تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
خداوند اورنگ و افسر ہوا
جہان پرور و عدل گستر ہوا

لگا کرنے داد و دہش روز و شب
لگا رہنے مشغول عیش و طرب
ہوا ایک سازندہ حاضر وہان
لگا کرنے تعریف مازندران

کہ آب و ہوا ہی بہت خوشگوار
سدا فصل گل ہی ہمیشہ بہار
یہ سنکر کیا قصد مازندران
وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان

کہ ہرگز نہین اب مجھے میل بزم
ہوا دل طلبگار میدان رزم
مبادا اگر ہو نہین آرام گیر
تو برباد ہو ملک و تاج و سریر

فریدون و ضحاک و جمشید سے
نہین کم ہی کچھ زور و قوت مجھے
مشقت بھی لازم ہی انکے مثال
کہ قائم رہے افسر و ملک و مال

یہ جی مین ہی کشورستانی کرون
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون
سپہ کھینچون اب سوے مازندران
کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان

ہوا اس طرف کو تراب گذر — بلطف خدا ای یل نامور — یہ کہکر دہان توش کی پھر شراب — کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب
سمجھئے مجھے اور مرے باپ کو — دوبازسفید ای یل نام جو — بس اب اٹھیے تا سے ایران چلین — کرے سر پہ ہم تاج شاہی رکھین
غرض سوے ایران ہین شاد شاد — روانہ ہوے رستم و کیقباد — قلون دلاور یل باوقار — طرف سے تھا گرشاسپ کے راہدار
جیلقہ مین پہونچا جب ایران کے — تہمتن قلون کے مقابل ہوا — سوے رزم پر خاش مائل ہوا
قلون نے کیا تیزہ اسپ روان — کہ سینہ پر رستم کا وقف سنان — قلون کے لگایا جو اک سینہ پر
تو کشتہ قلون دلاور ہوا — گریزندہ یکدست لشکر ہوا — ہوے پیشتر اس مکانے روان
وہ رہتے نہان دشت مین شام تک — روان شب کو ہوتے تھے زیر فلک — یل نامور زال زر تھا جہان
اسے سنے یکھفتہ نہان رکھا — بشغل مے ناب شادان رکھا — تو پھر زال نے روز ہشتم وہان
قباد دلاور کو باکر و فر — کیا قصد پھر سوے افراسیاب — ہوے پہلوان شاہ کے ہمرکاب
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا — سورزم ہر ایک مائل ہوا — گیا سوے میدان پے کارزار
ادھر سے سماسا سا آیا وہین — ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین — زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
وہین زال سے رستم نوجوان — یہ بولا کہ ای پہلوان جہان — کرون خوار دشمن کو آک آن مین
پکارون کہ آ اب کے افراسیاب — مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب — مقابل ہو مجھ سے یہ کسکی مجال
تو پھر زہرہ شیر زہ ہو آب — نہ کر قصد جنگ اس سے بولا یال — اسے اپنے لاؤن زیر زین
یہ کہکر گیا سوے میدان دلیر — تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین — مقابل تو مجھ سے ہوا کر شتاب
اسے دیکھ کر مردمان سپہ وہین — کہا یون کہ ای ترک افراسیاب — یہ سنکر کیا مردمان نے بیان
کہ ہو یور زال در رستم ہو نام — ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر — زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
کہ ای طفل آیا جو تو بہر جنگ — بتاؤ کہ ہو کون یہ نوجوان — ابھی باندھکر تجکو لیجاؤنگا
تہمتن نے بھی گرز کو رکھدیا — لگا کہنے سالار ترکان چین — یہ سنکر کیا ترک نے زور ہر چند پہ
ہوے بے یراق اس سے جنگ آزما — رکھے ہاتھ مین اپنے ہو گرز سام — یہ چاہا کہ لیجائے شاہ شاد
کمر بند اسکا پکڑ کین سے — اٹھا کر تہمتن نے بس زین سے — بس اتنے مین آ پہونچے اسکے سوار
گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر — وہ چھوٹ کر زین پر گرا خاک پر — ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
ادھر سے بھی وہین نصرمان شاہ — تو کیا احتیاج سنان و خدنگ — ہوا کشتہ ہاتھ سے رستم کے وہ
لمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ — ذرا زور سر پنجہ دکھلا دینگے — گریزان ہوے ترک و سالار ترک
گریزان ہوے ترک و سالار ترک — ہوے بے یراق اس سے جنگ آزما — گیا خستہ خاطر حضور پلنگ
ہوئی سرد گرمی بازار ترک — کیا ترک نے زور ہر چند پہ — مجھے رکھیے ہمراہ اب مہمات
لگا کرنے فریاد یون باپ سے — اٹھا کر تہمتن نے بس زین سے — وے نسل سے سام کی اک جوان
ہوا یکقدم دابہ ہا تاجدار — وہ ہو مرد جنگ آور و ہوشیار — زبون اس سے ہے اپنا لشکر تمام
عجب صاحب زور پیدا ہوا — نہ ہم پنجہ شیر اسکا ہوا — پکڑ لیچلا اتھا رہ کین سے
بیان اسکی قوت کا مین کیا کرون — کہ سر پر وا اسکے مین پشہ ہون — جدا کر کے یکبارگی زین سے
کمر بند میرا جو ٹوٹا وہین — تو مین ہاتھ سے اسکے چھوٹا وہین — ہوا سو ہوا پیشتر ای پدر
یہ ہو مصلحت آشتی ہو بہم — نہون کینہ جو کیقباد اور ہم — کہی حقیقت جو پیش پلنگ — تو ایکنامہ اسنے لکھا بیدرنگ

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو
کہ ای گرد دانا و فرخندہ خو
فریدون سے افزون ہی میرا حشم
منوچہر و جم سے نہین ہون مین کم

خدا ہی مرا یاور و دستگیر
کرون جا کے دیوون کو فرمان پذیر
طلسم اور افسون کو توڑون تمام
سر بدسگالان کو پھوڑون تمام

تم ای زال اور رستم پہلوان
طرف سے مری یان رہو حکمران
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ
کہ ہین بندے ہم اور تو بادشاہ

بدسوزی ای شاہ کشور کشا
جو کچھ عرض کرنا تھا ہمنے کیا
مجھے کیجیے رخصت سوسیستان
کرے حکمرانی کوئی اور یان

معاون مین اُسکا رہونگا مدام
مددگار و یاور مین ہونگا مدام
غرض شاہ سے پھر سوسیستان
مرخص ہوا پہلوان جہان

## رفتن کاؤس برای تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

پل نامور ایک میلاد تھا
اُسے شاہ کاؤس نے یون کہا
کہ سونپا تجھے مین نے اب تختگاہ
کوئی آکے جو تجھ سے ہو کینہ خواہ

تو پھر زال و رستم کو کیجیو خبر
معاون ترے ہونگے وہ آن کر
یہ کہکر جہاندار کشورستان
روانہ ہوا سوے مازندران

گیا لیکے وان لشکر بیشمار
یلان جہانگیر و جنگی سوار
بہ فرمان شاہنشہ نامور
گیا گیو لشکر کو لے بیشتر

جب آئی حد ملک مازندران
تو پھر وان سے وہ جنگجو پہلوان
زراعت کو یکسر جلاتا گیا
مکان خاک مین سب ملاتا گیا

ہوا سامنے جو بعزم ستیز
تو کھینچا اُسے بس تہ تیغ تیز
گیا تا در شہر غارت کنان
بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان

گلستان سے وہ شہر کچھ کم نہ تھا
زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند
کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند

روانہ کیا ہو کے پھر نا امید
کسی دیو کو سوے دیو سپید
کہا یون کہ اب جان سے تنگ ہون
کیا شاہ ایران نے مجکو زبون

شتابی مدد کر تو ای اہرمن
دگرنہ نہ جانبر ہو یان ایک تن
یہ سنکر شتابان ہوا نابکار
وہ لایا بہت لشکر دیو سار

ہوا شاد سے آن کر کینہ خواہ
ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ
ہوے گیو اور شاہ کاؤس بھی
وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی

گرفتار چنگال دیوان ہوے
پراگندہ دل اور حیران ہوے
کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے
کہ تم خوش ہوے اس طرف آن کے

ہوا اس مکان کی خوش آئی تھین
فضا اس گلستان کی بھائی تھین
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے
کہ آگہ نہ تھا یان کے مین دیو سے

وزیرون نے مجکو کیا منع تھا
ولے مین نے اُنکا نہ مانا کہا
ہوا پھر مین آخر یہان آکے خوار
نہین چارہ تقدیر سے زینہار

جہان قید تھا شہریار زمن
نگہبان تھے بارہ ہزار اہرمن

## اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و فرستادن گرد را پیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سوسیستان
روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
کہ پہونچا دے تا زال زر کو خبر
سو اُس پہلوان نے یہان آن کر

بیان زال سے ماجرا سب کیا
طرف سے یہ کاؤس کے پھر کہا
کہ اُس وقت مین ای پل پیلتن
نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن

تو پائی سزا مین نے آخر کو آہ
ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
رہے زندہ باقی جو یان چند تن
سو ہین قیدی پنجۂ اہرمن

یہ پیغامبر نے کہی جب خبر
تو دلگیر و وہین ہوا زال زر
یہ رستم سے بولا صد افسوس ہے
کہ والی ہمارا جو کاؤس ہے

وہ ہو قید اور ہم مئے جام سے
گذارین شب و روز آرام سے
یہ ہی وقت یاری و امداد کا
کہ حق نے تجھے زور بازو دیا

نہ ہرگز رہی مجکو اب تاب جنگ
کہ یکسر ہوے سست بازو و چنگ
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب
سو شہر مازندران جا شتاب

قلم نے قضا کی یہ فتح بلند
لکھی تیرے نام ای یل ارجمند
خوشی سے یہ بولا یل نامجو
کہ ہر جنگ دیوان مری آرزو

یہ گفتار خاقان آفاق گیر
ہوے سن کے حیران امیر و وزیر

بظاہر یہ بولے کہ ہے بات نیک
دلے جی مین کہنے لگا یون ہر ایک

فریدون و جمشید عالی وقار
منوچہر شاہنشہ نامدار

رکھے خوب تھے یاد افسونگری
اطاعت مین اُنکے تھے دیو و پری

باین زور و قوت وہ شاہنشہان
نہ عازم ہوے سوے مازندران

نہین ہے مناسب عزیمت اُدھر
کہ آتی نہین کامیابی نظر

وہ گرشاسپ گستہم طوس جوان
وہ گودرز اور گیو نای یلان

وہان تھے ولے تھی طاقت کسے
کہ شہ کو رکھے باز اس بات سے

ہوے یکدل اس بات پر گرد سب
کیا چاہیے زال کو یان طلب

وہین زال کو ایک نامہ لکھا
رقم اُسمین احوال سارا کیا

پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور
روانہ ہوا سیستان سے ادھر

یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
کہ بے حکم آتا ہے کیون نام جو

یلان سے جہاندار کشور کشا
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا

ملے جا کے جب زال سے پہلوان
یہ اُنسے کیا زال نے تب بیان

کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور
رکھین شاہ کو اس ارادہ سے دور

جب آئے حضور شہ نامور
لگا کرنے تعریف شہ زال زر

کہ تجھ سا شہنشاہ بادا دو دین
نہ دیکھا کہین نے سنا ہے کہین

ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
ولایت ستان تیری شمشیر ہو

شہنشہ نے گفتار لطف و کرم
کہی پیش زال ستودہ شیم

وہین رستم یل کی پوچھی خبر
وہ بولا دعا گو ہے شام و سحر

کیا اُسنے پھر ذکر مازندران
یہ سنکر کہا شاہ نے یون کہ ہان

ارادہ مرا اُس طرف ہے درست
کمر ملک گیری پہ باندھی ہے چست

کیا زال نے عرض ای نامور
یہ سنکر خبر مین بھی آیا ادھر

رکھون تا کہ اس عزم سے تجکو باز
ذرا سوچ ای خسرو سرفراز

فریدون و جمشید نے پیشتر
کیا تھا ارادہ کہ جاوین اُدھر

سنا جبکہ ہے خانۂ دیو سار
طلسم اور جادو وہان بیشمار

کیا تب نہ رخ سوے مازندران
حذر تو بھی کر ای شہ خسروان

نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
نہ ہاتھ آئے افسون و تدبیر سے

لگے کہنے پھر سب سران سپاہ
کہ ہم ہین ترے بندۂ نیک خواہ

یہ ہے عرض ای شاہ عالیجناب
نہین یہ ارادہ قرین صواب

نہ آیا نظر کچھ چپ و راست جب
کیا رخش پر اُسنے خشم و غضب
وہ بولا دوبارہ جگایا مجھے
خوش آیا نہ آرام میرا تجھے

اگر پھر ہوئی تجھ سے ایسی خطا
تو سر تن سے تیرے کرونگا جدا
پیادہ سوئے شہر مازندران
روان لیکے ہون تیغ و گرز گران

گیا خواب مین جب یل ارجمند
تو نکلا وہین اژدہائے بلند
ہوا پاس رستم کے استادہ رخش
ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش

جدھر آوے تھا اژدہائے سیاہ
اُدھر رخش ہوتا تھا بس سد راہ
وہ جب آگیا متصل ناگہان
ہوا تب خروشان و حملہ کنان

پھر اتنے مین بیدار رستم ہوا
وہین گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ
دلیری سے ماری وہین بیدریغ

ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر
قوی اژدہے کی ذرا پشت پر
یہ چاہا کرے زخم دیگر رہا
کہ تا ہو دو پارہ تن اژدہا

کہ اتنے مین آیا سوئے پہلوان
دہن کرکے وا اژدہائے دمان
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا
وہ ناچار سوئے عقب ہٹ گیا

جو دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ
کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتون سے پکڑا اُسے دوڑکر
پھر اُس اژدہے نے اُٹھایا نہ سر

تہمتن نے اک تیغ ماری وہین
ہوئی خون سے اُسکے رنگین زمین
ہوا کشتہ جب اژدہائے دمان
تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

## بیان احوال منزل سوم راہ ہفت خوان وطی کردن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا وان سے پھر صبحگاہ
دراز آئی اس روز در پیش راہ
سر شام پہونچا وہ اک چشمہ پر
کہ سبزہ بھی تھا خوب وان تازہ تر

ہوا جبکہ رستم سکونت گزین
تب آئی وہان اک زن مہ جبین
صراحی مے ہاتھ مین اُسکے تھی
نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی

بہت خوب تھا اُسکے بر مین لباس
غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
تہمتن نے اُسکو بغل مین لیا
اور اک جام مے اُس سے لیکر پیا

پھر احوال رستم نے پوچھا تمام
لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
کہ ہون مین زن صالح و حق پرست
مجھے وہ خداوند بالا و پست

بیابان مین پہونچائے ہے نقل و مے
جو کچھ چاہیے یان سو موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنین
ہوا سنکے رستم مسرت قرین

یہان تک وہ محظوظ و خرم ہوا
کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
نہ جانا کہ یہ زن ہے اک سحر کار
ہوا راز پنہان نہ کچھ آشکار

ہوئی وہ بھی مستفسر حال جب
زبان پر وہ لایا وہین حمد رب
سنا جبکہ نام جہان آفرین
ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین

تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار
کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیو سار
کیا اُسکو وہین اسیر کمند
ہوا پھر غضبناک وہ ارجمند

یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا
زن ساحرہ ہون یہ اُسنے کہا
قلم تیغ سے کرکے پھر اُسکا سر
گیا خواب مین وہ یل نامور

## بیان احوال منزل چہارم راہ ہفت خوان

جو وان سے ہوا صبحدم رہ نورد
تو پہونچا عجب دشت مین شیر مرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر
اندھیرا رہے تھا وہان بیشتر

وہ طی کر گیا راہ تاریک کو
سر چشمہ پہونچا یل نامجو
گیا خواب مین وقت شب پہلوان
تب آیا وہان دشتبان ناگہان

جڑی ایک چوٹ آن کر پاؤن پر
ہوا وہین بیدار وہ نامور
لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان
کہ اولاد گرد دلاور جہان

یہان کا ہے حاکم بڑا ہی دلیر
کہ جسکے مقابل نہو نرہ شیر
تصرف مین ہے چند فرسخ زمین
پرندونکا بھی یان گذارا نہین

تو ہو جان سے سیر آیا مگر
گریزندہ ہو یان سے اب زود تر
وگرنہ جو اولاد آجائے گا
تو پھر ہائے جانے نہین پائیگا

مجھے تجھپہ آتا ہے رحم اے جوان
کہ ضائع کہین تو نہووے یہان
یہ سن کر تہمتن نے ہو خشمگین
پکڑ کان اُسکے اُکھاڑے وہین

طمانچہ لگایا پھر اس زور سے
کہ بینی و دندان سب اُسکے جھڑے
گیا دشتبان پاس اولاد کے
کیا حال سے جا کے واقف اُسے

ولے دوری راہ سے ہی خطر
کہ وان میرے جانے تلک ای پدر
کہین بدسگالان ناپاک خو
مبادا کہ ضایع کرین شاہ کو

کہا زال نے اُس سے ای پہلوان
کہ ہین تین رستے پہونچنے کے وان
دو راہہ جو وان کا ہی دور و دراز
نہین اُسمین ملتا کوئی حیلہ ساز

گیا دور کی راہ کاؤس تھا
تو اُس راہ سے ای تہمتن نہ جا
جو نزدیک کی اُسکے ہی ایک راہ
نہین آدمی کو ولے وان پناہ

بہت راہ مین ہی بلائے عظیم
ہر اک منزل اُسکی ہی پُر خوف و بیم
اگر اُس راہ سے جائے ای پہلوان
تو پھر سات دن مین تو پہونچے وہان

تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
بتائید حق زیر چرخ برین
کرون دفع مین ہر بلا کو شتاب
طلسم اور جادوستان کو خراب

کرون قتل وان لشکر دیو کو
چھڑا لاؤن کاؤس اور گیو کو
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار
دعا زال نے دی کہ لیل و نہار

تو ہو کامیاب ای یل نامور
رہے ہمقرین تیرے فتح و ظفر
بوقت وداع یل نوجوان
ہوئی خوب رو دایہ گریہ کنان

لگی کہنے درد جدائی مجھے
ستاے تو کیا فائدہ ہو تجھے
تہمتن نے مان کو یہ پاسخ دیا
کہ زندانمین ہین بندگان خدا

اب انکے چھڑانے کو جاتا ہون مین
بفتح و ظفر یان پھر آتا ہون مین
غرض ہو کے رخصت سو ہفتخوان
روانہ ہوا رستم پہلوان

نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار
فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

## داستان رفتن رستم براہ پُر بلای ہفتخوان برای رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان مین
سر شام پہونچا نیستان مین
کیا صید اک گور کو وان شتاب
لگا کر وہین اُسنے کھائے کباب

دیا چھوڑ صحرا مین پھر رخش کو
گیا خواب مین وہ یل نامجو
نمایان ہوا ایک شیر ژیان
طرف رخش کے وہ وہین آیا دوان

لگا در سوے جنگ مائل ہوا
ہزبر دمان کے مقابل ہوا
اٹھا شیر کے سر پہ مارے دو دست
چبا کر کیا اُسکو دانتون سے پست

پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون
روان اُسکے تن سے ہوا بحر خون
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
تو حیران نہایت ہوا دیکھ کر

کہا رخش سے ہو کے پھر خشمناک
کہ تجھ کو اگر شیر کرتا ہلاک
تو لے کون چلتا سلاح حرب
بڑا ہی کیا تھا یہ تو نے غضب

اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار
تو ہونا مقابل نہ تو زینہار
تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے
شتابی خبردار کرنا مجھے

## احوال منزل دوم و ماجرای ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالے

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
تو رستم روانہ ہوا پیشتر
نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین
ہوا تشنہ پانی نہ پایا کہین

خدا سے تہمتن نے کی التجا
کہ مت رکھ تو بندون پہ سختی روا
نمایان ہوا ایک آہو وہان
وہ آیا تہمتن کے آگے دوان

پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام
تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
کہ بیشک ہے بخشایش کردگار
یہ دیکھ اُسکے دل کو پھر آیا قرار

ہوا پھر وہ دنبال آہو روان
تو پہونچا سر چشمہ وہ پہلوان
سپاس خداوند لایا بجا
اُتر رخش سے اُسنے پانی پیا

کیا گور کو تیر سے پھر شکار
اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار
تناول کئے بس بنا کر کباب
ہوا بس وہین گرم آرام خواب

گئی جب گذر نصف شب تب وہان
ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان
کہ ہشتاد گز وہ درازی مین تھا
غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا

ہوا رخش گرم خروش و فغان
کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا
نہان وہین زیر زمین ہو گیا

خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یون
کہ ناحق کیا مجکو بیدار کیون
یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا
پھر اتنے مین نکلا وہین اژدہا

کیا رخش نے پھر جو دیکھ اُسکو شور
تو جاگا وہین رستم پیل زور
ولے پھر وہین اژدہائے پلید
بزیر زمین ہو گیا ناپدید

وہ گودرز و گستہم اور طوس گیو
یل نامور رستم پہلوان
رہا سات دن تک یہ جشن طرب
فرستادہ کا نام فرہاد تھا
شہ جادوان نے پڑھا کرکے وا
دلیر و جوانمرد رستم ہے نام
ہوئے ساتھ رستم کے جب گرم جنگ
ہمین ملک اپنا حوالے تو کر
یہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا
ہزارون ہین یان دیو پیکار جو
تو نازان ہی اک رستم گرد پر
ترے ساتھ مین نے برا یہ کیا
تو جا خیر سے سوے ایران زمین
فرستادہ لے کر جواب پیام
پڑا فکر مین شاہ فرخندہ خو
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یون کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہی عاقل پیش مین
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان
حضور سپہدار مازندران
قد و جسم ہی مثل پیل بلند
شہ جادوان نے وہین پیشوا
اُسے دیکے جولان طرح نیزہ کے
اشارون مین کہنے لگے یون بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب و بیخود ہوا اسقدر
کلاہور اک گرد پر زور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو
مقابل وہین پھر تہمتن ہوا

وہ گرگین و بہرام اور خیل دیو
سر کرسی زر تھا جلوہ کنان
رہے روز و شب مائل عیش سب
عرض نامۂ شاہ وہ لے گیا
لکھا تھا کہ اک گرد زور آزما
ہنر برافگنی ہی سدا اُسکا کام
تو وہ دونون کشتہ ہوے بیدرنگ
تجھے خواہش خیر ہی کچھ اگر
شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا
قوی بازو و کینہ ور تند خو
یہان ہین ہزارون یل نامور
کہ زندان مین تجھ کو زندہ رکھا
نہ ہرگز مرے ساتھ ہو گرم کین
پھر آیا حضور شہ ذوالکرام
لگا کہنے تب رستم نام جو
ہوا بند سے غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے اب منھ نہ موڑ
کہ پرخاش زنہار بہتر نہین
رہے پھر اور نہ مازندران
کیا جا کے یون مردمان نے بیان
رکھے ہی وہ پاس اپنے تیغ و کمند
روانہ کیے گرد زور آزما
جو نزدیک پہونچا تو چھوڑا اُسے
کہ دکھلا دین کچھ زور اپنا بھی ہم
کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر
اُسے شاہ مازندران نے کہا
لگا کہنے یون رستم گرد کو
کلاہور سے پنجہ افگن ہوا

ہوے ایستادہ چپ و راست جب
سر نو ہوئی محفل انبساط
سو شاہ مازندران بعد ازان
دیا شاہ مازندران کو شتاب
روان ہو کے ایران سے آیا یہان
وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
کہان ہی تجھے رزم کی اُس سے تاب
ترے حق مین بہتر ہی فرمانبری
کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر
سوا اُنکے ہین پاس میرے شہا
ارادہ کرون گر تو فرصت ندون
رہائی تری ہو گئی ناگہان
کرونگا تجھے قید گر ابکی بار
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ وہان
مجھے نامہ لکھ دیجیے ابکی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہین تیرے لشکر سے ڈرتے ہین ہم
اگر آکے حاضر ہو یان ایک بار
ہوئی مہر کاؤس جب نامہ پر
کہ آیا ہی پھر اے شہ نامور
قوی ہیکل اک اسپ ہی زیر ران
یل پیلتن نے اُنھین دیکھکر
بہت گرد اُسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہو گئین اُسکی رگہاے دست
خبر سن کے یہ شاہ مازندران
کہ تو بھی اُسے زخمی و خستہ کر
ذرا مجھ سے ہم پنجہ ہو اے جوان
اُسے بھی کیا ایکدم مین زبون

کمر بستہ چون بندگان با ادب
مہیا ہوا ساز و برگ و نشاط
کیا شاہ نے ایک نامہ روان
کہا یون کہ لکھ دیجے اسکا جواب
قوی زور ہی مثل شیر ژیان
جہان مین تھا قوت کا جنکی غریو
تو حاضر ہو یان آن کے اب شتاب
وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری
ہوے کشتہ تو یان ہوا کیا ضرر
ہزار و دو صد پیل جنگ آزما
بس اک دم مین تسخیر ایران کرون
غنیمت سمجھ اسکو اب بیگمان
تو جیتا نہ چھوڑونگا پھر زینہار
کیا پیش کاؤس یکسر بیان
کہ تا جاؤن مین وان فرستادہ وار
پھر اُسنے رقم و دہین نامہ کیا
تجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم
ترا ملک تجھپر رہے برقرار
روان تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک باکر و فر
عجب شان و شوکت کا ہی وہ جوان
اُکھاڑا وہان اک تناور شجر
یہ دیکھا تو حیرت مین پھر سب گئے
ہوا خندہ زن رستم سرفراز
ہوا مرد زور آزما وہین پست
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہی جوان
دل اور پنجہ کو اُسکے بشکستہ کر
کہ دیکھون ترا مین تو زور و توان
کیا اُسکے سر پنجہ کو غرق خون

نکل غار سے وہ مقابل ہوا | سو رستم گرد مائل ہوا | اُسے دیکھ رستم ہوا خوفناک | نہ لیگیا سوے یزدان پاک
دلیری سے پھرے کے نام خدا | کیا زخم شمشیر اُس پر رہا | ہوئی خستہ اُس زخم سے اُن دیو | وے دوڑ کر اُسنے کر کے غریو
بغل مین لیا اپنی رستم کو داب | لگا زور کرنے وہ خانہ خراب | جوان نے بھی اُسدم کیا خوب زور | دلیرانہ باہم ہوا خوب زور
ادھر یون کے تھا یل ناجو | کہ اب جانبری دیکھون کیونکر سے ہو | کہے تھا اُدھر دل مین دیو سپید | کہ ہون جان سے آج مین ناامید
غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی | ادھر اور اُدھر سے درشتی ہوئی | بہم ہو کے عاجز ہوے پھر جدا | جدا ہو کے یکدم توقف کیا
زمین پر پڑی جو یکایک نظر | تو دیکھی زمین خون سے رستم نے تر | یقین یہ ہوا زخم کاری لگا | ہوا دل قوی رستم گرد کا
اُٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو | دیا پھر پٹک خاک پر دیو کو | کیا دو نیم خنجر سے اُسکو ہلاک | نکالا جگر دل کیا اُسکا چاک
نگہ کی جو رستم نے پھر سوے غار | تو کشتہ بہت پائے دان دیو سار | یہ پوچھا انھین قتل کنے کیا | جواب اُسکو اولاد نے یہ دیا
کہ باجان دیو سپید لعین | ہر اک کی تھی وابستہ جان حزین | ہوا کشتہ وہ جیب تو سب مر گئے | جہنم مین ساتھ اُسکے یکسر گئے
یہ کہکر کہا پھر کہ اے نامدار | کچھ انعام کا ہون مین اُمیدوار | تہمتن یہ بولا تجھے اے جوان | کرون حالم شہر یا زندران
پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا | یل پہلتن نے حوالے کیا | تہمتن وہانسے پھر اشاد شاد | گیا پیش کاوس فرخ نہاد
دیا مژدۂ فتح جب شاہ کو | تو شادان ہو خسرو نام جو | لگا کہنے پھر شاہ باداد و دین | کہ صد مرحبا آفرین آفرین

## داستان برتخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیوون کا تھا بند نام | ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام | وہ لایا دہان ایک ارژنگ زر | ہوا سیہ کاؤس پھر جلوہ گر

ادھر سے جہاندار کشورستان
کوئی دیو جو تھا وہان بیدرنگ
شہ جادوان نے کہا فوج کو
ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش
دو لشکر بہم حملہ آور ہوئے
ہوا روز ہشتم درخشندہ جب
وہین غیب سے پھر یہ آئی صدا
کہا حملہ آور ہو ساری سپاہ
کھڑے اُسکے آگے تھے پیلان مست
رہا ہاتھ سے گر اُس دم ہوا
یل پیلتن لیکے اُس نیزے کو
جو دیکھا وہ کوہ گران سد راہ
مرے ساتھ جب لیکے گرز گران
کہ اُس زخم سے ہو کے وہ غرق خون
لگا کہنے پھر بادشاہ جہان
لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ
پس پشت تھے وہ دلیران تمام
غرض لا کے رکھا وہ کوہ گران
نکل اے شہ جادوان سنگ سے
یہ آواز سُنکر شہ جادوان
وہین کھینچ کر پھر تہمتن نے تیغ
گریزان ہوے مردم واہرمن
شہ جادوان کا جو تھا تختگاہ
بہت ہاتھ آیا وہان مال و گنج
جب اُس فتح سے شاہ خوشدل ہوا
کنیز و غلامان زرین لباس
پھر اولاد کو بانشاط و طرب
بہت اُسنے کی خدمت و چاکری
شہنشاہ نے خرم و شاد ہو

اُدھر سے سپہدار مازندران
ہوا آکے رستم سے جویاے جنگ
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
کہ یکسر پریشان ہوا صبر و ہوش
ہزارون تن آلدم مین سیر ہوے
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
کہ ہو فتح تیری بہ فضل خدا
کرو فوج مازندران کو تباہ
کیا گرز سے اُسنے ہرسُو کو پست
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
شہ جادوان سے ہوا رزم جو
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
ہوا رزم جو شاہ مازندران
ہوا شاہ مازندران سرنگون
کہ جتنے ہین ایران کے زورآوران
ہلا بھی نہ اُنسے ہوے سب ستوہ
خوشی و خرم و آفرین خوان تمام
کہ شاہنشہ نامور تھا جہان
رہائی نہین اب تری جنگ سے
جو نکلا تو کاؤس شاہ جہان
کیا پارہ پارہ اُسے بیدریغ
پریشان ہوے زیر خرچ کمن
ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ
ہوا دور یکدست پھر دل سے رنج
سو بخشش وجود مائل ہوا
بعد بہجت و شفقت بیقیاس
حضور جہاندار کر کے طلب
یہ ہے لائق عزت و برتری
رزوے عنایات اولاد کو

صف آرا ہو جا کے میدان مین
لگا جبکہ اک زخم نوک سنان
ہوا گرم ہنگامۂ کشت وخون
ہوا گیر ہو کر غبار زمین
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
کیا رب مرے ہمقرین ہو ظفر
یہ سُن کر شہنشاہ فرخ نہاد
تہمتن سو شاہ مازندران
گشادہ ہوئی راہ جب سر بسر
وہین گیو نیزہ وہان لے گیا
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ
پھو نکر وہین شاہ کاؤس کو
تو مین نے کیا زخم نیزہ رہا
ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
اُٹھالاو وین اُس کوہ کو زود تر
پھر آخر کو وہ رستم پہلوان
خوشی سے سر رستم نامدار
خروشان ہوا شیر ژیان سے سنگ
وگرنہ ابھی لے کے تیغ و تبر
لگا کہنے کچھ آہین لاؤ شہ باک
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران
بفیروزی و فتح شاہ جہان
ہوے مردم شہر و دیوان تمام
سپاس و عنایات و لطف خدا
دریے بہا خلعت پر گہر
تہمتن کو دے کر کیا سرفراز
کیا عرض رستم نے اے بادشاہ
حکومت یہان کی اسے دیجیے
کیا حکم شہر مازندران

ہوا حشر برپا پھر اک آن مین
رہی بو کے پھر نہ قالب بین جان
ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
گیا تا سر ہفتم چرخ برین
رہا گرم یک ہفتہ بازار جنگ
زبون ہو دین دیوان بیدادگر
گیا سوے نادر وگہ شاد شاد
شتابان ہوا مثل پیل دمان
گیا راہ تب رستم نامور
تہمتن کو جا کر حوالے کیا
شہ جادوان بن گیا شکل سنگ
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو
اور اسدم یہ یلمین گمان پھر ہوا
یہان سخت حیرتمین ہی اک فگندہ
یہ سُنکر وہ زور آوران سربسر
اُٹھالے چلا دانسے کوہ گران
بہت گوہر و زر کیا وان نثار
تہمتن یہ بولا کہ ہان بید رنگ
کرون ٹکڑے اُس کوہ کے زود تر
ملاؤ اب اسکو تہ خون وخاک
ہزیمت پڑی فوج کے رہیا
ہوا داخل شہر مازندران
پرستار شاہنشہ ذوالکرام
جہاندار کاؤس لایا بجا
زر و ملک و اسپان بازین و زر
ہوا پہلوان کا فزون اعتبار
یہ اولاد ہی بندۂ نیک خواہ
جہان مین سرافراز اب کیجیے
فزونی مہین اسکی توقیر شان

حضور خداوند آیا وہ مرد
پراگندہ خاطر گرفتار در و
دکھایا اُسے دست آویختہ
کہ رگ اور تا خن تھے سب ریخ

کہا بہ کہ بہتر نہیں کارزار
رہ آشتی کر تو اب اختیار
کلاہور نے جب کیا یہ بیان
ہوا پر غضب شاہ مازندران

کیا پھر طلب رستم گرد کو
گیا جب حضور اُسکے وہ نامجو
لگا کہنے پھر شاہ مازندران
کہ تو ہی مگر رستم پہلوان

یہ سُنکر دیا اُسنے پاسخ دہین
کہ رستم کا ہون چاکر کمترین
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
وہ پڑھکر ہوا پھر ندامت خفا

تہمتن یہ بولا کہ لکھیے جواب
لکھا پاسخ نامہ اُسنے شتاب
کہ بیان تجھ سے ہی دعوی تیری
نہو ہم سے جو یاے فرمانبری

ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
کہ قائم ہے ملک و تاج و سریر
بزرگون نے تیرے نہ چاہا کبھو
کہتا سوے مازندران لائین رو

تو باہر نہ انداز سے دھر قدم
تہمتن نے یون وقت رخصت کہا
کہ کاؤس کی کر اطاعت شہا
نہ بر باد کر اپنا دیہیم و تخت
حضور شہنشاہ کاؤس جب
وہ آیا تو بولا زردے طرب

## جنگ کیکاؤس شاہ باولی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفر یاب شدن

## جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم وروانہ شدن رستم بہاماوران وجنگ کردن فنطریاب شدان کیکاؤس شاہ

لکھا اُسنے پاسخ کہ کاؤس کی — نہایت ہی دشوار اب مخلصی — اگر تو بھی آویگا میدان مین — تو ہوگا گرفتار اک آن مین
پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب — تو پھر زابلستان سے جون موج آب — روانہ ہوا سوے ہاماوران — یل سیلتن لے کے فوج گران
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا — شہ مصر و بربر کو یاور کیا — غرض با سپاہ گران ہر سہ شاہ — تہمتن سے آکر ہوے کینہ خواہ
کیا پہلوان نے مبارز طلب — کہ جی چاہے جسکا مقابل ہو اب — ہوا دلین ہر اک کے پیش خطر — کیا رزم سے اُنکی سب نے حذر
ہوا شاہ ہاماوران پُر غضب — گئے پہلوانان بھی ناچار تب — کیا قصد رستم نے پیکار کا — دلے جبکہ رستم نے حملہ کیا
سر اسیمہ و حین گریزان ہوے — یلان ہر سہ کشور ہراسان ہوے — پھر آیا نہ میدان مین اک سوار — مقابل ہوا کوئی ہو زینہار
جو دیکھا کہ بیدل ہی سارا سپاہ — تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ — گئے سامنے پہلوان کے دلیر — مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
سو تارک سر در مصر ہا — گیا گرز رستم نے جسدم رہا — بچا کردہ ضرب اُسکی بھاگا وہین — ولے بخت بد سے تھا چارہ نہین
تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند — ہوا الغرض وہ گرفتار بند — شتابی سے کرزین سے اُسکو جدا — اُسے رومان کے حوالے کیا
سپہ لے کے پھر حملہ آور ہوا — شتابان سو فوج بربر ہوا — نہ یک لحظہ وان رزم آور ہوے — جہل نامداران ہوے دستگیر
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا — گرفتار پھر شاہ بربر ہوا — نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر — ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران — ہوا آرزومند امن و امان — ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی
جہاندار کاؤس با کروفر — ہوا تخت شاہی پہ تب جلوہ گر — سپاہ سہ کشور بصد آرزو
روان سوے ایران ہوا بادشاہ — زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی سپاہ

## مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران وجنگ آمدن افراسیاب والی توران وہزیمت یافتن ازدست رستم

جب آیا جہاندار عالی جناب — سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب — صف جنگ آراستہ وان ہوئی — جہانمین قیامت نمایان ہوئی
سپہدار توران نے پھر یون کہا — کہ اے پہلوانان جنگ آزما — یکڑلائے رستم کو گر کوئی مرد — کرے قتل یا آکے وقت نبرد
کرون صاحب تاج و فر اُسے — سوا اُسکے دون اپنی دختر اُسے — یہ سن کر کئی مرد میدان مین — گئے اور ہوے کشتہ اک آن مین
پھر آیا سوے رستم افراسیاب — ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب — یل سیلتن سے کے گرزگران — ہوا جبکہ میدانمین حملہ کنان
توسالار توران ہراسان ہوا — سراسیمہ وانسے گریزان ہوا — دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ کین — ہزارون کیے قتل ترکان چین
ہوے کشتہ تورانیان یان تلک — کہ کشتونکے پشتے ہوئے تا فلک — گیا سوے توران پھر افراسیاب — ہوا شاہ کاؤس کے فتحیاب
ہوا ملک ایران مین پھر بندوبست — ہوے سرکشان جہان خوبدست — ہوے شہ کے محکوم دیو و پری — لگے کرنے چون بندگان چاکری
مکان پائے نادر بزیر فلک — بنائے بہت کوہ البرز تک — کرون اُن مکانونکی تعریف کیا — کہ تھا ہر مکان در و یاقوت کا
سوا اسکے ہر جا تھے شیشے لگے — غرض دیو فرمایش بادشاہ — سرانجام کرتے تھے شام و پگاہ
ولیکن یہ تنگ آگئے تھے تمام — کہ شہ کو کسی طرح کیجیے ہلاک — جہانمین رہین تا کہ خوف و باک

وہ گستہم اور طوس عالی وقار | وہ گودرز اور گیو جنگی سوار
یہ جتنے تھے گردان جنگ آزما | زر و ملک اُن کو عنایت کیا

## داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

تبائید اقبال و نیروے بخت | جو مازندران سے کیا تاج و تخت
تو پھر سوے ایران بفتح و ظفر | روانہ ہوا خسرو نامور
ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی | کہ با شوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاوس کے | بلند اقتدار و زبردست ہی
کیا جسنے تسخیر مازندران | ہوے خیل دیوان پر اب حکمران
ہوے سرکشان سن کے اندیشہ مند | مبادا کہ ہم کو نہ پہونچے گزند
بہت بادشاہان گردن فراز | ہوے گام فرسائے راز و نیاز
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج | حضور اُسکے بھیجا برسم خراج
اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر | تو اُسکی ولایت کو پہونچا ضرر
بہت کجروان شہ نے سیدھے کیے | مکان ملک توران کے اکثر لیے
نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران | مطیع شہنشاہ کشورستان
نمایان ہوئی اُس سے جب سرکشی | تو کی شاہ نے اُسپہ لشکر کشی
کیا اسقدر پہلوانون نے تنگ | کہ ہرگز رہا پھر نہ یارائے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام | صنوبر قد و گل رخ و لالہ فام
جہاندار اُسکا ہوا خواستگار | نہ انکار اُس نے کیا زینہار
بندھا عقد باہم برسم شہان | ہوا شاہ کاوس پھر مہربان
رہا ملک ہاماوران برقرار | مراعات کی اور بھی بے شمار
پیام سپہدار ہاماوران | یہ آیا حضور شہ خسروان
کہ تشریف اب قلعہ مین لائیے | یہانتک قدم رنجہ فرمائیے
قبول اب مری میہمانی کرو | مرے حال پر مہربانی کرو
کیا شہ نے منظور اسبات کو | ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
قبولی کہ اے خسرو نامدار | مرے باپ کا کچھ نہین اعتبار
وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہی | بڑا ہی دغاباز و مکار ہی
نجاؤ غرض قلعہ کے درمیان | کہ ہرگز نہین خوب جانا وہان

## داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بشاہ ہاماوران

ہوا جاکے مہمان شہ کامگار | گئے ساتھ اُسکے کئی نامدار
وہان سات دن رونق افزا ہا | نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا
تمناے سالار ہاماوران | برآئی کہ آیا وہ شاہ جہان
شب و روز خدمت مین حاضر رہا | جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
کہون کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا | شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو | کیا بند گودرز اور طوس کو
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ | تو راہی ہوئی سوے ایران سپاہ
یہ سنکر سپہدار افراسیاب | سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران مین | کیا ملک تسخیر اک آن مین
بزرگان ایران نے پھر زینہار | اطاعت نہ کی ترک کی اختیار
گئے زابلستان مین رستم کے پاس | شکستہ دل و پر غم و بیحواس
کیا جاکے احوال سارا بیان | کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان
سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا | تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا
سنا ہوگا احوال مازندران | کہ نیروے بازو سے میرے وہان
ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک | ملے دیو سرکش تہ خون و خاک
تمھین ہے یہ لازم کہ کاؤس کو | باعزاز و اکرام بان بھیجدو
وگرنہ سواران زابلستان | نچھوڑینگے ہاماوران کا نشان

گئے جبکہ نزدیک اُس رخش کے — تو اُسنے لگا در دندان سے
پکڑ لیگئے ترکتازی سے اُسے — کیا جفت اک دیو سا اُسے
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا — پیادہ بسوئے سمنگان گیا
تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا — تہمتن سے جا کر یہ اُسنے کہا
ادھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا — یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
جہاں ہو وہاں سے تو لا رخش کو — کہ آفت یہاں کوئی برپا نہ ہو
کرم کیجئے میرے ایوان پہ اب — بسر کیجئے اب عیش و طرب
یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا — سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا
پس پردہ دانستہ کو ناگہان — نمایاں ہوئی اک بت دلستان
جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو — تو حیران رہا رستم نامجو
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہیں یہ — یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہی نام
یہ پیکر وہ ماہ پیکر ہو نہیں — مرا نام تہمینہ ہے اے جوان
دلے تیری مدت سے دیوانہ ہوں — ہوئی دل سنکر تری خوبیان
قرار و صبوری ہے بیگانہ ہوں — کہے تھے تعین بہت مردمان
تمنا سے دل تھی یہ صبح و مسا — یہ سنکر ترے پاس آئی دوان
کہ وارد ہو اس مکان میں تو آپ — مرے باپ سے میری رخصت کرو
غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر — وہ چاہے ہے مجھ سے زیادہ تجھے
یہ کہکر وہ رخصت ہوئی اس برس — سحر سو بدشاہ کو کر طلب
ہوا خوش بہت رستم پہلوان — ہوا اُس سے ہمخواب یکشب جوان
تہمتن کو دی شہ نے دختر یہیں — ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
سو رستم نے اُسکے حوالے کیا — کہا یوں کہ اے دلبر سیمبر
اگر ہو ترے دختر تو گیسو سے باندھ — بیان کیجئے کیا اثر مہر کا
وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر — طلب رخش اپنا کیا بعد ازاں
بہت اسکی خاطر پریشان ہوئی — غرض نو مہینے گئے جب گذر
رکھا شاہ نے اُسکا سہراب نام — وہ یکتا ہے نظر و نمین یکسوا تھا
لگا پھرنے میدانمین لیکر نہاں — ہوا جبکہ وہ سالہ و پلتن
سہ یاقوت کھیلے تھے اور لعل و — طلب کی تھی یہ نازنین سے خبر
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دختریان — غرض آکے تہمینہ سے ایکروز
کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہی نام — کہون کیا مین انکو بتاؤنمین کیا
یل پیکر گرد کشور ستان — دلیران گردان روے زمین
تو ایران و گردان ہے زیر زمین — کوئی زنہار اُسکے ہمسر نہین
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن — تو پھر یون لگا کہنے وہ پیلتن
وہ بولی کہ اے پور فرخندہ فال — نہ لانا یہ زنہار دلمین خیال
کہ پہونچا ہے دونون طرف کی خبر — رہائی ہوئی پھر نہ میدان مین

پھر ابلیس سے سنکے وژخیم دیو
گیا بس وہین پیش گیہان خدیو

کیا عرض اے بادشاہ جہان
تو ہی خسرو خسروان زمان

دلے حیف ہی یہ کہ راز فلک
نہین تجکو معلوم کچھ ابتلک

کواکب کی گردش کا بھی زینہار
نہین تجھپہ احوال کچھ آشکار

اگر تو ہو عازم سوے آسمان
تو ظاہر ہو یکدست راز نہان

سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

یہ کہنے لگا اُس سے پھر تاجور
کہ تو لے چلیگا مجھے چرخ پر

تو مین تجکو انعام دون بیشمار
زیادہ کرون عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اُسکی کرون
سر چرخ پر آپ کو لے چلون

## رفتن کاؤس شاہ بہ سیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس وژخیم دیو
کہا یون کہ راضی ہی گیہان خدیو

دلے اُسکی تدبیر فرمائیے
کہ گردون پہ کس طرح لیجائیے

بتائی وہین اُسنے تدبیر ایک
کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک

گیا پھر حضور شہ نامدار
عقاب اُسنے جنگل سے منگوائے چار

کھلایا اُنھین گوشت شام و سحر
قوی زور اُنکے ہوے بال و پر

اُنھین ساتھ مردم کے خوگر کیا
کئی روز پھر اُنکو فاقہ دیا

رکھی ران بزلا کے اک نیزے پر
کیا ایک تیار پھر تخت زر

عقابونکو باندھا سر تخت سے
کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے

کہ اب بیٹھئے آپ اس تخت پر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

مگر قصد یہ تھا سر آسمان
کہ ہو رزم آور بہ تیر و کمان

اُڑے تخت کو لیکے چارون عقاب
سو گوشت پرواز کی پھر شتاب

جہانتک اُنھین زور پرواز تھا
ہوے اوج گیر ابروے ہوا

نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب
سر خاک پر گر پڑا تخت تب

گرا بیشۂ چین مین وہ تاجدار
گزند اُسکو پہونچا نہ کچھ زینہار

کہ پکڑے ہوے تھا قوی تخت کو
غرض دشت مین خسرو نامجو

چہل روز غمگین و خستہ رہا
پراگندہ و دل شکستہ رہا

شب و روز روتا تھا وہ زار زار
خدا نے کیا رحم انجام کار

بشارت ہوئی خواب مین راتکو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

وزیرون نے القصہ کی جستجو
روانہ کیے دیو ہر چار سو

کہی آکے دیوون نے پھر یہ خبر
کہ ہی بیشۂ چین مین وہ تاجور

روانہ ہوے تب سران سپاہ
شہنشہ کو لائے سو تخت گاہ

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
تو گودرز و رستم نے وان آنکر

ملامت بہت کی کہ افسوس ہائے
ہوئی یک قلم گم تری عقل و رائے

ستم ہی کہ ہر بار اے بادشاہ
تو دیتا ہی بدخواہ کو تخت گاہ

ہوا تو گرفتار خواری سہ بار
ولیکن نہ سمجھا ذرا زینہار

بنا خوب کیا تجھ سے کار زمین
کیا پھر جو قصد سپہر برین

یہ سن کر شہنشہ پشیمان ہوا
خجالت سے سر در گریبان ہوا

لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان
کیا شغل داد و دہش بعد ازان

کیا بسکہ عدل و کرم صبح و شام
شہنشہ سے راضی ہوے خاص و عام

سر تاجداران تھا گیہان خدیو
پرستار تھے اُسکے افغان و دیو

جہانمین کوئی شاہ گیتی پناہ
نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ

دلے دہر مین اب جو ہوتا اگر
تو پھر پیش اکبر شہ نامور

کمر باندھتا جاودان بندہ وار
شب و روز ہوتا وہ خدمتگذار

الٰہی یہ شاہ خلائق پناہ
رہے اس جہانمین بہ تیغ و کلاہ

سمند قلم کی مین پھیرون عنان
لکھون آگے سہراب کی داستان

## داستان تولد شدن سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہین ایک دن رستم نامدار
گیا دشت مین جو برائے شکار

ہوا سیر اک گور کے کھا کباب
کیا پھر وہان اُسنے آرام و خواب

کسی سمت سے آگئے ناگہان
سواران ترکان عیار وان

تو رستم کے گھوڑے پہ ڈالی کمند
کیا گردن رخش کو زیر بند

جہان مین تھا گرد آفرید اُسکا نام
ہنر جنگ کے یاد اُسکو تمام

سُنا جبکہ گرد دلاور ہجیر
ہوا وقت پیکار زندہ اسیر

تو مانند مردان شمشیر زن
لباس نبرد اُسنے کر زیب تن

شتابی سے ہو باد پا پر سوار
دلیرانہ آئی پئے کارزار

خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
تو سہراب حیران رہا دیکھ کر

گمان لیگیا زن ہی یہ ماہرو
ہوا یا کوئی طفل پرخاش جو

غرض سوے سہراب وہ شیر زن
ہوئی جون نگہ اپنی ناوک فگن

لگی بیخطا چھوڑنے تیر جب
سپر لیکے سہراب نے منھ پہ تب

سنان سے اُٹھایا اُسنے زین سے
سر خاک پٹکا رہ کین سے

ولے دخت نے کھینچکر تیغ کین
دو نیزہ کیا نیزے کو بس وہین

سوار اسپ پر ہوکے وہ دلربا
ہوئی مثل مردان نبرد آزما

دلیری یہ اُسکی جب آئی نظر
تو مشتاق سہراب نے زود تر

اسیر کمند اُس پری کو کیا
سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا

گرا خود تارک سے پھر خاک پر
پریشان ہوے سر بسر موے سر

درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو سہراب عاشق ہوا بس وہین

کہا دلستان نے یہ سہراب سے
کہ ہو بند سے گر رہائی مجھے

تو مین دون تجھے گنج و زر بیشمار
کہ اس قلعہ مین ہی مرا اختیار

رہا اُسکو سہراب نے پھر کیا
ولے عہد و پیمان محکم لیا

گئی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
پدر اور برادر سے اُسنے وہین

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
یہی مصلحت سب نے دیکھی وہان

کہ اس دژ مین رہنا نہین خوب اب
گریزان ہوے الغرض وقت شب

ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
تو آواز مردم نہ آئی وہان

شتابی سے توڑا در قلعہ کو
گیا قلعہ مین پھر یل نامجو

نہ پایا کہین مردمان کا نشان
نہ دیکھی جو وہ دختر دلستان

تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
ہوئی خاطر آشفتہ پھر زلف وار

اُدھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
اُدھر کژدہم قلعے سے بھاگ کر

گیا پیش کاؤس گردون وقار
کہا یون کہ اے خسرو نامدار

جوان ایک آیا ہی توران سے
مشابہ ہی سام و نریمان سے

تماشا یہ ہی عمر مین خرد ہی
کم از چاردہ سال وہ گرد ہی

ولے پیلتن ہی جوان دلیر
قوی بازو و چست مانند شیر

مقابل ہوا جبکہ اُسکے ہجیر
تو وہ لیگیا کرکے دو ہین اسیر

گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
تو یہ بھی رہی فتح سے نا امید

یہ اب مصلحت ہی کہ ای شہریار
تو غافل نہ ہو جلد کر فکر کار

یہ سُنکر ہوا شاہ اندوہگین
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین

کہ ای پیلتن رستم پہلوان
یل نامور گرد کشورستان

تو ایرانیون کا ہی پشت و پناہ
تو ہی سرگروہ سران سپاہ

عدو دوز ہی تیری تیغ و سنان
جہانگیر ہی تیر اگر زگران

تو جلدی پہونچ زابلستان سے
کہ آیا ہی اک گرد توران سے

دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
زبون اُس سے ہین پہلوان سب تمام

سوار توانا و پر زور ہے
یہان زور کا اُسکے ایک شور ہی

سوا تیرے ای پہلوان جہان
نہین کوئی اُسکے مقابل یہان

ہوا نامہ تیار جب سر بسر
دیا گیو کو شاہ نے مُہر کر

ہوا گیو نامے کو لیکر روان
بفرمان شہ سوے زابلستان

وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا

یہ پوچھا کہ ای گیو یہ کر بیان
کہ کس شکل و صورت کا ہی وہ جوان

وہ بولا کہ کہتے ہین یون خاص و عام
کہ ترکیب و شکل اُسکی ہی مثل سام

دلمین لگا کہنے وہ پیلتن
کہ چاہی تھی مین نے سمنگان مین زن

تولد ہوا ہووے اُس سے پسر
کہ تھی حاملہ مجھ سے وہ سیمبر

وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
جسے سام پیکر کہے ہی جہان

یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
کہ دختر ہوئی دان یہ آئی خبر

دروغ اُسکی ہان کیونکہ لکھتی یہان
بھلا کسلیے مجھ سے رکھتی نہان

تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
کہ ہی اسطرح حکم گیہان خدیو

کہ پہونچون روان ہوکے یان سے شتاب
حضور شہنشاہ عالیجناب

وہ بولا کہ کیا اضطراب اسقدر
ذرا بادۂ لعل گون نوش کر

یہ کہکر کیا جشن ترتیب دان
رہے سات دن تک وہ شادی کنان

یہ پھر گیو نے روز ہشتم کہا
کہ اے پہلوان نبرد آزما

نہین اب ہے لازم توقف یہان
بجا لائیے حکم شاہ جہان

یہ بولا وہین رستم نامدار
نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار

ترا نام سُنکر جو رستم تجھے
بلا دے تو پھر رنج و غم ہو مجھے

سوا اُسکے وہ شاہ افراسیاب
کیا جسکو رستم نے اکثر خراب

رکھے ہے ترے باپ سے بغض و کین
یقین ہے کہ وہ تجھ کو چھوڑے نہین

غرض یہ ہے بہتر کہ تو زینہار
نہ کر باپ کے نام کو آشکار

ہوا تند وہ کودک ارجمند
یہ بولا نہین بات یہ دلپسند

رکھونمین نہ پوشیدہ نام پدر
نہین مجھکو ہرگز کسی کا خطر

سواران ترکان و مردان کار
فراہم کرون لشکر بیشمار

پھر اکدم مین لون تخت کاؤس کا
مٹاؤنمین نام نشان طوس کا

بٹھاؤن تہمتن کو مین تخت پر
کرون اُسکو ایران کا تاجور

کرون قصد پھر سوے افراسیاب
سر تخت لون اُسکا جا کر شتاب

جو رستم پدر ہوے اور مین پسر
نہ دُنیا مین کوئی رہے تاجور

پری چہرہ مانند ابر بہار
یہ گفتار سُنکر ہوئی اشکبار

ہوا گرم سہراب پھر برق سان
کیا اسپ اُسنے طلب بعد ازان

دکھائے اُسے گلے شہ نے تمام
کہ جنمین ہر اک اسپ تھا نیز کام

پسند اُسکو لیکن نہ آیا کوئی
سواری کے لائق نپایا کوئی

سر پشت ہاتھ اُسنے جسکے رکھا
شکم اُس ہیونکا زمین سے لگا

ہوا بچہ رخش جب روبرو
تو شادان ہوا وہ یل نامجو

کہ وہ بادپا چست و شایستہ تھا
قوی زور و چالاک و بائستہ تھا

سوار اُسپہ ہو کر یل شیرزاد
نہایت ہوا دلمین مسرور و شاد

## روان شدن سہراب از توران بسمت ایران

## براے جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر راہ دار ایران را

جوانمرد نے قصد ایران کیا
مہیا لڑائی کا سامان کیا

زرہ پوش مردان جنگ آوران
فراہم کیا لشکر بیکران

لگا کہنے پھر یون کہ اب ہے یہ عزم
کرون شاہ کاؤس سے چلکے رزم

سر تخت کاؤس رستم کو دون
سپہدار اقلیم ایران کرون

ہوے متفق اُسکے تورانیان
لگے کرنے اغوا اُسے ہر زمان

کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہین سب
نچھوڑینگے کاؤس کو زندہ اب

یہ سُنکر ہوا شاد افراسیاب
پھر اُسنے یہ پیغام بھیجا شتاب

کہ بدخواہ میرا ہی کاؤس شاہ
یہ ہی آرزو اُسکو کیجئے تباہ

کمر باندھ کر کینہ خواہی پہ چست
کیا قصد ایران جو تونے درست

تو مین ہون رفیق اب ترا ایجوان
کرون تیرے شامل سپاہ گران

روانہ کیا فوج کو پھر اُدھر
کیے اُسمین سرکردہ دو نامور

سنو نام کا اُنکے مجھ سے بیان
کہ ہومان تھا اک دوسرا بارمان

یہ افراسیاب اُنسے کہنے لگا
کہ رکھیو ذرا دھیان اس بات کا

کہ سہراب رستم سے واقف نہ ہو
تہمتن نہ پہچانے سہراب کو

پدر سے پسر اور پسر سے پدر
نہ ہو آشنا زینہار ہمدگر

کرو جہد و کوشش یہ صبح و مسا
کہ سہراب و رستم ہون جنگ آزما

قوی زور سہراب ہے اور دلیر
یقین ہے کرے یہ تہمتن کو زیر

بوقت دغا رستم نام جو
اگر ہوے کشتہ تو سہراب کو

کسی حیلہ سے کیجیو تم ہلاک
اسے بھی ملانا تہ خون و خاک

جو کشتہ ہون یہ دونون جنگی سوار
رہے پھر کسے طاقت کارزار

نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر
ہلاک بد اندیش آسان ہو پھر

سوا فوج کے اُسنے بیدرد و رنج
روانہ کیا پیش سہراب گنج

سپاہ گران لیکے وہ نوجوان
ہوا سوے اقلیم ایران روان

کوئی قلعہ تھا راہ مین استوار
ہجیر دلاور تھا وان قلعہ دار

اکیلا نکل وہ مقابل ہوا
سو جنگ سہراب مائل ہوا

مبارز کیا جبکہ اُسنے طلب
گیا سامنے اُسکے سہراب تب

یہ سہراب نے اُس سے پوچھا کہ ہان
ترا نام کیا ہی بتا ای جوان

دیا اُسنے پاسخ کہ ہون مین ہجیر
قوی بازو و زورمند و دلیر

کرون سر کو اب تن سے تیرے جدا
یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا

بہت زور اُسنے کیا کین سے
ہلا پر نہ سہراب جب رین سے

دلیری سے سہراب نے بعد ازان
روان کرکے پہلو مین اُسکے سنان

اُٹھا زین سے پٹکا وہین خاک پر
اُسے لیگیا پھر گرفتار کر

وہان ایک تھا کژدم پہلوان
اور اُسکی تھی اک دختر دلستان

سو وہ پہلوانی مین تھی بینظیر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر

## رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بہ عزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر منیر
تو کاؤس سلطان آفاق گیر
دلیران ایران کو کرکے طلب
یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب

یل پیلتن با سپاہ گران
ہوا سوئے سہراب وانسے روان
چھپا گرد لشکر سے رخسار زور
نہان ہو گیا مہر گیتی فروز

جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین
تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
گیا پھر وہان شاہ کاؤس بھی
گئے گیو گودرز اور طوس بھی

جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ
تو دیکھا کہ ہی بیکران یہ سپاہ
یہ ہومان سے کہنے لگا دیکھ تو
کہ ہی کسقدر لشکر جنگ جو

جو یہ کثرت فوج آئی نظر
تو ہومان کے ہوش اُڑ گئے سر بسر
یہ سہراب بولا ہراسان نہ ہو
کرون قتل اکدم مین سب فوج کو

کھنچا پھر سراپردہ پیش حصار
بفرمان سہراب عالی تبار
گیا اُس سراپردہ مین رات کو
خبر کے لیے رستم نامجو

نظر سے وہ مردم کے ہو کر نہان
لگا کرنے احوال دریافت یان
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر
چپ و راست ہین اُسکے سب نامور

مہیا ہی بزم نشاط و طرب
خوشی سے مے لعل پیتے ہین سب
کوئی بزم مین زندہ تھا پہلوان
پڑی اُسپہ اُسکی نظر ناگہان

اُٹھا وو ہین اور اُسکے آرو برو
لگا پوچھنے یون کہ ہی کون تو
تہمتن نے اک مشت مارا جو سخت
تو کشتہ ہوا زندۂ خفتہ بخت

گیا وانسے پھر رستم نامور
اور اک شخص ناگاہ آیا اُدھر
جو دیکھا تو افتادہ ہی اک جوان
کہ ہرگز نہین اُسکے قالب مین جان

کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ
تو زندہ کا وان کشتہ پایا چراغ
یہ سہراب لوگون سے کہنے لگا
کوئی آکے جاسوس کاؤس کا

نمود اپنی دکھلا گیا اب یہان
خبر لے گیا آن کر بیگمان
عوض زندہ کا صبحدم جا کے لون
کرون ایک لشکر کو مین غرق خون

نچھوڑون سحر زندہ کاؤس کو
ملاؤن تہ خاک و خون طوس کو
زبان پر تھا سہراب کے یہ سخن
اُدھر شام سے رستم پیلتن

یہ کہتا تھا ای بادشاہ جہان
کرون کیا مین سہراب کا اب بیان
جوان و قوی ہیکل و زورمند
قد اُسکا ہی مانند نخل بلند

تکلف نہین اسمین کچھ زینہار
بعینہ ہے ہمشکل سام سوار
یہ چاہے ہی اب چرخ فیروز رنگ
پدر اور پسر مین بہم ہووے جنگ

سُنی اور دیکھی بہت رزم بزم
پر اب سنیے سہراب و رستم کی رزم

## داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سر چرخ مہر جہانتاب نے
کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
جب آراستہ اپنا لشکر کیا
یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا

کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو
کرو اپنی آراستہ فوج کو
ہجیر دلاور کو کرکے طلب
کہا گر کہے راست تو مجھ سے اب

تو بخشون رہائی تجھے بند سے
وہ بولا وہین اُس تنومند سے
دروغ آگے مردم کے ہے بیفروغ
بھلا کس لیے کوئی بولے دروغ

ہجیر اور سہراب یل پھر وہین
گئے وانسے بالائے حصن حصین
یہ سہراب کہنے لگا ای ہجیر
پلنگ سراپردہ گردون نظیر

یہ کسکا ہی جلدی بتا مجھکو تو
کہ ہاتھی ہین جسکے بہت روبرو
وہ بولا کہ ای گرد با عز و جاہ
یہ ہی شاہ کاؤس کی بارگاہ

سوے راست کسکا ہی خیمہ کیا
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہی طوس کا
کہا پھر سراپردۂ لالہ رنگ
یہ کسکا ہی مجھکو بتا بیدرنگ

وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
خداوند ہی خیمۂ سرخ کا
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازان
سراپردۂ سبز کسکا ہی وان

کھڑا ہی جہان کا دیانی درفش
کہ ہی یکقلم سرخ و زرد و بنفش
سوا اُسکے چون تخت کاؤس کے
رکھا اک سراپردہ مین تخت ہی

اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر
کہ ہی خیمۂ رستم شیر گیر
ولے دلمین اندیشہ اُسنے کیا
مبادا کہین ترک جنگ آزما

نہین کوئی پہونچے مرے زور کو
یہ ہی تاب کسکی مقابل جو ہو
کداؤنگا جب رخش کو جاکے وان
رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان

غنیمت ہی یہ صحبت ہمدگر
کہ ہی آخر کار چلنا اُدھر
رہی اور دو روز بزم طرب
خوشی سے رہے بادہ کش روز و شب

ہوا جبکہ روز دہم جلوہ گر
تو پھر زابلستان سے باکر و فر
روانہ ہوا رستم پہلوان
گئی ساتھ اُسکے سپاہ گران

زوارہ جو اُسکا برادر تھا خرد
اسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
غرض ہوکے منزل بمنزل روان
گیا پیش کاؤس جب پہلوان

تو وہین وہ شاہنشہ نامور
ہوا خشم گین رستم و گیو پر
کہا طوس سے یون زروئے غضب
کہ دونونکو تو دار پر کھینچ اب

کہ اتنا توقف وہان کیون کیا
مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا
زبردست تھا طوس ہرچند پر
کیا رستم نامور سے حذر

ہوا پر غضب طوس پر شہریار
کہا جلد لیجا انھین سوے دار
پھر اُسنے سوے رستم سرفراز
کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز

تہمتن نے جھٹکا وہین اپنا دست
خروشندہ پھر ہوکے جون شیر مست
یہ بولا کہ ہی کونسا نامور
جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر

سمجھتا نہین کون کاؤس ہے
مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے
مجھے جز خداوند یزدان پاک
نہین ہی کسیکا ذرا خوف و باک

مخاطب ہوا پھر سوے شہریار
یہ تندی سے بولا یل نامدار
نہ ہو گرم مانند شعلہ تو اب
کہ بیفائدہ ہی شہا یہ غضب

تو سہراب کو کھینچ اب دار پر
بد اندیش کو خستہ و خوار کر
تبہ کاری کی تونے اب اختیار
تو شاہی کے لائق نہین زینہار

کرون آتش خشم کو تیز گر
تو خس سے بھی کمتر ہی پھر تاجور
دلیران و گردنکش و نامجو
یہ کہتے تھے مجھ سے بصد آرزو

کہ سر پر رکھو اپنے تاج شہی
کرو ملک ایران مین فرماندہی
ولیکن نہ اقبال مین نے کیا
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نہ تھا

پذیرا جو کرتا مین تاج شہی
پہونچتی نہ تجھ تک کلاہ مہی
ہی میری سزا تونے جو کچھ کہا
بجا ہی روا تو نے جو کچھ کہا

یہ کہکر وہین رخش پر ہو سوار
روان سوے زابل ہوا شہریار
جو آزردہ ہوکر گیا پہلوان
تو پیدا ہوے وہین پیر و جوان

یہ احوال گودرز سے پھر کہا
وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
کہا اُسنے یون شاہ کاؤس کو
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو

جو رستم کو آزردہ خاطر رکھا
یہ زنہار تجھکو مناسب نہ تھا
پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان
لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان

توقف نہ کر اب شتابی سے جا
دلاسا تو کرکے تہمتن کو لا
ہوا وانسے گودرز و وہین روان
تہمتن سے جاکر کیا پھر بیان

یہ ظاہر ہی اور تجھکو معلوم ہی
کہ عاجز ہی دانش سے کاؤس کے
تمیز اُسکو ای پہلوان کچھ نہین
جو آوے زبان پر کہے بس وہین

پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
سر نو کئے عہد ہو عذر خواہ
تو ہوویگا آزردہ شہ سے اگر
تبہ ہونگے ایرانیان سربسر

کہے ہی یہی گرد ہر ایک یان
کہ سہراب ہی وہ دلاور جوان
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین
کوئی گرد اُس سے قوی تر نہین

خدا کیلئے اے یل نامور
تو ایرانیون پر ذرا رحم کر
کہ پشت و پناہ دلیران ہی تو
نگہدار اقلیم ایران ہے تو

سمند عزیمت کی پھیر اب عنان
تو ہرگز نہ جا سوے زابلستان
وگرنہ ہون گردان توران دلیر
دلیری کرین آکے مانند شیر

زبان پر ہو لوگونکی پھر یہ سخن
کہ اک طفل سے رستم پیلتن
یہانتک ہراسان و ترسان ہوا
کہ بے جنگ یانسے گریزان ہوا

یہ سنکر وہین رستم پہلوان
پھر آیا حضور شہ خسروان
اُٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
کہا پھر کہ اے رستم نامجو

یہ تندی و گرمی ہی میری سرشت
نہین چھوٹتی مجھ سے یہ خوے زشت
بلایا تجھے اسلیے مین نے یان
کہ ہون چارہ گر تجھسے ای پہلوان

ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا تند پھر تجھپہ بے اختیار
ہوا تو جو آزردہ ای شیر دل
تو پھر مین پشیمان ہوا اور خجل

ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ
کہ بندہ ہون تیرا مین اے بادشاہ
جو کچھ حکم ہووے سو لاؤن بجا
شہنشہ نے ارشاد تب یون کیا

کرے آج ترتیب بزم طرب
بسر ہم کرین عیش و عشرت سے شب
سحر یانسے لیکر سپاہ گران
سوے دشمن کینہ جو ہون روان

کہا پھر لے اُسنے رہ لطف سے — کہ تبلا نشان تہمتن مجھے — تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا — کرون تجھ پہ مصروف لطف و عطا
جواب اُسکو اُسنے دیا پھر وہی — جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی — ہوا پھر وہ تندا ور کہا اے ہجیر — نہین یہ تری بات کچھ لینے کی
اگر جان کی خیر چاہے ہی تو — تو رکھ راستی اب مرے روبرو — تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر — تو زنہار اب مجھ سے پنہان نکر
کرون ورنہ تن سے ترا سر جدا — کرون قید ہستی سے تجھکو رہا — کیا اُسنے پھر اُس سے انکار صاف — وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
کہ کیا ہی یہ تندی و قہر و غضب — عبث ہی مرے ساتھ یہ کینہ اب — تہمتن کی مجھکو خبر کچھ نہین — تو کھینچے ہی کس واسطے تیغ کین
یہی جبین ہی تو بہانہ ہی کیا — مرے تن سے کر شوق سے سر جدا — یہ کہکر لگا کہنے پھر یون ہجیر — کہ رستم ہی مرد شجاع و دلیر
تن اُسکا ہی مثل تناور درخت — زبردست جیت و توانا بخت — ہزبران و دیوان و پیلان پلنگ — مقابل نہون اسکے ہنگام جنگ
کہا سنکے سہراب نے اے جوان — کہان تونے دیکھے ہین جنگاوران — جہانمین ہین ایسے خداوند زور — کہ رستم کو سمجھے ہین مانند مور
کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان — بلندی سے اُسنے فرود آن کہ — زرہ اور جوشن کیا زیب بر
ہوا غمزدہ وہ یل نوجوان — شتابان ہوا سوے میدان جنگ — ادھر جا کے سہراب نے یون کہا
کیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ — جدھر قلب مین شاہ کاؤس تھا — کہ تیغ کھینچو نہین اک آن مین
عوض زندہ کے رات کھائی قسم — سواران ایران کو میدان مین — نبرد آزما مجھ سے ہو بیدرنگ
اگر پاس نام اور عزت بھی ہی — سوا اسکے ہوے جسے عزم جنگ — کہ تھا دلمین سر اک کے خوف و خطر
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار — ولیکن نہ نکلا کوئی نامور — نہ جنگ آوروں سے ڈرا چاہیے
کوئی جنگ اُسکا ہوا ہم نبرد — کہ شاہون کو غیرت دلا چاہیے — کہ اے نامداران ایران زمین
چرا تا ہی دل رزم سے جو شہا — یہ آواز کاؤس نے دی وہین — ہراسان و خائف ہی کیسر سیاہ
کوئی جلد رستم سے جا کر کہو — جو اس گرد سے جا کے ہو کینہ خواہ — کہ پہلے کرونگا نہ مین کارزار
دوان طوس پیش تہمتن گیا — کیا تھا یہ رستم نے اُسدم قرار — تو پھر مین ستمگر آزما اُس سے ہون
کوئی اور جا کر سوے رزمگاہ — مبادا جو سب پہلوان ہین زبون — گیا سوے میدان بے کارزار
وے طوس نے جب کیا یہ بیان — پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار — گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم — کہا یون تہمتن نے اچھا چلو — کرونگا تجھے قتل اک آن مین
تو سہراب نے یون کہا ایجوان — جو مجھ سے مقابل ہو میدان مین — نہ جنگ آوروں سے ہو جانتجو
یہ سُنکر وہین رستم نامدار — نہ کر سختی اب پختہ کارونسے تو — نہ جا بیر ہونے مجھ سے شیر پلنگ
وہ میں ہون دلاور یل نامجو — کیا کشتہ اکدم مین ہنگام جنگ — مین اُسکا ہون اک جا کر کمترین
وہ کہنے لگا سکے داستان — وہ بولا کہ زنہار رستم نہین — لگی چلنے باہم سنان پر سنان
یہ سُنکر اُسے یاس افزون ہوئی — ہوے لیکے نیزہ ستیزہ کنان — کیا گرم بازار کین و ستیز
ہوا زخم کوئی نہ وان کارگر — دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ تیز — لڑے اسقدر ہر دو جنگاوران
بہم ضرب پر ضرب تھی بیدریغ — لیا ہاتھ مین پھر عمود گران — رہا پھر نہ زنہار گھوڑا نہ دم
کہ حیران رہا دیکھ چرخ کبود — ہوی پارہ پارہ زرہ یک قلم — وہ سہراب اور رستم نام جو
عرق مین ہوا تر سراپا بدن — جدا گانہ پھر دونون استادہ ہو

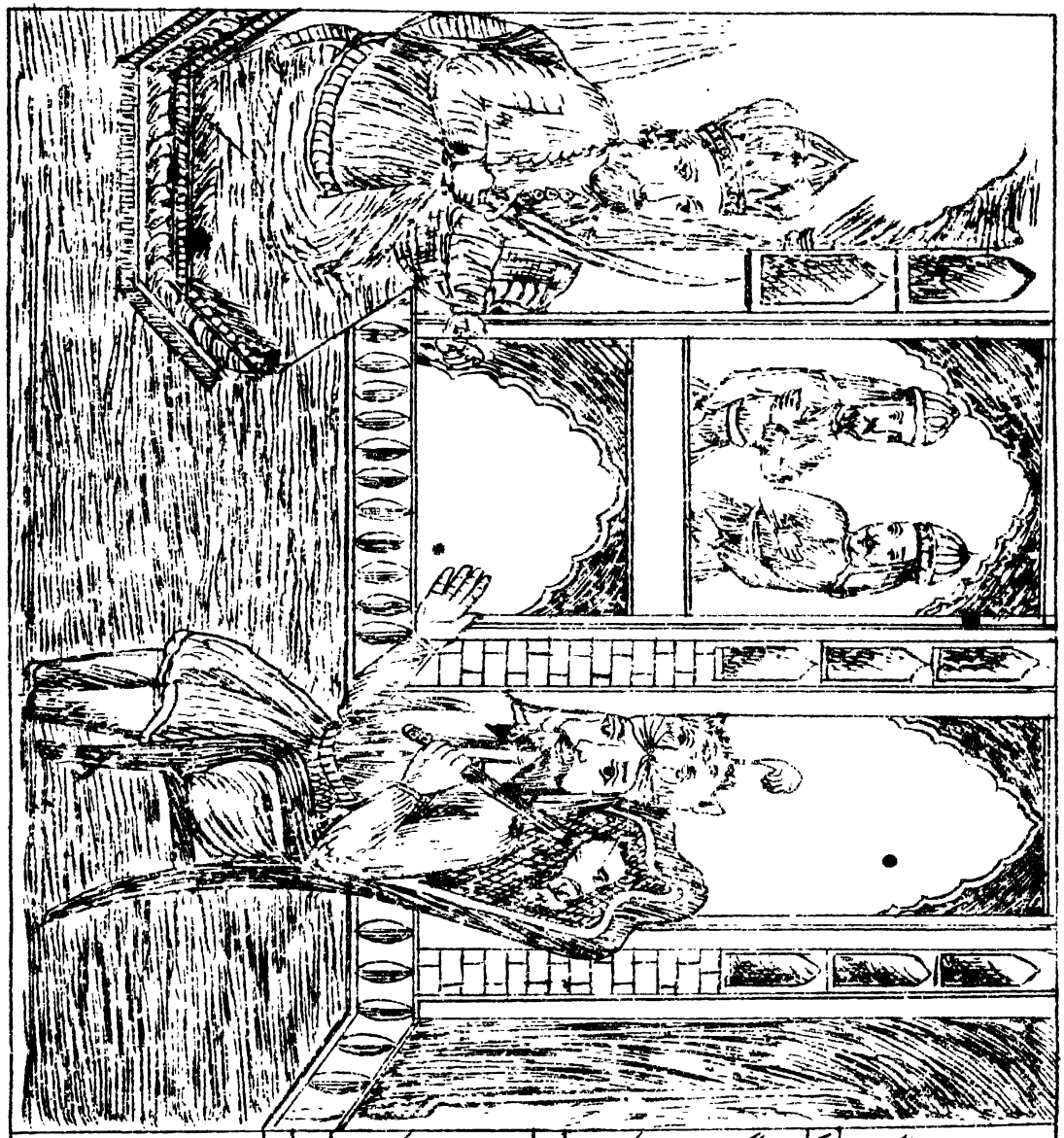

سُنے نام رستم کا اور ناگہان
کہے جنگ پرخاش جا کر وہان
وہ غافل ہو اور کشتہ ہو بے یمین
قیامت ہو برپا ہو بے زمین

یہی مصلحت ہی کہ اب زینہار
نہ بتلاؤن نام یل نامدار
کہا یون کہ خاقان چین نے یہان
سپہ لیکے بھیجا ہی اک پہلوان

کہ ہو یا درشتاہ کا دیس کے
یہ اُسکا سراپردہ سبز ہے
وہ بولا کہ اُس گرد کا نام کیا
کہا تا مہ اُسکا نہین جانتا

کہا دلیمون نے کہ ان نے وہان
بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان
وہ سب دیکھتا ہون ولے ہی عجب
کہ ظاہر کیا اُسنے کچھ اور اب

کہا پھر ذرا غور سے کر نگاہ
کہ کس نامور کی ہی یہ بارگاہ
یہی اُسنے سہراب سے پھر کہا
کہ خیمہ ہی یہ چین کے گرد کا

کہا پھر یہ سہراب نے ہی کہان
یہ سُنکر دیا اُسنے یاسخ وہین
کہ وہ زابلستان سے آیا نہین

مصمم کیا تونے اب دلمین کیا
ارادہ لڑائی کا با صلح کا

یہ بہتر ہی ہم تم نہ ہون رزمخواہ
کرین راستی دونون شام و پگاہ

بہم محفل آرا و می نوش ہون
بجنگ و نی و می طرب کوش ہون

کرین عہد و پیمان کو محکم بہم
پشیمان ہون اب کینہ خواہی ہے ہم

تو یکسو ہوتا اور کوئی جوان
یہان آن کر ہو ستیزہ کنان

مرے دلمین پیدا ہوئی تیری مہر
نہ ہو کینہ ہو تو بہی زیر سپہر

نشانی جو کچھ چاہیے ہی عیان
دلے نام تیرا ہی مجھ سے نہان

کسی نے بتایا نہین زینہار
تو کر نام کو اپنے اب آشکار

تو شاید کہ ہی زال زر کا پسر
یل پیلتن رستم نامور

سر صلح ہر چند تھا وہ جوان
پر ایمن نہ تھا رستم پہلوان

کہے تھا یہ دلمین یل پیلتن
نہین طفل کا اعتبار سخن

یہ پاسخ دیا پھر کہ سن اے جوان
نہین مین بھی کودک تو گو ہی جوان

بہت مین نے دیکھا فراز و نشیب
نکر مجھ سے گفتار مکر و فریب

کمر باندھ پشت ہیون سے اتر
کہ سرگرم کشتی ہون اب ہمدگر

جو دیکھا کہ رستم ہی اب گرم کین
تو ناچار سہراب بولا وہین

تو مائل ہوا سوے کشتی اگر
تو ان مین بھی کشتی کو حاضر ہون پر

نہین چاہتا یہ کہ تجھ سا جوان
مرے ہاتھ سے کشتہ ہووے یہان

یہ کہکر وہ دونون یل نامدار
لگے کرنے کشتی کے فن آشکار

کیا زور رستم نے وان حد سے بیش
گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش

ہوا وہ خروشندہ چون پیل مست
کیا زور سے اسنے رستم کو پست

جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو
تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو

زمین سے بہم پشت رستم ہوئی
خرابی تہ چرخ پر خم ہوئی

گرا خاک پر جب یل نامور
تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر

لیا کھینچ پھر خنجر آبگون
یہ چاہا کہ اسکو کرے غرق خون

کیا حیلہ رستم نے اسوقت وان
لگا کہنے سہراب سے ای جوان

یہان کے یہ آئین نہین زینہار
کرے زیر جسکو کوئی ایکبار

تو سر کو کرے اسکے تن سے جدا
مگر ہو دگر بار زور آزما

اسے قوت و زور سے لاوے زیر
کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر

یہ سنکر وہ اسکے اٹھا سینہ سے
غرض ہاتھ اٹھایا وہین کینہ سے

گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد

کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا
کیا اسنے افسوس اور یون کہا

کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ

نہ دیکھا تھا گاہے فراز و نشیب
تو اک طفل تھا تونے کھایا فریب

تہ دام آیا تھا شیر ژیان
دیا چھوڑ تونے کیا مہربان

ہوئی بیوقوفی یہ تجھ سے کمال
رہائی تری اس سے اب ہے محال

یل نوجہان نے کہا کیا ہی غم
کرونگا اسے زیر پھر صبحدم

گیا جبکہ رستم سوے خیمہ گاہ
رہا شب کو زاری کنان تا پگاہ

دعا اسنے مانگی کہ اب یا خدا
وہی زور دے مجکو پہلے جو تھا

اسے ابتدا مین تھا زور اسقدر
زمین چاک ہوتی تھی ہر گام پر

وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا
زمین پر خرام اسکا دشوار تھا

ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار
کہ کچھ زور کم ہووے یا کردگار

ہوئی تھی مناجات اسکی قبول
مراد اسکی وہین ہوئی تھی حصول

غرض کرکے شب زاری و انکسار
ہوا زور پیشین کا وہ نو استگار

خدا نے پذیرا کی اسکی دعا
وہی زور اسکو کیا پھر عطا

## داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دیگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکھ کر قوت و زور تن
ہوا شادمان پہلوان زمن

سپاس عنایات پروردگار
بجا لاکے اور رخش پر ہو سوار

گیا شاد و خرم سوے رزمگاہ
ہوا جاکے سہراب سے کینہ خواہ

یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا

تو پھر آج آیا سوے کارزار
عزیز اپنی شاید نہین جان زار

تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جان
ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان

وہ کرنے لگے پھر درشتی بہم
ہوے مائل زور و کشتی بہم

بہم خوب زور آزمائی ہوئی
نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی

پکڑ کر کمر بند سہراب کا
زمین سے لیا پیلتن نے اٹھا

پٹک کر زمین پر اسے پھر وہین
سر سینہ بیٹھا وہ از روے کین

ذرا راست کرنے لگے اپنا دم
ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم

تہمتن بھی دل مین یہ کہنے لگا
کہ اس قدرت و قوت و زور کا

نہ زنہار دیکھا دہا مین شر
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر

پھر اتنے مین سہراب نے یون کہا
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما

بہم دو ہین لیکر کمان و خدنگ
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ

ہوئے دم مین ترکش تہی سر بسر
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر

پکڑ کر کمر ہمدگر بعد ازان
لگے زور کرنے وہ دونون جوان

کیا پہلے رستم نے زور اسقدر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر

تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
ولیکن نہ سہراب زین سے ہلا

کیا زور اسنے بھی ہر چند پر
نہ ہرگز ہلا رستم نامور

اسے چھوڑ سہراب نے بس وہین
لیا ہاتھ مین گرز از روے کین

جو مارا تہمتن کے بالاے سر
تو رنجہ ہوا رستم نامور

یہ سنکر لگا کہنے سہراب پھر
کہ ہے جنگ کی تجھ مین کچھ تاب پھر

تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
قریب آگیا ای جوان وقت شام

تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
ترے ساتھ پھر آکے ہون رزمخواہ

وہ سہراب پھر لیکے گرز گران
سو لشکر شاہ آیا دوان

تہمتن ادھر کھینچکر تیغ کین
شتابان ہوا سوے ترکان چین

کہون کیا کہ اک دم مین یان اور وان
ہزارون ہوے قتل پیر و جوان

یہ رستم کے پھر دل مین آیا وہین
مبادا کہ سہراب از روے کین

کہین شاہ سے جاتے ہو رزمجو
وہ غیرت سے ضائع کرے آپکو

شتابی نگاور کی موڑی عنان
کہا آکے سہراب سے یون کہ ہان

تو جنگ دلیرانسے واقف نہین
عبث ہے یہ بیباکی و بغض و کین

ذرا صبر کر شب کو آج ای جوان
سحر تو ہے اور میرا گرز گران

سوا اسکے گر اب ہے خواہان جنگ
تو پھر ہو مقابل مرے بیدرنگ

اسے بھی نہ تھی رزم کی تاب پھر
گیا اپنے لشکر مین سہراب پھر

وہانسے وہ سہراب جسدم گیا
سراپردے مین اپنے رستم گیا

تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال
بڑا ہی دلاور ہے یہ خرد سال

تن اسکا ہے آہن سے بھی سخت تر
موثر نہین جسپہ تیغ و تبر

اثر اسپہ کرتا نہین زینہار
مرا زور بازو دم کارزار

تسلی اسے دیکے شہ نے کہا
کریگا ظفریاب تجھکو خدا

شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
زوارہ سے جاکر کہا یہ سخن

کہ سہراب ہر چند ہے خرد سال
ولے اسکو ہے زور و قوت کمال

خدا جانے کیا پیش آوے سحر
زہے بخت گر ہمقرین ہو ظفر

مبادا اگر کشتہ ہون وقت رزم
تو پھر رزم کا اس سے کیجیو نہ عزم

سمے زال لشکر کو لے جائیو
خیال اور دل مین نہ کچھ لائیو

تو مان باپ سے جاکے کہیو یہی
ہوا وہ جو کچھ چاہے تقدیر تھی

عبث زاری آہ و سوز و بکا
بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا

زوارہ سے جب کہہ چکا یہ سخن
لگا کرنے گریہ یل پیلتن

کہا کرکے زاری کہ ای کردگار
ترے ہون کرم کا مین امیدوار

تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب
بد اندیش مغلوب ہووے شتاب

ادھر پیلتن کا یہ احوال تھا
ادھر جاکے سہراب جنگ آزما

یہ ہومان سے بولا کہ ای نیک مرد
عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد

قوی بازو و سخت چنگال ہے
بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے

وہ پاتا ہون اسمین سراپا نشان
مری مان نے جو کچھ کیا تھا بیان

گمان ہے مجھے یہ مرا ہے پدر
جہان پہلوان رستم نامور

یہ سہراب کو اسنے پاسخ دیا
کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا

تہمتن کے ہمشکل ہے یہ جوان
نگاور کی صورت بھی ہے رخش ہان

ولیکن یہ رستم نہین زینہار
یقین جان تو ای یل نامدار

وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

## جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن
تو سہراب اور رستم پیلتن

پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار
گئے سوے میدان پئے کارزار

ولے نرم سہراب کا دل ہوا
سوے الفت و مہر مائل ہوا

تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو
کہا دو ہین ہنسکر کہ ای تندخو

تڑپتا تھا سہراب بسمل اُدھر
ادھر رستم گرد تھا نوحہ گر

جو دیکھا کہ رخش یل نارا
کھڑا ہی بہت دیر سے بے سوار

تو سمجھے یہی دلمین پیر و جوان
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان

وہین اُڑ گئے یکقلم سب کے ہوش
اُٹھا ایک لشکر مین شور و خروش

گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان

کیا حکم شہ نے کہ ایک بارگی
اُدھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی

سوے رزم گہ جا کے لاؤ خبر
مبادا ہوا کشتہ رستم اگر

تو کیجائے تدبیر کچھ اور یان
کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان

جو سہراب سے ہووے پھر کینہ خواہ
نہین تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ

سواران لشکر گئے جب اُدھر
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر

کرے ہی فغان اور بیتاب ہے
تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہے

یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان
لگا زخم کاری ہوئے ناتوان

اُٹھا کر سر رستم نامور
لگے پوچھنے سب کہ کیا ہی خبر

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
لگا کہنے یون رستم پیلتن

ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
رہیگا قیامت تلک یاد غم

مرے رو و سر پر پڑی ہاے خاک
پسر کو کیا مین نے ناحق ہلاک

یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا
کہ تن سے کرے اپنے سر کو جدا

پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ
لگے رونے گردان فرخ صفات

زوارہ نے پارہ گریبان کیا
غم و درد سے شور و فغان کیا

کہا پھر یہ سہراب سے کیا ہی حال
وہ بولا کہ ہی درد مجھ کو کمال

جگر پر مرے زخم کاری لگا
نہین کچھ بھروسا ہی اب زیست کا

یل پیلتن کے سراپا نشان
مری مان نے مجھ سے کیے تھے عیان

ہجیر سیہ بخت سے بارہا
جو پوچھا تو پوشیدہ اُسنے کیا

مجھے نام رستم بتایا نہین
رکھا ہاے غافل جتایا نہین

مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
تو پرسان حال اس سے ہر دم ہوا

رکھا اُسنے بھی نام اپنا نہان
کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان

کوئی کیا کرے کس کا ہی اختیار
نہین چارہ تقدیر سے زینہار

پسر کی اجل باپ کے ہات تھی
ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی

یہ احوال سنکر ہوے نوحہ گر
زوارہ اِدھر اور رستم اُدھر

لگے کوٹنے سینہ و سر وہان
کیا دیدۂ تر سے دریا روان

یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
کسی کو نہین اس جہان مین بقا

نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
ذرا صبر کو دلمین اب راہ دو

بحل تمکو مین نے کیا اپنا خون
ولے التماس ایک رکھتا یہ ہون

کہ زنہار اب رستم ارجمند
نہ پہونچاوے لشکر کو میرے گزند

نہ ہو جا کے ترکون سے پھر کینہ خواہ
نہ کھینچے سوے ملک توران سپاہ

کہ مولد مرا ملک توران ہے
مری جاے بازی وہ میدان ہے

اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر
مراعات کرتا مین شام و سحر

پدر بعد میرے مدارا کرے
تلطف مدام آشکارا کرے

جگر خستہ نے جو کہ اُسدم کہا
تہمتن نے اُسکو پذیرا کیا

کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
کہ جا کر حضور شہ نامجو

جو ہی خاص تر نوشدارو وہ لا
مگر اُس سے چارہ ہو سہراب کا

وہین آکے پیش شہ نامدار
ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار

لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہان
مہیا ہی وہ نوشدارو یہان

کہ جس سے ہو سہراب پھر تندرست
توانا و زور آور و چاق و چست

پر اے پیر مرد خجستہ صفات
ہی کچھ یاد رستم کی اُس دن کی بات

کہ کیا کیا مجھے نا ملائم کہا
زبان پر جو آیا وہ اُسدم کہا

کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
رہ و رسم دی ہاتھ سے اُسنے سب

سخنہاے دشوار کہکر گیا
اسے قید کوئی نہ یان کر سکا

سوا اُسکے سہراب کی گفتگو
سنی خوب تو نے وہ واقف ہے تو

سمجھ اپنے دلمین کہ فہمیدہ ہی
جہان مین تو مرد جہاندیدہ ہی

کہے تھا وہ مردم سے ہر دم یہی
کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی

جب ایسے دلاور ہون دو پہلوان
رہے پھر یہ اورنگ و افسر کہان

سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
گیا پھر وہ پیش یل پیلتن

کہا یون کہ خوے بد شہریار
بیان کیا کرون تجھپہ ہی آشکار

تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
گیا آپ پیش شہ ارجمند

محل مین تھا اُسدم شہ نامور
برآمد ہوا جب یہ پہونچی خبر

کہ سہراب کا کام آخر ہوا
نشان مٹ گیا نام آخر ہوا

ہوا اُسکے رستم پیادہ روان
گیا نعش پر اُسکی زاری کنان

یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما
جو پھر اُٹھ کھڑا ہو تعجب ہو کیا
غرض کھینچ کر خنجر آبدار
کیا سینہ و دل کو اُسکے نگار

وہ خستہ جگر کھینچ کر ایک آہ
یہ بولا کہ تھے بخت میرے سیاہ
یہان مین جو آیا تو یہ بھی مراد
کہ دیدار سے باپ کے ہونگین شاد

تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
ملک عیسم جان واصل ہوئی
جو دریا مین اب مجھ کو دے گا مکین
دیا جائے بالائے چرخ برین

مرا باپ تجکو نہ چھوڑیگا دان
کریگا ہلاک آن کر ای جوان
کہا نام کیا اُسنے تب یون کہا
کہ ہی نام رستم مرے باپ کا

جب اُس خستہ تن نے سُنا یہ سخن
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
پڑا ہو کے بیہوش بر خاک پر
جب آیا ذرا ہوش تب نار کر

لگا کہنے اُس سے یہ گریہ کنان
کہ مین ہی سیہ بخت رستم ہون آہ
جہان جسکی آنکھون مین ہو دیسیاہ

یہ سُہراب نے سُنکے پاسخ دیا
کہ صد حیف اے گرد کشور کشا
ولے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا

نشانی تو دیکھا اب رہ کر کے وا
کہ مہرہ ہی بازو پہ میرے بندھا
کہ کھولون ذرہ اور دکھاؤن تجھے

وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کر کے وا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ

پسر کو کسی نے بھی مارا نہین
یہ بولا جو رہبر کرے کہین
رہونگا گرفتار رنج و الم

یہی مصلحت ہو کہ ہونین ہلاک
دھچوڑیگا زنہار مجھکو یہ غم
نہین جا پرہ زنہار پیش قضا

عدم سے جو پھرنا ہو سہراب کا | تو کر رستم و زال کا سر جُدا
غرض خوب سمجھا کے وہ نامور | گیا لے کے تہمینہ کو اپنے گھر

## رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضائے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بہ حق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار | بہم وان لگے رہنے لیل و نہار
ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر | ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
قوی بازو و گلرخ و لالہ فام | تہمتن نے رکھا فرامرز نام
سپرد ایک دایہ کو وہ مین کیا | لگا پرورش پانے وہ مہ لقا
وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین مدام | تصور تھا سہراب کا صبح و شام
دل اُسکا تھا نالان مژہ خونچکان | گہے آہ کرتی تھی گاہے فغان
پس از مرگ سہراب وہ مہ جمال | رہی زندہ با رنج و غم ایکسال
نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار | وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار
یہ قصہ تو مین کر چکا سب بیان | سیاوش کی آگے سنو داستان

## داستان تولد شدن ملکزادۂ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برائے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشۂ خرم و دل دلکشا | کہ نزدیک دریائے جیحون کے تھا
گئے ایکدن وان برائے شکار | بہم طوس اور گیو جنگی سوار
پڑی ناگہان ملک دختر نظر | پری پیکر و مہوش و سیمبر
لباس اور زیور تھا شاہانہ سب | کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب
یہ پوچھا جوانون نے ای مہ لقا | تو ہی کون تیری حقیقت ہی کیا
بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی | کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی
کہ گرشیوز اُسکا جہان مین ہے نام | وہ نسل فریدون سے ہے ذوالکرام
مجھے چاہتے تھے بہت تاجور | ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر
کہ توران زمین کا جو ہی بادشاہ | پشنگ دلاور خداوند جاہ
مرا باندھے ساتھ اُسکے عقد نکاح | نہ زنہار بھائی مجھے یہ صلاح
کہ مین نے سنا زشت خو ہی پشنگ | نہ کچھ زشت خو زشت رو ہی پشنگ
کیا مجھسے جب ذکر اس بات کا | تو بس صاف انکار مین نے کیا
خفا ہو کے تب شہ نے مارا مجھے | نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے
نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار | شتابی سے لی مین نے راہ فرار
گذر آب جیحون سے آئی ادھر | کیا اسپ پر ماندگی نے اثر
غرض جبکہ رفتار سے رہ گیا | تو پھر راہ مین چھوڑ اسکو دیا
پیادہ ہوئی چند فرسخ روان | ہوئی آکے اس دشت مین اب نہان
وہ دونون جوان اُسپہ مائل ہوے | خدنگ نگہ کے وہ گھائل ہوے
ہوے خواستگار بت سیمبر | لگے کرنے پرخاش باہمدگر
بہم بعد پرخاش پایا قرار | کہ لے چلئے پیش شہ نامدار
جسے حکم دے خسرو نامجو | وہ لے شوق سے اس پری چہرہ کو
گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ | ہوا شاہ دیوانۂ رشک ماہ
کسی کو نہ زنہار شہ نے دیا | پری چہرہ کو پاس اپنے رکھا
بندھا عقد باہم بآئین دین | ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین
گئے نو مہینے جب اُسپر گذر | تو پیدا ہوا پور رشک قمر
نظر کر کے طالع مین شہزادہ کے | منجم شہنشہ سے کہنے لگے
کہ ای شاہ اُسکے پریشان ہین بخت | ہوا سن کے غمگین خداوند تخت
سیاوش رکھا نام شہزادہ کا | وہین پرورش پھر وہ پانے لگا

فغان کرکے کہتا تھا یہ مبہم — مرے ہاتھ واجب ہین کرنے قلم — جگر گوشہ کو اپنے میرے سیوا — جہانمین بھلا قتل کس نے کیا
سنے جبکہ مان اُسکی تب کیا کہے — جو کچھ وہ کہے سو نہ بیجا کہے — غرض کہکے تابوت مین نیشکو — گیا سوے خیمہ یل نام جو
وہ خیمہ اور اسباب تھا جسقدر — جلاکر کیا خاک پھر سر بسر — ہوے اُسکے ماتم مین پیر و جوان — خروشان و گریان و نالہ کنان
گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس — جو دیکھا تو وہ ہے بہت بیحواس — کہا سخت یہ ماتم ہے اور قہر درد — ولے کچھ نہین چارہ انکیمرد
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر — کوئی دیر جاوے کوئی زود تر — سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہو — شکیبائی و صبر در کار ہے
کیا عرض رستم نے اتنا تمام — ہوا اسو ہوا کچھ نہین اختیار — ولے یہ وصیت ہے سہراب کی — کہ تر کون پہ کیجو نہ لشکر کشی
یہی عرض کرتا ہون اب بار بار — یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار — کہ ہون کی حرمت رکھو تم نگاہ — نہووے پراگندہ اسکی سپاہ
کر رخصت اُسکو بعز و وقار — یہ سُن کر لگا کہنے یون شہریار — ہوا اب جو تجکو یہ رنج و الم — تو میرے بھی دلکو ہوا درد و غم
بد پیرا کیا مین نے تیرا سخن — مجھے پاس خاطر ہے اے پہلوتن — کرین مجھ سے گو ترک سرکشی — کرون مین نہ زنہار لشکر کشی
زواره سے رستم نے پھر یون کہا — کہ جیحون تلک ساتھ ہو مان کے جا — زواره گیا ساتھ جیحون کے — گیا آب جیحون سے ہو مان گذر

## معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سو تخت گاہ — روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ — یل نامور رستم پہلوان — گیا ہو کے رخصت سو سیستان
غرض لیکے تابوت سہراب کا — پراگندہ دل شہر مین جب گیا — سیہ پوش ہو نوجوان و جوان — ہوا ساتھ تابوت کے وہ روان
خروشان و گریان گئے گھر تلک — قیامت تھی برپا بر زیر فلک — وہ رودابۂ رستم کی ماں اسقدر — ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر
کہ برپا وہان شور محشر ہوا — غضب ایک رو سے زمین پر ہوا — کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک — دل سیر و بیتاب ہوا درد ناک
گئی جب یہ سوے سمنگان خبر — تو تہمینہ کو غم ہوا اس قدر — کہ آتش دہن مین کرکے افروختہ — گری آگ مین بادل سوختہ
لیا کھینچ مردم نے پھر دوڑکر — ولیکن جلے سر بسر سوے سر — تن نازنین بھی ہوا داغ داغ — جہان اُسکی نظر مین تھا پیچراغ
لگی باپ سے کہنے اے نامجو — کیا قتل رستم نے سہراب کو — سو سیستان کھینچ جلدی سپاہ — تہمتن سے چلکر تو ہو کینہ خواہ
کہا اُسنے اے دختر نازنین — سپہ اپنی رستم کے سر نہین — تو پھر دلمین کھا کر بہت پیچ و تاب — دیا شاہ نے جب یہ سے یہ جواب
گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ — سو سیستان با دل کینہ خواہ — قریب آن کر اُسنے اک پہلوان — روانہ کیا اور کہا یون کہ جان
تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن — کہ تہمینہ آ پہونچی اے پہلوتن — وہ لائی ہے ساتھ اپنے فوج گران — دلیران و گردان جنگ آوران
سکھے ہے یہی دلمین اب عزم جزم — کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم — سُنا تھا جو اُسنے وہ یکسر کہا — یہ سُن کر سر اسیمہ رستم ہوا
پشیمان بہت دلمین اُسدم ہوا — فرستادہ پیش تہمتن گیا — گیا سوے تہمینہ وہ نام جو
سراپردہ مین اُسکے پہونچے جب — دہن بستہ نے زال و رودابہ کو — نکل آئی تہمینہ پردہ سے تب — بغلگیر و دہن ہوے ہمدگر
کہا زال نے سوے خانہ چلو — شبستان کو رشک گلستان کرو — مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب — مرے دلکو رستم سے پہونچا ہے درد
گیا پیش تہمینہ جب پہلوان — کیا جسنے یون اپنے گھر کو خراب — کیا کشتہ کیون تونے فرزند کو
پکڑ ہاتھ اسکا لیا زال نے — تو کھینچ اُسنے پھر خنجر جانستان — کہ یہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم — کرے غرق خون اُسکو بیدرد و غم
یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے — کہ تقدیر پر کچھ نہین اختیار — نہین چارہ پیش قضا زینہار

کیا اُسکو رخصت بلطف و طرب
کہا پھر یہ کاؤس سے وقت شب

کہ دختر کو میری پذیرا کیا
ملک زادۂ نامور نے شہا

ہوا شاد و خرم شہ ذوالکرام
دیا اُسکو اسباب شادی تمام

سیاوش کو پھر اُسنے روز دگر
یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور

زر و گوہر و نعمت بیکران
ترے واسطے شہ سے لائی یہان

سوا اُسکے اسباب شادی جدا
تکلف سے مین نے مہیا کیا

یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
تجھے دونگی اب آن کے مین بیاہ

نہ آیا وہ شہزادۂ کامگار
گئی پھر حضور شہ نامدار

کہا جاکے اے شاہ روے زمین
سیاوش مرے پاس آتا نہین

شہنشہ نے اُسکو تقید کیا
ملکزادہ ناچار پھر وان گیا

وہ لائی زبان پر سخنہاے دوش
کہا کچھ نہین عشق مین تیرے ہوش

جوانی پہ میری ذرا کر نگاہ
نہ منھ موڑ زنہار اے رشک ماہ

تو ہمخواب ہو مجھ سے دلشاد کر
مجھے بند سے غم کے آزاد کر

یہ سُن کر لگا کہنے وہ نامدار
توقع یہ مجھ سے نہ رکھ زینہار

تو ہے بانو شاہ کشور کشا
بھلا کس طرح مجھ سے ہو کچھ خطا

یہ کہتا ہون مین تجھ سے اب صاف صاف
کہ اس کام سے رکھ مجھے تو معاف

کیا شاہزادہ نے انکار جب
وہ سودابۂ فتنہ انگیز تب

اُٹھی تخت سے ہو کے پھر خشمگین
سیاوش کے دامن کو پکڑا وہین

سیاوش وہان سے شتابان ہوا
وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا

لگی کہنے سودابہ کر کے فغان
بلا کیا ترے سر پہ لاتی ہون یان

غرض فتنہ اک اُسنے برپا کیا
کہ اکبارگی شور و غوغا کیا

کیا پارہ پارہ گریبان کو
کیا چاک چاک اپنے دامان کو

خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
پریشان کی اپنی زلف دوتا

کنیزین بھی اُسکے اشارہ سے سب
لگین کرنے غوغا و شور و شغب

یہ سُن کر گیا خسرو نامور
یہ احوال سودابہ کا دیکھ کر

لگا پوچھنے کہہ حقیقت ہے کیا
رہ مکر سے اُسنے ظاہر کیا

کہ شاہا سیاوش نے یان آن کے
پچھاڑا مجھے زور سر پنجہ سے

کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
کرے میرے دامان عصمت کو چاک

بدشواری اُس سے ہوئی مین رہا
مرا پاک عصیان سے دامان رہا

سُنا جب یہ قصہ ہوا پر غضب
سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب

کہا یون کہ اب راز کر آشکار
نہ کہنا بجز راستی زینہار

کیا اُسنے احوال سارا بیان
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان

یہ بولی وہ سودابۂ حیلہ گر
کہ باطل ہے گفتار یہ سر بسر

لگا سونگھنے اُسکے ملبوس کو
شہ نامور خسرو نامجو

معطر تھی پوشاک سودابہ کی
سیاوش کا جامہ تھا بوسے تہی

ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
کیا خوار اُس حیلہ گر کو وہین

اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
کرے سر کو اُسکے جدا بیدریغ

ولیکن یہ اندیشہ دل مین کیا
کہ پر زور ہے باپ سودابہ کا

مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
خلل ملک مین لائے وہ بدنہاد

سوا اسکے تھا مبتلا اُسکا شاہ
کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ

شبستان مین اُسکے کوئی نازنین
نہ تھی مثل سودابۂ مہ جبین

بہت خرد تھے اُسکے فرزند بھی
غرض اسلیے درگذر اُس سے کی

یہ سودابہ سے شاہ نے پھر کہا
سیاوش کو دیکھا تو ہے بے خطا

تو خاموش ہو راز کو کر نہان
نہ ہو خوار عالم مین کر کے فغان

نہ سمجھی ولے دل مین وہ حیلہ ساز
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز

یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
سیاوش کو پہونچا عقوبت شہا

ولے بات اُسکی شہ نامدار
پذیرا نہ کرتا تھا کچھ زینہار

اُسی فکر مین تھی وہ بے ترس و باک
کسی حیلہ سے اُسکو کیجے ہلاک

ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن
ہوئی خوش اُسے سُنکے وہ حیلہ فن

لگی کہنے پھر اُس سے وہ کینہ جو
کہ اس حمل کا کر دے اسقاط تو

حضور اپنے کر کے طلب زود تر
کیا شاد دیکے اُسے سیم و زر

کنیزون کو میری ہو اُسدم خبر
کرین تاکہ غوغا وہ سب سر بسر

شہنشاہ کاؤس پرسان ہو جب
سیاوش کا تو لیجیو نام تب

بہم دونون سوتے تھے اک رات کو
وہ سودابہ اور خسرو نامجو

کنیزین یکایک خروشان ہوئین
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین

ہوا سُن کے بیداد فرمانروا
یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا

کنیزون کے کاؤس سے یہ کہا
فلانی حرم ہے جو تیری شہا

ہوے اُس سے بیداد و مردہ پسر
کہا شہ نے لا کہ انھین زود تر

ولیکن دل شاہ تھا پُر ملال
نہ تھا تربیت کا کچھ اُسکی خیال

کہین اُن دنون رستم آیا وہان
لگا کہنے ای خسرو خسروان

اسے زابلستان مین لیجاؤنمین
ہنرہاے شاہانہ سکھلاؤنمین

کیا شاہ نے دو ہین اُسکو سپرد
غرض لیگیا زابلستان مین گرد

ہنر پرور ان کے حوالے کیا
ہوے پھر وہ مصروف صبح و مسا

طریق نبرد و شکار و ادب
ہنرہاے شاہانہ سکھلاے سب

سیاوش جہان مین ہوا بے نظیر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر

سیاوش نے رستم کو پھر ایکروز
کہا یون کہ ای رستم نیک روز

مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر
کہ حاصل کرون پائبوس پدر

یہ سُن کر مہیا کر اسباب جاہ
زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ

کیا عرض شہزادے سے یون کہ اب
روان ہو جئے با نشاط و طرب

وہ بولا کہ تجھ بن نہین جاؤنگا
تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

## باریاب شدن سیاوش بہ حضور پدر بہ معیت رستم و پیشوا رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بھی
حضور شہنشاہ با صد خوشی

اُسے لیگئے پیشوا آکے سب
ہوا دیکھ کر شہ قرین طرب

بہت لطف مصروف اسپر کیا
سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا

ہنر پر جب اُسکے ہوئی آگہی
تو رستم کو بھی آفرین خوب کی

حضور اپنے پھر شہ نے تا ہفت سال
رکھا اُسکو مشغول کسب و کمال

یہ دل چاہے تھا پھر شہ دہر کا
کہ ملک اُسکو دے ماوراء النہر کا

بجاہ و حشم ہوکے یان سے روان
سیاوش کرے حکمرانی وہان

کہ اتنے مین سودابہ مہ جبین
جہاندار کی زوجۂ اولین

یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے
کہ ای شاہ یہ آرزو ہے مجھے

سیاوش کو اک دختر خواندہ دون
اسے کتخدا ساتھ اُسکے کرون

جہاندار بولا کہ بہتر ہے پر
سیاوش کو راضی کر ای سیمبر

طلب اُسنے شہزادہ کو جب کیا
تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا

سیاوش پہ عاشق تھی وہ مہ جبین
سیاوش گیا جب تو اُسنے وہین

پکڑ تنگ آغوش مین شوق سے
لیے اُسکے بوسے کئی ذوق سے

ہوئی گرم مہر اُس سے جب وہ پری
وہ سمجھا کہ ہے اُلفت مادری

کئی دختر خواندہ زہرہ جبین
کہ سب نسل سے بادشاہونکے تھین

انھین وان طلب کرکے با صد خوشی
سیاوش سے سودابہ کہنے لگی

ہوا موبدان سے یہ مجکو عیان
ترے تخم سے اک پسر ای جوان

خداوند ہو تخت و دیہیم کا
شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا

یہ سُن کر تمنا ہوئی یہ مجھے
کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے

یہ دختر جو حاضر ہین تیرے حضور
کہ ہین حسن مین رشک غلمان و حور

تو انمین سے گر ایک کو اب قبول
تمنائے دل تا کہ ہووے حصول

رہا سُن کے خاموش وہ نامدار
نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار

کیا یہ بھی اندیشہ دلمین وہین
کہ یہ مان حقیقی مری کچھ نہین

یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے
تعجب نہین گر عداوت کرے

سوا اُسکے کہتے ہین سب سحر ساز
حذر اس سے بہتر ہے اور احتراز

وہ کہتی تھی ٹک کھول اپنی زبان
یہ دل تنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان

وہ سمجھی کہ ہے اُسکو شرم و حجاب
جو دیتا نہین بات کا کچھ جواب

کیا سبکو رخصت اکیلی رہی
سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی

ہوئی منقضی مدت ہفت سال
کہ عاشق ہون مین تجھپہ ای مہ جمال

تو بر لا شتابی سے اب کام دل
کہ تا مجکو حاصل ہو آرام دل

تجھے بعد کاؤس کشورستان
کرونگی مین فرمانروائے جہان

سپاہ جہاندار کاؤس کے
سراسر مرے تابع حکم ہے

فریب اُسنے ہر چند اُسکو دیے
لب اپنے نہ شہزادہ نے وا کئے

جھکائے ہوے سر کو وہ نامدار
یہ چاہے تھا لے وان سے راہ فرار

اُٹھا جب تو سودابہ نے بیدرنگ
لیا بوسہ پھر کھینچکر بر مین تنگ

یہ سوچا ملک زادۂ نامور
کہ تندی و سختی کرون کچھ اگر

مبادا غضبناک ہو جائے یہ
بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ

نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد
بناچار بولا یہ فرخ نہاد

پئے عقد دختر جو تونے کہا
یہ البتہ مین نے پذیرا کیا

ولیکن نہ رکھ اور کچھ آرزو
ادب ہے ترا مجکو مادر ہے تو

سیاوش نے یہ بات جسدم کہی
تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی

حمایت تو کرتا ہی بیٹے کی اب — ستم ہی ستم ہی غضب ہی غضب — کیا اور کرتا ہی مجھ کو خراب — یہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب
کہا یون کہ مرتی ہون مین کھاکے زہر — ہوا اسکے ناچار رب شاہ دہر — یہ ٹھہرا کہ شہزادۂ نامدار — گرے آگ کے درمیان بیکبار
اگر ہے گنہگار جل جائیگا — وگرنہ کچھ ایذا نہ وہ پائے گا — ہوئی آتش افروختہ جب دہان — لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان
خطر کیا ہی ای شاہ فرخ خصال — نہین راستی کو ہی ہرگز زوال — خدا ہی نگہبان مرا ہر زمان — کہ ہی واقف آشکار و نہان
خداوند غفار کو یاد کر — نہ پہونچا اُسے کچھ ضرر زینہار — سلامت وہ نکلا پھر انجام کار
سیاوش کو شہنے بغل مین لیا — ہوا سخت سوزاں یہ خشمناک — کہا یون کہ کرتا ہون تجکو ہلاک
لیکن شفاعت سیاوش نے کی — سر خون سے گذرا شہ دین پناہ — غرض اُسپہ کی مرحمت کی نگاہ

## داستان رفتن ملکزادۂ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودا یہ از بسکہ بدکیش تھی — سیاوش کی ناحق بد اندیش تھی — ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا — یہ تدبیر تھی اُسکو صبح و مسا
خطرناک رہتا تھا وہ نامدار — دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار — کہ یا حضرت یزدان ذوالجلال — شتابی کہین یان سے مجھکو نکال
یہ پہونچی خبر ان دنون ناگہان — کہ توران سے با لشکر بیکران — ادھر پھر ہوا عازم افراسیاب — یہ سن کر جہاندار عالی جناب
ہوا خشمناک اور کہنے لگا — بداندیش ترکان نخوت شعار — نہین عہد و پیمان پر استوار
کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ جو — یہ کہتے ہین دلمین خیال تباہ — کرون انکو آوارۂ دشت و خوار
سیاوش نے کاؤس سے یون کہا — کہ اے شاہ شاہان کشور کشا — مجھے بھیجیے سوے افراسیاب — کرون جاکے اُسکو تباہ و خراب
کہا شہ نے تجکو کہان ہے تیاب — جو ٹھہرے ذرا پیش افراسیاب — قوی جنگ مین اُسکے سب پہلوان
میخصود تھا اُسکو اس بات سے — کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے — بداندیش سے جاکے ہون زینہار
وہ بولا کہ اُس سے نہ کمتر ہون مین — ہنر اور قوت مین ہمسر ہون مین — یہ لشکر بھی اپنا ہی خنگ آزما — سد افوج توران پہ غالب ہا
حضور شہنشاہ جوہر شناس — کیا پھر تہمتن نے یہ التماس — مجھے کیجیے رخصت ای شہریار
کرین آپ تکلیف ہرگز نہ اب — زمین شاہ مصروف عیش و طرب — پے جنگ ترکان نخوت نشان
انھین الغرض دیکے ساماں جنگ — روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ — وا ہی سے پہونچا در بلخ پر
وہان پر جو تھا حکمران زیان — سوآیا پے کینہ خواہی دوان — تو بر اُسنے لی وہین راہ گریز
نہ ہرگز رہی طاقت کارزار — ہوا جاکے محصور انجام کار — سپہ لیکے داماد افراسیاب
دلاور تھا گرشیوز سا کا نام — ہوا دیکھ کر تازیان شادکام — ہوے شاہزادہ سے خواہان جنگ
رہا خوب دو روز تک کشت و خون — کیا فوج ایران نے انکو زبون — تو ناچار گرشیوز و تازیان
گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب — گئے خستہ دل پیش افراسیاب — یہ شہزادہ نے پھر ارادہ کیا
لہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر — گذر آب جیحون سے باکر و فر — کرے اُسکے لشکر کو یکسر تباہ
سران سپہ نے یہ اُس سے کہا — کہ جلدی کو مت کام فرما در ا — وہ کیجو لکھے جو تجھے شہریار
سیاوش نے مرقوم نامہ کیا — لکھا یہ کہ ای شاہ کشور کشا — ورا اپنا ہوا بلخ مین بند و بست

وہ رکھ طشت مین لیگئین پیش شاہ
لگا شاد حیرت سے کرنے نگاہ
جب اُس نے اُن سے پوچھا حقیقت سب کی
یہ کمبخت نے تب گذارش کیا

یہ بچے سیاوش کے ہین تخم سے
کہ سمجھو اب اُسنے کیا تھا مجھے
یہ سودابہ نے سُن کے شہ سے کہا
مری بات کا تجکو باور نہ تھا

وہ نعل دیکھا سیاوش کا اب
کہ کیا کام اُسنے کیا ہے غضب
شہنشاہِ خاموش حیران ہوا
بہت اپنے دلمین پشیمان ہوا

وہین اُٹھ کے فی الفور باہر گیا
طلب اہل تنجیم کو دان کیا
دکھائے اُنھین ہر دو مردہ پسر
کہا اُنکے طالع مین کر کے نظر

یہ ظاہر کرو کس کے ہین تخم سے
خبر راز پنہان کے اب دو مجھے
وہین طالع و بخت کو دیکھ کر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر

کہا بعد یک ہفتہ اے شہریار
یہ تخم کیان سے نہین نامدار
عیان سر بسر پیش شاہ زمن
کیا راز پنہان ناپاک زن

جو اخترشناسون نے ظاہر کیا
وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس
تمھین سے ڈرتے ہین اخترشناس
نہین راست گفتار یہ زنہار

سیاوش کو واجب ہے دینی سزا
سزاوار ہے قتل اہل خطا
رہا سُن کے خاموش کاؤس شاہ
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بے گناہ

بدانديش از بسکہ سودابہ تھی
شہ نامور سے یہ کہنے لگی

کہ تیرا معاون ہی پروردگار
ظفرمند ہوگا تو ای شہریار

بتر ہوگی افواج افراسیاب
وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب

حضور شہنشہ جو رستم گیا
کیا ماجرا سب بیان صلح کا

لگا کہنے تب بادشاہ جہان
نہین صلح منظور ای پہلوان

یہ پھر رستم پہلوان نے کہا
کہ ہی جنگ سے صلح بہتر شہا

کہا شہ نے تم عذر کرتے ہو گر
تو مین اور کو بھیجتا ہون اُدھر

تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا
کہ حاضر رہونگا مین یان خسروا

روانہ کیا طوس کو پھر شتاب
جہاندار نے سوے افراسیاب

کہا کچھ تامل توقف درنگ
نہ کیجیو ذرا ہو جیو گرم جنگ

سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا
کہ تورانیون کو تو یان لیکے آ

## آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بہ تعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بشاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب
ہوا دل پریشان و آزردہ تب

سران سپہ کو بلا کر کہا
کہو سوچکر مصلحت اب ہے کیا

دیا سب نے پاسخ کہ بہتر یہ ہے
کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے

وہ بولا کہ خویشان افراسیاب
جو وان جاوین تو شاہ عالیجناب

کرے قتل ہر اک کو ہی یہ یقین
کہ دلمین بھرا اسکے ہی بغض و کین

مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار
نکوئی کریگا یہان زینہار

سوا اسکے سودابہ ہی کینہ جو
مری دشمن جان ہی وہ زشت خو

خدا جانے کیا ظالم نابکار
مرے سر پہ لاوے بلا ابکی بار

نظر آوے جب یہ گزند و ضرر
تو پھر جاؤن کیونکر حضور پدر

یہ دلمین ہے یان چھوڑ کر سب سپاہ
سپہدار توران کی لون اب پناہ

یہ سنکر بہت ہو کے اندوہگین
یہ گودرز و بہرام بولے وہین

نہین مصلحت یہ قرین صواب
کہ بدخواہ تیرا ہی افراسیاب

سمجھ ای ملک زادہ نامجو
کہ ہرگز نہین اعتماد عدو

دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب

تو بہتر ہی اس سے کہ لیل و نہار
رہون مین حضور پدر خوار و زار

یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا
سو شاہ توران روانہ کیا

لکھا یون کہ ای خسرو نامور
مرا باپ راضی نہین صلح پر

عوض میرے بھیجا ادھر طوس کو
کہ ہو تم سے اب ان کے رزمجو

مرا عہد و پیمان ہے استوار
اگر سر بھی جائے تو ہان زینہار

نہ پھیرونمین سر عہد و پیمان سے گاہ
رکھون راہ و رسم مروت نگاہ

غرض کچھ نہین شاہ کاؤس سے
نہین ہی مجھے کام کچھ طوس سے

یہ ہی قصد اب زیر چرخ برین
کہین دور جا کر ہون مسکن گزین

نہ پہونچے جہان ہاتھ کاؤس کا
رہون امن سے وان مین صبح و مسا

بتا دیجئے کوئی ایسا مکان
کہ جا کر کرونمین اقامت وہان

تمھارے عزیزان و خویشان کو اب
کیا مین نے رخصت بعیش و طرب

گیا پڑھ کے حیرت مین افراسیاب
لکھا اسنے نامہ کا پھر یہ جواب

کہ مجکو سمجھ عہد و پیمان مین چست
ترے ساتھ ہی صلح میری درست

ولے وہ ہی کینہ ہی کاؤس سے
وہی جنگ و پرخاش ہے طوس سے

کہان طوس کو تاب ای نیک مرد
کہ ہو آن کر مجھ سے اب ہم نبرد

جو منظور رکھ کر تو پاس وفا
ہوا میری خاطر پدر سے جدا

تو مین نے کیا تجکو اپنا پسر
محبت کرون مین بطور پدر

کرون بلکہ فرمانبری روز و شب
تو آشوق سے یان بفرط طرب

جو تو چاہے تجکو وہ اقلیم دون
زر و گنج و اورنگ و دیہیم دون

تجھے بعد کاؤس بیدادگر
کرون ملک ایران کا مین تاجور

یہ نامہ پڑھا شاہزادہ نے جب
ہوا بند سے غم کے آزاد تب

وہین عزم توران مصمم کیا
اور اک نامہ کاؤس کو یون لکھا

کرون عرض کیا ہی یہ تجھپر عیان
کہ پہلے تو ای شاہ کشورستان

کیا متہم مجکو سودابہ نے
کیا پر غضب تجکو سودابہ نے

یہ چاہا کہ مجکو کرے تو ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

ستارہ شناسون نے جو کچھ کہا
وہ زنہار تو نے نہ باور کیا

کیا آخر آتش مین یہ خاکسار
ولیکن بالطاف پروردگار

سلامت رہا کچھ نہ پہونچا ضرر
کیا بلخ کو فتح یان آن کر

گزر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو | سپہدار تو ران سے ہون رزم جو | لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب | کہ ہو سخت پیکار افراسیاب
اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر | تو ہرگز اُدھر کا ارادہ نہ کر | سیاوش بفرمان شاہ جہان | ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

## آمدن گرشیوز داماد افراسیاب باہدایا نزد سیاوش بدرخواست و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار تو ران وہان | گئے جب وہ گرشیوز دتازیان | گذارش کیا اُسنے احوال جنگ | یہ سُنکر اُڑا اُسکے چہرہ کا رنگ
گیا خواب مین شب کو افراسیاب | تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب | ہوا ہول سے اُسکے گرم فغان | سُنا جب تو گرشیوز آیا وہان
یہ پوچھا کہ ای سرور نامور | سے تجھے خواب مین اب پڑا کیا نظر | جو بیدار گی تو خروشان ہوا | ہر السان ہوا دل پریشان ہوا
یہ کہنے لگا اُس سے افراسیاب | کہ اسوقت دیکھا ہی مین نے یہ خواب | کہ اک دشت مین سیکڑون سانپ ہین | مری فوج بھی ہو وہان اور مین
نمایان ہوا ابر مین ایک بار | ہوا رخ سے ایران کے آشکار | وہین بادصرصر ہویدا ہوئی | پھر اُسمین سے اک فوج پیدا ہوئی
کیا میرے لشکر کو اُسنے ہلاک | ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک | پکڑکر مجھے لے گئے مردمان | شہنشاہ کاؤس بھی تھا جہان
جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ | وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ | اُٹھا وہین اور کھینچکر اُسنے تیغ | کیا چاک پہلو مرا بے دریغ
ہوا دلمین از بسکہ اُسوقت درد | خروشان ہوا پھر مین از بیم مرد | کہ برعکس ہوتی ہو تعبیر خواب | گیا دل سے ہرگز نہ خوف و گزند
نہ دلمین ذرا خوف و اندیشہ کر | سیر تجھے ہوگی فتح و ظفر | کہ تھا دلمین ہر ایک کے خوف جان
طلب اُسنے دانشورون کو کیا | مفصل کہا ماجرا خواب کا | ہوے سُنکے خاموش دانشوران
وے ایکنے عہد و پیمان کیا | سپہدار تو ران سے پھر یون کہا | کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
دگرنہ خرابی پڑے ہے نظر | مبادا کہ ہو جائے نوع دگر | پند آئی گفتار اختر شناس
روان پھر کیا شہ نے داماد کو | سو بادشہ زادۂ نام جو | فقط نامہ اُسکے حوالے نہ تھا
گیا جبکہ گرشیوز نام جو | سیاوش اُٹھا وہین تعظیم کو | وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
سیاوش ہوا دیکھ کر شادمان | پھر اک بزم آراستہ کی وہان | ہوے محفل آراستہ عیش و طرب
اُٹھا وہین داماد افراسیاب | تہمتن نے سُنکر دیا یہ جواب | کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
ہوا آشتی خواہ افراسیاب | ہوا جائے سرگرم آرام و خواب | سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا
وے سخت مکار ہے بدنہاد | نہین اُسکے کچھ قول پر اعتماد | فرستادہ کو دیکھیے یہ جواب
جنھین ہم کہین وہ آوین یہان | برسم دگر یان ہین جاودان | تعلق ہین ایران کے جو کچھ کہ ہو
ہمین اس طرح صلح منظور ہی | دگرنہ رہ آشتی دور ہے | سحر کو جو گرشیوز آیا وہان
یہ احوال لکھ اُسنے قاصد شتاب | روانہ کیا پیش افراسیاب | کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول
بخارا و خوارزم اور چاچ بھی | سمرقند و سیحال کے تھے سبھی | عزیزان و خویشان و فرخ نہاد
تہمتن نے جسکا لیا نام تھا | روان پیش شہزادہ اُنکو کیا | دلیران و گردان عالی نژاد
لکھا صلح کا شہ کو احوال سب | گئے تحفے توران کے ارسال سب | تہمتن کو بھیجا سو شہریار
اُڑے ہول سے جسکے ہوش و حواس | بہت دلمین اُسکے ہی خوف و ہراس | کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر
سواے اُسکے اختر شناسون نے بھی | کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی

فرنگیش کی ان نے سونپا اُسے ۔۔۔ ہوا خواہ دختر کا سمجھا اُسے ۔۔۔ رہا شاہ جن جن شاہانہ وان ۔۔۔ بصد حشمت و جاہ و توقیر شان

کیا کتخدا رسم و آئین سے ۔۔۔ فرنگیش کو ساتھ شہزادے کے ۔۔۔ در و لعل و اسپان و فیلان و زر ۔۔۔ جہیز اُسکو وان سے ملا بیقدر

کہ جسکا نہین ہو سکے یان بیان ۔۔۔ سوا اسکے ہو کر بہت شادمان ۔۔۔ دیا شہ نے اُسکو دیار ختن ۔۔۔ کیا لطف سے شہریار ختن

سُنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر ۔۔۔ کہ وہ بادشہزادۂ نامور ۔۔۔ گیا بلخ سے پیش افراسیاب ۔۔۔ ہوا شاہ کے دلکو اک اضطراب

ہوا پیر کو جی جدائی کا درد ۔۔۔ کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد ۔۔۔ خفا ہو کے شہ سے سوے ستان ۔۔۔ روانہ ہوا رستم پہلوان

سپہدار توران سے یہ خاش کا ۔۔۔ ارادہ جو کاؤس کے دلمین تھا ۔۔۔ رکھا شہ نے موقوف اور طوس کو ۔۔۔ لکھا یون کہ پھر آ تو اے نام جو

## رفتن شاہزادۂ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا روانہ شدن طرف دریاے گنگ و تیار نمودن قلعۂ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز دائما دا افراسیاب و ورغلانیدنش افراسیاب را و کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملکزادۂ نام جو ۔۔۔ گیا سوے شہر ختن شادمان ۔۔۔ ہوا جبکہ رونق فزاے ختن ۔۔۔ مرخص سپہدار توران سے ہو

فرنگیش کو لیکے بافروشان ۔۔۔ کہ ہے وے جہان خوب آب و ہوا ۔۔۔ خبر دو کہ مسکن گزین جا کے ہون ۔۔۔ نہ ہرگز خوش آئی ہوا ے ختن

معین کئے آدمی جا بجا ۔۔۔ ملکزادہ کو آکے دی آگہی ۔۔۔ کہ ہو اک مکان مثل باغ جنان ۔۔۔ بآرام عیش و طرب واں ہون

ب گنگ اک جاے دلچسپ تھی ۔۔۔ حضور اُسکے تھا بہت چرخ بریں ۔۔۔ بنائے درون حصار بلند ۔۔۔ ملکزادہ نے کی سکونت وہان

بنایا وہان ایک حصن حصین ۔۔۔ بصد رنگ و ان جلوہ گر تھی بہا ۔۔۔ کیومرث و جمشید فرخ نہاد ۔۔۔ مکانہاے دلچسپ و خاطر پسند

ہر اک جا تھے انواع نقش و نگار ۔۔۔ پشنگ و سپہدار افراسیاب ۔۔۔ نریمان و سہم رستم و سام و زال ۔۔۔ فریدون منوچہر اور کیقباد

سپہدار کاؤس عالی جناب ۔۔۔ بنا ہر مکان غیرت گلستان ۔۔۔ سُنی شاہ توران نے جب یہ خبر ۔۔۔ یہ جتنے تھے گردان ذی حال

لکھی سکی صورت بخوبی وہان ۔۔۔ حضور ملکزادہ بے درد و رنج ۔۔۔ پری چہرہ گلشہر رشک چمن ۔۔۔ تو بھیجے وہان اور اہل ہنر

سوا اسکے بھیجا بہت مال و گنج ۔۔۔ گیا چھوڑ تھا باپکے گھر اُسے ۔۔۔ ہوا اُن دنون اُس سے پیدا پسر ۔۔۔ کرتھی حاملہ وقت عزم ختن

سیاوش ملکزادہ اسواسطے ۔۔۔ رکھا پھر خوشی سے فرود اُسکا نام ۔۔۔ وہین طفل کے ہاتھ کو زعفران ۔۔۔ کہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر

سپہدار توران ہوا شادکام ۔۔۔ تحائف بہت بھیجے اُسکے سوا ۔۔۔ گیاے کے گرشیوز نامدار ۔۔۔ لگا اور پنجہ کا اُسکے نشان

حضور سیاوش روانہ کیا ۔۔۔ یہ چاہے تھا کمبخت بیداد دین ۔۔۔ کہ شہزادہ رہوے نہ اس شان سے ۔۔۔ بحکم سپہدار توران دیار

سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض و کین ۔۔۔ بظاہر تھا مداح شہزادے کا ۔۔۔ گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب ۔۔۔ نکل جاے اقلیم توران سے

ولے کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا ۔۔۔ نہ آیا وہ در تک ولے پیشوا ۔۔۔ بزرگی و خردی کا آداب دان ۔۔۔ ہوا شاہزادہ قرین طرب

بہت ساتھ اُسکے مدارا کیا ۔۔۔ زیادہ ہوا درکین و حسد ۔۔۔ وہ رخصت ہونامہ کا لیکر جواب ۔۔۔ نہ لایا بجادہ ثریا نشان

تو پھر دلمین اُسکے ہوئی اور کد ۔۔۔ سیاوش سے غافل نہ ہو زینہار ۔۔۔ نہین وہ سیاوش جو تھا پیشتر ۔۔۔ گیا یاد سے جب منوچہر افراسیاب

تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار ۔۔۔ نہ کی میری تعظیم اُسنے ذرا ۔۔۔ فراہم بہت کی اب اُسنے سپاہ ۔۔۔ بیان کیا کرون اُسکا مین کروفر

داغ اُسکا نخوت سے بکسر بھرا ۔۔۔ وہ کھسے ہو دلمین خیال تباہ

سپہدار توران کو عاجز کیا
زر و افسر و ملک اُس سے لیا

بخوبی یہان آشتی ہی بہم
ولے تو نہ راضی ہوا ہی ستم

عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
توقع مجھے تجھ سے اب کچھ نہین

ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
سو خانۂ خصم لیتا ہون راہ

جو ہی سرنوشت اپنی وہ ہوئیگا
مٹے کب لکھا کلک تقدیر کا

وہ نامہ سو خسرو نامجو
روان کر چکا جب تو بہرام کو

طلب کر کے بولا وہ خورشید جاہ
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ

ترے اب حوالہ ہی طوس آوے جب
تو کر دیجیو اُسکو تفویض سب

یہ کہکر ملک زادۂ نامدار
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار

وہ دریاے جیحون سے گذرا شتاب
گیا الغرض سوے افراسیاب

بہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا

اُدھر شاہ اور شاہزادہ اِدھر
پیادہ ہوے دور سے دیکھ کر

کیا یکسر آراستہ شہر کو
بآئین دل خواہ و طرز نکو

در شہر سے تا در شہریار
ہوا سر پہ شہزادہ کے زر نثار

سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
تجھے دیکھ کر مین ہوا کامیاب

کیا تو نے توران کو گلستان
ہوئی تیرے آنیسے رونق یہان

سپہدار نے پھر بآئین نیک
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک

دف و بربط و شاہد و جام می
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شی

تواضع مدارا و تعظیم کی
برسم پسندیدہ تکریم کی

ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان
کہ مجھ سے مفخر ہی تو اے جوان

تو ہی نور پور شہ کیقباد
جوانمرد و دانا و فرخ نہاد

نکو رو و خوش خلق و پاکیزہ خو
حقائق شنو عاقل و راست گو

میسر تفاخر کا سامان ہوا
کہ تجھ سا ملکزادہ مہمان ہوا

سُنی جب یہ گفتار لطف و کرم
ہوا شاد شہزادۂ جم حشم

جھکا کر ادب سے سر انکسار
ہوا وہ پرستندۂ شہریار

غرض روز و شب پیش گیتی پناہ
فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ

کوئی نامدار اک وہان ویسہ تھا
سیاوش سے اک روز اُسنے کہا

کہ تو ہی دل و جان افراسیاب
ہوا جب سے مہمان افراسیاب

بہت تجھپہ ہی مہربانی شاہ
وفور محبت ہی شام و پگاہ

یہی اب ہے مقرون راے رزین
کہ اس شہر مین ہو کے مسکن گزین

تو ہو کتخدا ای ملکزادہ اب
بسر کر بعیش و طرب روز و شب

بفضل خدا بعد کاؤس شاہ
تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

کہ ہستی سے جب جاے سوے عدم
تو ہو شاہ ایران بہ جاہ و حشم

یہان سے ہے نزدیک ایران زمین
نہ زنہار جا روز و شب اب کہین

جو ویسہ نے شہزادہ سے یون کہا
تو اُسنے خوشی سے پذیرا کیا

حریرہ کی تھی دختر گلعذار
کہ گل شہر تھا نام رشک بہار

اُسے ویسہ نے با دل پر صفا
کیا ساتھ شہزادہ کے کتخدا

جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
ہوا خوش ملکزادۂ نامور

لگا رہنے ساتھ اُسکے دن رات شاد
نہ کرتا تھا کاؤس کو گاہے یاد

کسی نے سیاوش سے پھر یہ کہا
کہ ساتھ اور کے کیون ہوا کتخدا

فرنگیس ہی دخت افراسیاب
کہ چمکے نہ جسکے حضور آفتاب

تو ہوتا گر اُس دخت کا خواستگار
تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار

سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا
دگر بار ساتھ اُسکے ہون کتخدا

یہ ہی رسم شاہان عالی وقار
کہ زن چاہیے شوق سے تین چار

طلب کر کے پھر موبد خاص شاہ
لگا کہنے اُس سے وہ خورشید جاہ

کہ مصروف ہے خسرو نامور
مری پرورش مین مثال پدر

عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے
کہ ہی سب سے رتبہ تو برتر مجھے

کہا جا کے موبد نے سلطان کے پاس
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس

حضور سیاوش پھر آیا وہین
وہ مژدہ خوشی سے سُنایا وہین

ہوا شاد شہزادۂ نامور
کہا جا کے گلشہر سے یون اگر

تری ہو اجازت تو ای دلربا
فرنگیس کے ساتھ ہون کتخدا

دیا سُن کے گلشہر نے یہ جواب
کہ راضی ہون مین کیجیے اب شتاب

یہ بہتر ہی ہم کو بھی ای نامجو
کہ تو شاہ توران کا داماد ہو

بسان کنیزان مین لیل و نہار
فرنگیس کی ہونگی خدمتگذار

یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب
سو خانۂ شاہ افراسیاب

گئی لیکے اسباب شادی تمام
فرنگیس کی مان ہوئی شادکام

ہوئی جا کے گلشہر خدمت کنان
ہوا اُس سے ہر ایک شادان وہان

پھر اپنی طرف سے بھی اسباب سب
بصد شادمانی و عیش و طرب

مجھے چھوڑ کر یاں روانہ ہو تو — سلامت تجھے لیجا غرض جان کو — سواران جنگ آزما ایک ہزار — لیے وان سے ساتھ اور وہ نامدار
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن — کہ پیدا پسر گر ہوا ای سمین — تو کہیو اُس طفل کا رکھیو نام — اُسے دیکھ کر رہیو تو شاد کام
یہ سُنکر خبر شاہ افراسیاب — مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب — ہوا بس وہین گرم بازار جنگ — ہوا کار خنجر بہ تیغ و خدنگ
ہوے سر بسر قتل ایرانیان — رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہان — سیاوش کو بے اسپ آخر کیا — سپہدار تورانیون نے پھر یون کہا
شجاع و دلیر و قوی ہی یہ مرد — دلیری و مردانگی مین ہی فرد — سیاوش کے نزدیک جو جائیگا — تو بس جان کو اپنی تو کھائیگا
یہی مصلحت ہی کہ یکسر سپاہ — کرے تیر کا اُسکو آماجگاہ — سیاوش ہے اک نامور بے خطا
بھلا قتل ناحق کس لیے کیجیے — مگر زندہ اُس کو پکڑ لیجیے — سیاوش کو بس لیکے گر اسیر
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا — تو یون پہلوان سپہ نے کہا — نہین چاہیے غلبدری ای شہریار
روان ہو کے پھر وان سے افراسیاب — مکان پر سیاوش کے آیا شتاب — کہ تھے یک قلم غیرت گلستان
فرنگیس آئی حضور پدر — پراگندہ گیسو و خستہ جگر — گئی کہنے یون با دل دردناک
کہ ایران سے آکے ای بادشاہ — خروشان و گریان و تن چاک چاک — ستم بے خطا پر رکھا کیون روا

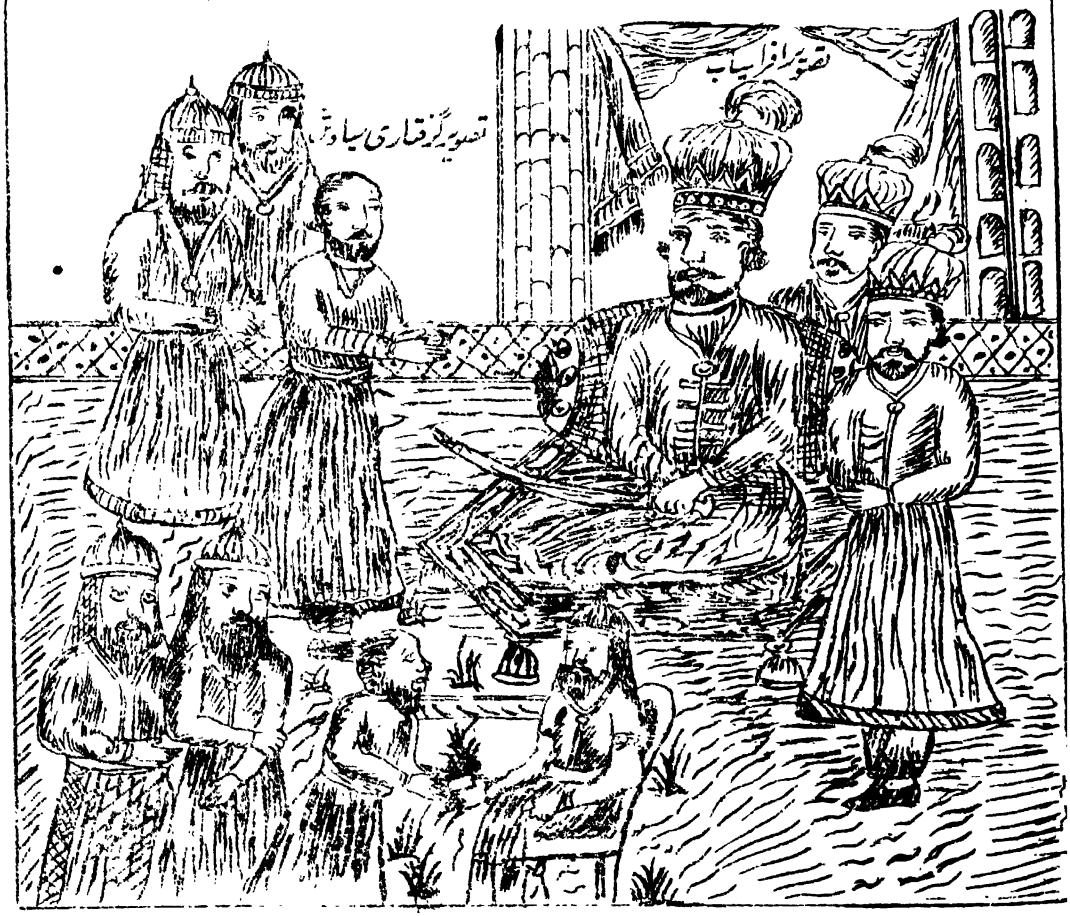

اطاعت سے تیری نہیں اسکو کام
یہی سوچتا ہی وہ ہر صبح و شام
کرے ملک توران مین برپا فساد
خبردار ای شاہ والا نژاد

سخنہاے باطل کو افراسیاب
سمجھ اور کھا بس وہین پیچ و تاب
وہین اپنے دلمین یہ لایا خیال
کہ شہزادیکو یانسے دیجے نکال

لگا کہنے یون شاہ توران زمین
کرون اسکو ضائع یہ لازم نہین
مینہ جو کوئی لاوے اپنے حضور
وغا ساتھ اسکے ہی دانش سے دور

مناسب یہ ہی اور بہتر یہ ہی
کہ بھیجون اسے پیش کاوس کے
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو کمبخت نے پھر دیا یہ جواب

کہ دیکھا سیاوش نے توران و یار
سب احوال یان کا ہوا آشکار
یقین ہے کہ رستم کو لاوے یہان
کرے ملک تسخیر سب بیگمان

یہ ہی مصلحت ای شہ ارجمند
کہ رکھیے سیاوش کو اب کرکے بند
بہانے سے اسکو طلب کیجیے
نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے

یہ سن کر لگا کہنے افراسیاب
کہ پیش سیاوش تو پھر جا شتاب
دلاسا اسے دیکے اب لا یہان
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان

سیاوش کو نامہ دیا جاکے جب
کہا پڑھ کے اسنے یہ با صد طرب
کہ پیش شہنشاہ والا جناب
سر و چشم سے جاؤنگا مین شتاب

یہ سن کر وہ گرشیوز بدنہاد
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
روانہ ہو پہونچے شتابی وہان
تو باطل مری بات ہو بیگمان

فریب اسنے اسطرح وہین کیا
یہ شہزادۂ نامور سے کہا
کہ جانا مناسب نہین اب وہان
وہ بولا کہ کس واسطے کر بیان

وہ چپ ہو رہا پھر نہ پاسخ دیا
قسم دیکے شہزادہ نے پھر کہا
زبان تک سخن کو ذرا لائیے
حقیقت ہی کیا مجھ سے فرمائیے

سیاوش کو اسنے دیا یہ جواب
کہ ہی بدگمان شاہ افراسیاب
تو ہی اک ملک زادۂ باتمیز
مری جان سے اور دل سے عزیز

نہین چاہتا زیر چرخ بلند
کہ پہونچے تری جان کو کچھ گزند
سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
کہ سلطان نے داماد مجکو کیا

نہین ہی گمان یہ مجھے زینہار
کہ مجھ پر کرے کچھ ستم شہریار
یہ سن کر وہ بدکار کہنے لگا
کہ اغریرث اسکا برادر جو تھا

کیا کس طرح اسکو شہ نے ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
فراہم کیا تو نے لشکر جو یان
شہنشاہ توران ہوا بدگمان

ارادہ یہ اسنے مصمم کیا
کہ کھینچے تجھے زیر تیغ جفا
کیا مین نے یہ راز تجھ سے عیان
ئے دلمین اپنے تو رکھیو نہان

وہ بولا کہ ہون بر سر راستی
غلط شاہ سے ہی گمان بدی
لگا کہنے گرشیوز بدنہاد
کہ ای نامدار گرامی نژاد

نہ کر جہل اب تو ہی گر ہوشیار
دہن مین بلا کے نہ جا زینہار
سیاوش نے سو سو طرح سے کہا
کہ وسواس ہرگز نہین ہی روا

یہی مصلحت ہی کہ جاؤن وہان
بجا لاؤن فرمان شاہجہان
ولے اسنے ہر بات کو رد کیا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا

غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ ہان لکھیے عذر آنیکا ایکبار
فریب عدو ہو گیا کارگر
لکھا نامہ شہزادہ نے زود تر

کہ ای نامور بادشاہ جہان
یہی آرزو ہی کہ حاضر ہون وان
ولیکن فرنگیش رنجور ہے
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے

ذرا بھی شفا ہو تو با چشم و سر
قدمبوس حاصل کرون آن کر
وہ گرشیوز مدبر و کینہ جو
روانہ ہوا وانسے لے نامہ کو

حضور شہنشاہ توران و یار
جو پہونچا تو بولا کہ ای شہریار
سیاوش ملک زادہ مغرور ہے
دماغ اسکا اب عرش سے دور ہے

ذلیل اسنے مجکو کیا ہاے سخت
کہ یعنی بٹھایا مجھے زیر تخت
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار
نہ میرا سخن کچھ سنا زینہار

کہا یون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
ہوئی مشتعل آتش قہر تب

گیا اس طرف شاہ لیکر سپاہ
کہ تا شہزادہ سے ہو کینہ خواہ
سیاوش نے جسدم سنی یہ خبر
تو گفتار گرشیوز حیلہ گر

ہوئی راست نزدیک اسکے تمام
لگا کہنے شہزادۂ ذوالکرام
کہ جاتا مین گر پیش افراسیاب
تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب

فرنگیش یہ سنکے گریان ہوئی
کمال اسکی خاطر پریشان ہوئی
سیاوش سے بولی کہ ای نامدار
گریزان ہو اب سوے ایران و یار

کہا اسنے چل تو [illegible]
فرنگیش [illegible]
کہ اب پنج ماہہ حمل مجکو ہے
کرونگی مین کیونکر بھلا راہ طے

کہ یہ آج مجھکو ہویدا ہوا
فرنگیش کے پور پیدا ہوا

کیا اُسنے اقرار تب یون کہا
کہ اُس طفل کو اب مرے پاس

لگا کہنے وہ ای شہ نام جو
بیابان مین پھنکوا دیا طفل کو

یہ سُنکر لگا کہنے افراسیاب
کہ یان کیون نہ لایا دیا یہ جواب

ہوا خوف و اندیشہ اُسدم مجھے
کہ ضائع کرے تو مبادا اُسے

ہوا ایک تو ظلم یہ تجھ سے آہ
سیاوش کو کشتہ کیا بے گناہ

اور اب دوسرے ناحق اُس طفل کو
کرے قتل اگر ای شہ نام جو

تو ایسا نہ ہو پھر کہ آوے بلا
تو ہووے گرفتار قہر خدا

غرض اُس نظر سے مین لایا نہین
اُسے لاکے تجکو دکھایا نہین

تری بہتری چاہون شام و پگاہ
کہ ہون مین ترا بندۂ نیک خواہ

سیاوش کو جب سے کیا تھا ہلاک
رہے تھا دل تاجور خوفناک

وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام
پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام

سُنی بات پیران ویسہ کی جب
رہا وہ سپہدار خاموش تب

نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا
نہ پوچھا پھر اُس طفل کا ماجرا

وہ پروردہ ہوکر بیابان مین جب
ہوا دس برس کا بالطاف رب

تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان
ہنرمند دانا و کار آگہان

کرین تربیت تا کہ شام و سحر
سکھائین اُسے الغرض سب ہنر

وہ پیران تھا شہ کا جو مختار کار
لگا ایک دن کہنے ای شہریار

سیاوش کے فرزند کو مردمان
بیابان مین ڈال آئے تھے تا کہ وان

نہ زندہ رہے کودک شیرخوار
نہ گردن پہ تیری ہو خون زینہار

ولیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے
کہ اُس دشت سے ایک چوپان اُسے

خوشی سے اُٹھا لیگیا اپنے گھر
کیا اُس کو پروردہ مثل پسر

مگر لوگ کہتے ہین دیوانہ ہی
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہی

یہ پیران سے بولا پھر افراسیاب
کہ دیکھو نہین اُسکو بلاؤ شتاب

وہین پیش کیخسرو ذو الکرام
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام

کہ دیوانہ بن کر تو یان آئیو
زبان پر پریشان سخن لائیو

غرض لیگئے دشت سے مردمان
اُسے بالباس شہانی وہان

کیا تاجور کو سلام اُسنے جب
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب

لگا پوچھنے اُس سے کچھ شہریار
وہ پاسخ لگا دینے دیوانہ وار

کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا
سوال اور تھا اور جواب اور تھا

سُنی گفتگو طفل کی اُسنے جب
سپہدار ہنسکر لگا کہنے تب

کہ یہ طفل دیوانہ ہی بے گمان
یہ بولا وہ پیران ویسہ کہ ہان

جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو
نہ کودن ہو کیون ای شہ نامجو

کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ وار
نہین ہی کسی کام کا زینہار

نہین کچھ بد و نیک کا اُس سے ڈر
نہین کینہ جوئی کا ہرگز خطر

جو چاہو تو لیجا کے اس طفل کو
فرنگیش کے اب حوالے کرو

سیاوش کا جو ساختہ ہی مکان
عیان ہی مزار سیاوش وہان

یہ کہدو کہ مسکن گزین جا کے ہو
رکھے پاس اب اپنے فرزند کو

سُنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو پیران ویسہ نے اُسکو شتاب

حوالہ کیا بس فرنگیش کے
کیا گھر سے پھر اپنے رخصت اُسے

فرنگیش جسدم کہ پہونچی وہان
تو ویران پایا وہ شہر و مکان

ملکزادہ کے مشہد پاک پر
جو دیکھا تو روئیدہ ہی اک شجر

فرنگیش و کیخسرو مہ جبین
ہوے اُسکے سایہ مین مسکن گزین

## خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاوس از کشتہ شدن شہزادۂ والا تبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان را از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برای انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سُنی شاہ کاؤس نے جب خبر
کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر

ہوا اُسکے دلگیر و اندوہگین
کسی کو روانہ کیا پھر وہین

کہ رستم کو زابل سے لے آئے یان
یہ سُنتے ہی وہ رستم پہلوان

روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
حضور جہاندار کیوان جناب

نہ کر خستہ و خوار مجکو تو یان
برائے خدا بخش دے اُسکی جان

کہ دنیا کا ہرگز نہین اعتبار
نہ دم کا بھروسا ہی کچھ زینہار

سمجھ بات کو اور مت کر وہ کام
کہ نفرین کرے خلق تجھپر مدام

ابھی رستم و زال بھی زندہ ہی
سر تخت قائم ہی کاؤس کے

ہوئی گرچہ زاری کنان رشک ماہ
ولے بر سر رحم آیا نہ شاہ

نہ خاطر مین لایا ذرا اُسکی بات
اُٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ

فرنگیش آخر ہوئی نا اُمید
ہوئی بس شب تیرہ روز سفید

حضور سیاوش گئی ماہرو
کہ دیدار آخر کی تھی آرزو

یہ کہنے لگی ہوکے زاری کنان
کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان

رکھا شہ نے تجکو بسان پسر
اُسے تو نے سمجھا بجائے پدر

خدا جانے کیا شہ پر آئی بلا
جواب عہد و پیمان سے وہ پھر گیا

ترے خون پر ہاے باندھی کمر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر

مجھے باپ سے یہ نہین تھی امید
کہ غم سے مین لرزان ہون مانند بید

خدا تیری مشکل کو آسان کرے
دل بدسگالان ہراسان کرے

غرض دوسرے روز اک پہلوان
بحکم سپہدار آیا وہان

سیاوش کو میدان مین وہ لیگیا
سیاوش پہ دل پیلسم کا جلا

گیا ساتھ اُسکے وہ گریہ کنان
سیاوش ہوا پھر مناجات خوان

کہ پیدا کرے داور دادگر
مرے تخم سے ایک فرخ پسر

دلیر و جوانمرد جویاے نام
کہ لے دشمنون سے مرا انتقام

پھر اک طشت قاتل نے لاکر رکھا
کیا تن سے شہزادہ کا سر جدا

کیا سر کو آویختہ پھر شتاب
بہ حکم سپہدار افراسیاب

زمین پر بہا خون سیاوش کا آہ
ہوئی خون سے روئیدہ وان اک گیاہ

کہ پر سیاوشان اُس گیہ کا ہی نام
اُٹھاتا ہی سود اُس سے عالم تمام

فرنگیش گریان و نالہ کنان
سیاوش کے مشہد پر آئی دوان

سپہدار توران کو وہ دردمند
لگی کرنے نفرین ببانگ بلند

وہ گرشیوز اُسوقت حاضر تھا وان
سپہدار اُس سے یہ بولا کہ ہان

شتابی فرنگیش کو باندھ کر
تو کر ضرب و شلاق اب اسقدر

کہ گر جاے اُسکا حمل بیگمان
نہ تخم سیاوش کا رہوے نشان

جو حاضر تھے اُس بزم مین نامور
ہوے دلمین نفرین کنان سربسر

نہ طاقت رکھے تھا کوئی نامجو
کہ مانع ہو اس امر سے شاہ کو

گیا سنکے پیران ویسہ شتاب
کہ تھا دایۂ شاہ افراسیاب

یہ بولا کہ اے سرور انجمن
روا رکھ نہ ایذاے بیچارہ زن

کہ مردی سے یہ بات بس دور ہی
کہین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہی

جو بیٹی پر اپنی کرے یہ ستم
کرے خلق نفرین اُسے دمبدم

فرنگیش خواہان افسر نہین
طلبگار اورنگ پُر زر نہین

شہنشہ کو ہی پاس خاطر اگر
تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر

یہ سنکر کہا شہ نے لیجا اُسے
ترے واسطے مین نے بخشا اُسے

ولے اس سے پیدا ہو جسدم پسر
تو لانا مرے پاس ای نامور

جو شہ نے کہا سو پذیرا کیا
فرنگیش کو اپنے گھر لے گیا

ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز

ہوا فتنہ انگیز از روے کین
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہین

پشیمان ہوا خسرو نامدار
گرا شہ کی نظرون سے وہ نابکار

## ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچاری خستہ جگر
رہے تھی بآرام پیران کے گھر

جو نو ماہ گذرے تو پھر ایک پور
تولد ہوا حسن مین رشک حور

رکھا نام کیخسرو اُس طفل کا
پھر اندیشہ پیران نے دلمین کیا

کہ لیجاؤن گر پیش شاہ جہان
تو ضائع کرے طفل کو بیگمان

نہ لایا غرض پیش افراسیاب
بیابان مین کودک کو بھیجا شتاب

ادھر خواب مین شاہ توران کو جب
نظر آئی یہ واردات عجب

لیے شمع اک شخص آیا وہان
سیاوش ہی دنبال اُسکے دوان

لیے ہاتھ مین تیغ الماس کار
یہ کہتا ہی وہ سرور نامدار

کہ بیدار ہو خواب سے زود تر
شقاوت پہ ایام کے کر نظر

شب جشن ہی اور روز طرب
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب

ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب
اُٹھا کانپتا شاہ افراسیاب

طلب شہ نے پیران کو وہین کیا
جو حاضر ہوا وہ تو اُس سے کہا

یہ بولا تو کرتا تھا جسکو طلب
وہ رستم بھی آیا خبر دار اب
وہ آیا سوے رستم پہلوان

تہمتن سے کہنے لگا پیلسیم
یہ ہے شرط مردی کہ تم اور ہم
نہ ٹھہرین یہان اب دونون سوار

تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک
نہ چاہی کبھی مین نے ہرگز نمک
تو وقف نہ اب درمیان لاؤ تم

یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین
اور اُس ترک نے تیغ ماری وہین
ہوا لیک پر ور رستم کا سر

کہا دلمین رستم نے ایسا سوا
نہ ترکون سے دیکھا کبھی نہیا
تو انا و پر زور جون پیل مست

کمر بند مین پیلسیم کے وہین
کیا بند نیزہ کو از رہے کین
گیا جانب قلب توران سپاہ

سر خاک بدخواہ کو ڈال کر
خروشان ہوا رستم نامور
یہ ہے پہلوان با شکوہ و وقار

اسے بخش اب تخت و تاج و سریر
کہ یہ مصلحت ہے بہت دلپذیر
یلان کو تو کرتا ہے پامال رنج

سیاوش کی جان پر کیا وہ جفا
اب اور رون سے تو کیا کریگا وفا
پھرا وانسے وہ گرد فیروز بخت

نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ یکسر سپہ کا زبون دل ہوا
جو نکلا تو بولا یہ فراسیاب

کہ ای نامدار ان توران دیار
کہو کونسا آج جنگی سوار
رہے سُنکے خاموش سب پہلوان

سپہدار نے پھر یکرر کہا
سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
تو انا و پر زور جنگی سوار

اُسے جبکہ رستم نے مانند کاہ
اُٹھا زین سے پھینکا سوے قلب گاہ
کرے جو تہمتن سے جا کر نبرد

ہمارا ہوا ب قتل منظور اگر
تو پھیر یگا کوئی نہ زنہار سر
تو کر قتل ای خسرو نام جو

ولے ہمسے ہوگا نہ یہ زنہار
جو اُس اژدہا سے کرین کار زار
تو غمگین ہوا سرور انجمن

کیا آپنا چار پھر قصد جنگ
گیا سوے میدان غرض بیدرنگ
کہ ای پہلوان رستم ارجمند

تو اب مجھ سے ہو آن کے ہم نبرد
یہ مسکر ہوا غندہ زن شیر مرد
سیاوش کا کینہ بالطاف رب

یہ کہکر گیا سوے میدان شتاب
مقابل ہوا اُسکے افراسیاب
لگی چلنے باہم سنان بعد ازان

سپہدار نے نیزہ اک آن کر
جو مارا سر رستم نامور
رہا خیر سے لیک جسم جوان

یہ چاہے تھا پھر رستم ارجمند
کمر بند مین کر کے نیزے کو بند
وہین سے سپہدار کو لے اُٹھا

تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب
لگا بر سر اسپ افراسیاب
یہ بیتابی سے ہوئی اسپ کو

غرض ترک نے رخش کو زود تر
دلیری سے مارا جو گرز آن کر
ہوا رخش اُس ضرب سے دردمند

لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب
سوار اور گھوڑے پہ ہو کر شتاب
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو

دلیری سے پھر رستم پہلوان
ہوا سوے ہومان جو حملہ کنان
تو ہومان نے لی وانسے راہ فرار

وہین لشکر رستم نامور
تہمتن کے شامل ہوا آن کر
نہ تورانیون مین رہی تاب جنگ

سہ فرسنگ جون اژدہاے دمان
گئی فوج ایران تعاقب کنان
غرض اسطرح ترک کشتہ ہوے

ہوئی فوج رستم ظفر یاب جب
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ شہزادہ خنجر دناہجو

روانہ کیے بس وہین مردمان
کہ تا شاہزادہ کو لے آوین یان
گئے لوگ اور اُسکو لائے شتاب

وہ آیا تو پیران سے شہنے کہا
کہان رکھے گنے یہ پاسخ دیا
حضور سپہدار افراسیاب

رکھو اُسکو دریاے چین کے اُدھر
کہ ہرگز نہین ہے وہان کچھ خطر

سیاوش کا اسکو ہوا یہ الم
کہ قاصر ہی جسکے بیان سے ہم

گیا اس سبب سے وہ یانسے نکل
گیا بلخ سے یعنی سوے اجل

وہ بولا کہ ای شاہ آفاق گیر
تو اسکا بھلا کیون ہی فرمان پذیر

یہ بدکیش ہی سخت بیدادگر
کرون تن سے اُسکے جدا جا کے سر

کیا قتل وان اُسنے سودابہ کو
نہ بولا ذرا وہ شہ نامجو

کرون قصد اب سوے افراسیاب
قیامت کرون جا کے برپا شتاب

دلیران و گردان ایران دیار
گئے ہمرہ رستم نامدار

وہ پہونچے جو سرحد مین توران کے
مقابل ہوا ایک گرد آن کے

ولے وقت پیکار کے وہ جوان
ہوا قید ہستی سے آزاد وان

عزیز دل شاہ افراسیاب
پئے جنگ و پیکار آیا شتاب

گہ رزم سرخہ کو کرکے اسیر
حضور پدر لے گیا وہ دلیر

لیا طوس نے خنجر تیز جب
یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب

تصدق مین شہزادہ کی روح کے
مجھے بخش اور درگذر خون سے

کرے ہی یہ الحاح و زاری یہان
کہے تو اسے جان سے دونمین امان

نہ ہرگز کرون رحم ای پہلوان
کرون قتل ترکونکو پاؤن جہان

وہین پھر سر سرخہ روسیاہ
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ

گئی جب خبر پیش افراسیاب
کیا گریہ اُسنے مثال سحاب

غرض لیکے پھر لشکر بیحساب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب

دو لشکر مقابل ہوے جب وہان
ہوا گرد سے مہر تابان نہان

کرون جا کے مین ساتھ رستم کے جنگ
کرون غرق خون اُسکو اب بیدرنگ

تو مین مملکت نصف بخشون تجھے
اور اک دختر مہ جبین دون تجھے

اگر ساتھ اُسکے کرے کارزار
تو جانبر نہ ہو پیلسم زینہار

یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر
کرے وقت پیکار رستم کو زیر

عنایت کیا اور کہا یون کہان
تہمتن سے کر جا کے جنگ ای جوان

کہ وہ رستم پیلتن ہی کہان
جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان

یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
نہ ہرگز لڑے رستم نامور

خروشان ہوا تنے مین جون پیل مست
ہوا رزم مین ترک چالاک دست

ہوا گیو جنگی پہ جب وقت تنگ
مدد کو فرامرز تب بیدرنگ

پہ اُس ترک نے کھینچکر تیغ کین
کیا کینہ خواہونکو زخمی وہین

یہ بولا کہ تھا ای شہ نامدار
اُسے خوف سودابۂ نابکار

کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہی
مرا دل بتنگ اس سے اب سخت ہی

جو کوئی کہ ہو سرور انجمن
یہ لازم نہین ہو وہ محکوم زن

رہا سن کے خاموش شاہ جہان
گیا پھر شبستان مین وہ پہلوان

تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
کہ ای شاہ شاہنشہان جہان

یہ کہکر وہین با سپاہ گران
روان سوے توران ہوا پہلوان

صغیر و کبیر اور پیر و جوان
سبھی تشنۂ خون تورانیان

کہ اُس گرد کا نام آباد تھا
وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا

یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
تو شہزادہ اک سرخۂ نامور

فرامرز پور تہمتن وہین
مقابل ہوا اُسکے از روے کین

کہا طوس سے اُسنے ای نامور
کہ مثل سیاوش اسے قتل کر

کہ تھا شاہزادہ کا مین دوستدار
بہت اُسکے غم سے ہوا اشکبار

سر رحم آیا وہ طوس دلیر
یہ بولا کہ ای رستم شیر گیر

یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
جہاندار کشور کشا کی قسم

شتاب اُسکے تن سے تو کر سر جدا
یہ سنکر اُسے ذبح اُسنے کیا

شہنشہ نے دروازہ پر قلعہ کے
کیا اُسکو آویختہ کینے سے

عزیز اُس ستمگر کو تھا وہ پسر
ہوا اُسکے غم سے بہت نوحہ گر

شتابی سے پہونچائے کارزار
سوے پہلوانان ایران دیار

برادر جو پیران کا تھا پیلسم
وہ بولا کہ ای شاہ کیوان علم

کہا شاہ نے یون کہ گر کشتہ ہو
ترے ہاتھ سے رستم نامجو

یہ پیران نے سنکر گزارش کیا
کہ رستم ہے گرد نبرد آزما

کہا شاہ نے پیلسم ہی جوان
دلیر و قوی بازو و پہلوان

یراق اپنے پھر پیلسم کو تمام
دیے اور اک توسن تیز گام

وہین پیلسم سوے میدان گیا
یہ گردان ایران سے اُسنے کہا

یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار
گیا سوے میدان پئے کارزار

یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ
یہ چاہا کہ کیجے اُسے زیر تیغ

کمر مین کیا گیو کی نیزہ بند
کہ زین سے جدا ہو یل ارجمند

گیا کرکے تیغ سر افشان علم
کیا نیزہ کو پیلسم کے قلم

ہوے جبکہ زخمی فرامرز و گیو
تو پہونچا تہمتن بھی کرکے غریو

کہا اپنے دل مین اُسے دیکھکر — کہ شاید ہی یہ خسرو نامور — دہین گیو نے اُسکو کرکے سلام — گذارش کیا یون کہ اے ذوالمنن
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو — جہاندار کیخسرو نام جو — یہ سنکر کہا اُس جوان نے مہین — کہ اے پہلوان مجکو ہی یہ یقین
کہ ہی گیو گودرز کا تو پسر — یہ سُنکر دہین پشت زین سے اُتر — اوسے زمین بوس حاصل کیا
لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو — کہ اے بادشہ زادۂ نام جو — تب اُس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
مرے باپ کا ایک ایوان ہی — کہ خوبی سے رشک گلستان ہی — بتایا مجھے مان نے ہر اک کا نام
بہم رستم و طوس و گودرزیان — جو آدین تو پہچان لون بیگمان — ہوا نام معلوم کیونکر مجھے
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان — شکوہ کیا تی ہی تجھسے عیان — کہ ہی تو ہی کیخسرو نامدار
پہاک اور بھی عرض ہی خسروا — کہ بازو کو اپنے ذرا کیجے وا — تشفی گزین خاطر زار ہو
مقرر یہ ہوتا تھا اک نشان — سر بازوے خسروان کیان — دلیل درستی نسل نژاد
سخن سنکے خسرو سے یہ گیو کا — دہین اپنا بازو برہنہ کیا — کہ تھا یعنی ارث کے وکیعباد
یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان — برہنہ ہوا جبکہ بازوے شاہ — نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
کیا اُسکو گھوڑے پر اپنے سوار — ادب سے ہوا دہین سجدہ کنان — بیان ناجرا اُسکے آگے کیا
فرستادہ پیران کے اُس چشمہ پر — سپہدار ایران و توران کا — مہان تھی فرنگیس آئے دہان
ہوے جب مقصد پہ وہ کامیاب — قرین طرب سے ہوا گیو فرخ تبار — یہان سے ملکزادہ کو لے گیا
غرض گیو و خسرو قرین طرب — گئے جب تو پائی اُنھون نے خبر — گئے پر کہین اُسکو پایا نہین
مبادا کہین مردمان حسود — خبر پاکے پہنچین یہان مثل دد — ابھی نوجے سوے ایران روان
وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام — بہت دلپسند اور ہی تیز گام — اُسے جاکے لایا یل رخمند
یہ سن کر گیا گیو جنگی جوان — بسوے چراگاہ سیان دوان — دہین کرکے لایا اسیر کمند — نہ تنہا وہ ہپا وہی اک سمند
سوار اُنپہ ہوکر وہانسے تبھی — روانہ ہوے سوے ایران دیار — ہوئی ساتھ تائید پروردگار
یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب — کہ ضامن تھا وہ پیش افراسیاب — بدنبال کیخسرو نام جو
سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار — گیا کرکے یلغر شقاوت شعار — کہ پہونچا اُدھر وہ نگونسار بخت
اُسے دیکھ کر گیو جنگی سوار — ہوا آکے آمادۂ کارزار — بیابان مین برپا کی اک رستخیز
سُنی تھی یہ اخترشناسونسے بات — کہ ہوویگا کیخسرو خوش صفات — پکڑ گرز اور کھینچکر تیغ تیز — بتائید فضل خداے کریم
رہیگا یہ محفوظ آفات سے — غرض جمع خاطر تھی ہر بات سے — جہان تاجور بادشاہ عظیم — کہ رکھتا تھا اس قول پر اعتماد
ہر اک سمت گھوڑے کو دوڑاے تھا — نہ ترکونکو خاطر مین کچھ لاتے تھا — وہ گرد دلاور یل شیر زاد — سر سمہ یکسر گریزان ہوے
پھر اگیو جنگی بہ فتح و ظفر — گیا پیش کیخسرو نامور — کیا جنگ کا ماجرا سب بیان — ہوا شکے خسرو تاسف کنان
کہا گیو سے شاہزادے نے یون — گیا تو نے بیدار مجھ کو نہ کیون — وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے — کہ بیچین کرتا جگا کر تجھے
مدد سے شہا میرے اقبال کی — مخالف کی سب فوج پامال کی — ہوا شاد وان خسرو پاک دین — کہا مرحبا صد ہزار آفرین
ہوی راہ بیراہ وان سے روان — وہ کھایا جو کچھ ہاتھ آیا وہان — گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس — عیان اُسکے چہرہ سے تھا بیم یاس

دیا بھیج شہزادے کو پھر وہان — کہ تا کوئی اُسکا پاوے نشان — سپہدار توران کو کرکے تباہ — تہمتن ہوا ملک تو ان کا شاہ
بہت ملک تسخیر اُسنے کیا — بہت گنج اور تخت و افسر لیا — سران سپہ کے لگا ہاتھ زر — توانگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
کیا قتل ترکون کو بس جا بجا — نہ اک ترک و ان جز رعیت رہا — جو لیتا کوئی نام افراسیاب — تو رستم اُسے قتل کرتا شتاب
رہا ملک تو ان مین تا ہفت سال — روانہ کیا لشکر بے حساب — بدنبال سلطان افراسیاب
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا — طلب کرکے تب گیو کو یون کہا — تو کیخسرو نام بردار کو
غرض گیو کو کرکے رخصت وگرد — فرامرز کو ملک کرکے سپرد — شگفتہ دل و خرم و شادمان
زر و مال و سپان بازین و زر — غلامان ترک اور گنج گہر — بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

## رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت طرف ایران و جنگ با کلبہای ایران

یل نامور گیو جنگی سوار — بفرمودۂ رستم نامدار — شتابی سے شبدیز پر کرکے زین — روانہ ہوا سوے دریاے چین
کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا — فقط آپ تھا یا کہ شبدیز تھا — ہوا جادہ پیما یل نامور
ہر اک سے تھا پرسان ہر کز زبان — نشان ملکزادۂ جم نشان — مکان اُسکا ہرگز وہ پاتا نہ تھا
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان — کسے قتل تھا دشت سکے درمیان — خبر پیش سالار توران زمین
روان ہو گیا گیو جب بعد زان — یہ گو در زنے خواب دیکھا یہان — ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام
جو دیکھا تو پھر اُسنے وقت سحر — روانہ کئے چند مردم اُدھر — زمین ساتھ ابر اُسکے صبح و مسا
بتاوین اُسے اُس جزیرہ کا نام — جہان ہو وہ شہزادۂ ذوالکرام — ولیکن ملا گیو اُن کو کہین
اُٹھاتا ہوا محنت و رنج و درد — شب و روز تھا گیو صحرا نورد — بجاے نمک تھا وہان آب شور
نہ خواب اسکو تھا اور نہ آرام تھا — بیابان نوردی سے بس کام تھا — نہ مقصد کا پر ہاتھ آیا گہر
کہین خسرو نامور کا نشان — نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان — گئی رائگان محنت ہفت سال
خیال آگیا دل مین یہ یکبار — کہ پھر چلئے اب سوے ایران و یار — حیا نے بھی زنہار رخصت نہ دی
کیا گیو نے رنج پھر اختیار — رکھا سر سوے وادی کوہسار — یکایک اُسے آن کر ہم نفس
لگے گیو سے پوچھنے اے جوان — تو سرگشتہ کیون ہے اکیلا یہان — مجھے شوق ہے بیشتر صید کا
کیا راز کو گم شکار افگنان — بیابان مین مین آگیا ناگہان — کدھر سے ہوا جاؤگے تم کدھر
کیا گیو سے یہ لکھون نے بیان — کہ سران کے ہین ہم فرستادگان — فلانی جگہ ہے وہ فرخ سلیغم
سُنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد — ہوا اُنکے ہمراہ جادہ نورد — تو یکجا کیا رہروان نے مقام
کئی دن سے جو گیو بیخواب تھا — اُسے خواب فی الرات کو آگیا — کہ ایسا نہ ہو اُس سے پہونچے گزند
اُسے خواب مین الغرض چھوڑکر — وہان سے وہ غائب ہوے سر بسر — وہ جاگا تو اُنکو نہ پایا وہان
کیا اٹھا جو دریافت اُسنے کیا — روانہ ہوا گیو وقت سحر — وہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان
گل تازہ کا طرۂ سر پہ ہر ایک — کف دست پر اُسکے ساغر ہے یک — نہایان ہے یکدست فرمہی

کہ جا زر گذر اب تجھے مین نے کی — رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی — یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے — ولیکن مین کب چھوڑتا ہون تجھے
یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان — ہوا سوے بدخواہ حملہ کنان — وہ پیران گریزان ہوا بیدرنگ — کہ دیکھا نہ زنہار ایسا جنگ
وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند — ہوئی جاکے گردن مین پیران بند — ہوے ترک اسوقت حملہ کنان — لگی چلنے وان تیغ و تیر و سنان
وے اس جوان کے ذرا جسم پر — کوئی زخم ہوتا نہ تھا کارگر — یہ دیکھو دلیری گر دلبند — کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند
اور ایک ہاتھ سے اسکے ہر دم وہان — چپ و راست تھی ضرب گرز گران — وہ پیران کو لایا وہان کھینچ کر — جہان تھا ملک زادۂ نامور
کمند اسکے دے ہاتھ مین وہ جوان — گیا پھر پے جنگ تورانیان — مقابل نہ آیا کوئی زنہار — ہوئے جادہ پیماے دشت فرار
ظفر یاب ہو زیر چرخ بلند — گیا پیش خسرو یل ارجمند — کیا عرض اے خسرو نام جو — کردن قتل پیران بدکیش کو
بصد عجز پیران زاری کنان — وہ لایا تھا عذر خطا بر زبان — زروے عنایات و شفقت وہین — لگا کہنے یون خسرو پاک دین
کہ اے گیو یہ ترک ہے دوستدار — مخالف ہمارا نہین زنہار — یہ اپنا نکو خواہ ہے بے گمان — رکھا اسنے خسرو کو چوپانکے گھر
بداندیش سے تا نہ پہونچے ضرر — بخوبی وہان بھیجکر دایہ کو — کیا پرورش اس گرانمایہ کو
شب و روز حاضر تھے خدمتگزار — پے خدمت خسرو نامدار — رہا ہنکو پیران نے خون سے کیا — شرائط نکوئی کے لایا بجا
دگر نہ سہن شاہ توران زمین — کیا چاہے تھا قتل از روے کین — تو ہرگز نہ رکھ خون سکاروا — کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا
اگر بعد نیکی کے اے پہلوان — ہوئی اک خطا اس سے سرزد یہان — تو ہرگز شمار اس خطا کا نہین — کچھ اسکی طرف سے نہ رکھ دلمین کین
غرض اسکی جان بخشی اب ہے ضرور — گزارش پھر اس پہلوان نے کیا — یہ کھائی ہے مین نے قسم خسروا
کہ گلگون کروان اسکے خون سے زمین — لگا کہنے پھر خسرو پاک دین — کہ اک ہاتھ خنجر پر گستاخ کر — تو اب کان مین اسکے سوراخ کر
جو ٹپکے ذرا اسکے خنجر سے خون — تو پھر بیگمان ہو زمین لالہ گون — رہا کر اسے بند سے بعد ازان — کہ تا ہو وے یہ سوے توران روان
غرض گیو نے اس طرح سے کیا — کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا — روان ہو کے پیران ویسہ شتاب — وہان سے گیا پیش افراسیاب
حقیقت جو کچھ تھی وہ یکسر کہی — ہوئی شاہ توران کو جب آگہی — تو غمسے ہوئین اسکی آنکھین پر آب — لگا کرنے افسوس افراسیاب
کئے مردمان نخبہ جیون وان — کیا حکم یون برگذربان کہ ہان — کہ اس شکل کی ایک ن مرد دو — جدھر جاوین تم قتل انکو کرو
سپہدار توران بھی پھر بعد ازان — ہوا آپ خود فوج لیکر روان — کہ جانے نہ دے خسرو گیو کو
وہ چلتا تھا ہر روز سہ صد کروہ — لیے ساتھ تورانیون کا گروہ — وے ہر زمان فضل و لطف خدا — مددگار رہتا خسرو گیو کا
گئے رفتہ رفتہ وہ جب گھاٹ پر — تو جیحون بطغیانی آیا نظر — گیا گیو وہین گذربانکے پاس — گذربان لگا کرنے گفتار اس
کہا یون سند ہے تمے پاس گر — تو کشتی مین جا شوق سے بیٹھ کر — یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان — سند گم ہوئی راہ مین بے گمان
گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر — ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر — مگر تم یہ اسپ سیہ مجھکو دو — گذر پھر بخوبی یہان سے کرو
کہا گیو نے تب کہ اے نوجوان — ہمارا خداوند زادہ ہے یہان — نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زنہار — ہمارا نہین اسپہ کچھ اختیار
گذربان نے پھر یون کہا اے عزیز — یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان — کہ اسکی ہے یہ مادر مہربان
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے — پھر اس سے یہ اس پہلوان نے کہا — نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بے بہا
سوا اسکے یہ ہے نشانی جدا — وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے — یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا مجھے
وے اور چند ین زرہ لیجیے — گذربان یہ کہنے لگا اے عزیز — طلب کی ہین مین نے جو یہ چار چیز

کہا گیو کا جاکے احوال جنگ
ملامت کی اُسنے اُسے بیدرنگ

وہ گلباد کہتا تھا یہ بار بار
نہین سام و رستم سے کم وہ سوار

سپہ لیکے توران سے پھر بیکران
ہوا آپ پیران ویسہ روان

سپہدار پیران کینہ پژوہ
کہ ہر روز چلتا تھا یکصد کروہ

ہراول تھا اُسکا دلاور پشن
قوی دست گردن کش و پیلتن

نمایان ہوا دور سے جب علم
تو سونچی فرنگیش فرخ شیم

جگایا وہین خسرو و گیو کو
ہوے جبکہ بیدار وے نامجو

ستیزندہ افواج توران سے ہون
تن خیل ترکان کرون غرق خون

ابھی تونے پیکار دیکھی نہین
مبادا کچھ آسیب پہونچے کہین

کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد
کرونگا مدد تیری وقت نبرد

یہ سُن کر دیا گیو نے یہ جواب
کہ ای تاجدار ثریا جناب

نہ رستم سے زنہار کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین یکسر ہون مین

اور اپنی مجھے دختر مہ جمال
تہمتن نے دی ہو کے شادان کمال

مرا خالق مہر و مہ یار ہی
اور اقبال شاہی مددگار ہی

یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار
گیا سوے میدان پے کارزار

پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
کہ تو کون ہی ٹک بتا ای جوان

تو ہی گیو آیا ہی ایران سے
چُرا لے چلا شہ کو توران سے

یہ کہکر اُٹھایا جو گرز گران
تو لایا سپر سر پہ وہ پہلوان

نہ ہرگز ہلا گیو مرد دلیر
رہا پشت توسن پہ قائم وہ شیر

تو جوشن سے کرکے پشن کے گذر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر

وہ پیران ویسہ پھر آیا وہین
لگا گیو سے کہنے از روے کین

ولیکن خبردار اب ای جوان
کہ مین آن پہونچا بہ گرز گران

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
عوض اُسکے پہناؤن تجکو کفن

کہ مین ہر دو زن کو تری چین سے
پکڑ لے گیا تھا رہ کین سے

جہان مین بجز رستم شیر مرد
نہین ہی کوئی بھی مرا ہم نبرد

کیا کشتہ و خستہ گر آن کے
ہزارون سوارون کو توران کے

کوئی زندہ اس فوج مین جو رہی
تو پھر کہیو مت مرد میدان مجھے

وہانسے پھر آؤن مین با کر و فر
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر

یہ گفتار جنگی یل نامور
ہوا سنکے پیران کا دل پر خطر

کہ اک پہلوان سے باین فر و شان
گریزان ہوے تین جو پہلوان

ولیکن نہ پیران کو تھا کچھ یقین
ہوا سنکے یہ ماجرا خشمگین

فرنگیش رشک مہ و آفتاب
نہ رکھتی تھی زنہار یلغر کی تاب

تفحص کنان جاکے پہونچا وہان
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان

وہ کیخسرو و گیو سوتے تھے وان
کہ پہونچے وہان جاکے تورانیان

کہ پیران ویسہ اب آیا ادھر
ہمین تا کہ لیجاوے پابند کر

تو کہنے لگا خسرو نامدار
کہ ای پہلوان مین بھی تو ایکبار

وہ بولا کہ ای شاہ فرخ خصال
تو ہی نوجوان بلکہ ہی خرد سال

مرے تن مین ہی جب تلک جان زار
یہ شایان نہین تو کرے کارزار

ادھر تو ہی تنہا ادھر کینہ خواہ
رکھے ہی بہت ساتھ اپنے سپاہ

تہمتن کے مانند مین نے کہین
مدد وقت پیکار چاہی نہین

بہت اُسنے ہان آزمایا مجھے
برابر غرض اپنے پایا مجھے

لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
کہ رکھ جمع خاطر تو ای نامجو

بلندی پر آکر تماشہ تو دیکھ
سر جنگ کرتا ہون کیا کیا تو دیکھ

اُدھر سے پشن لیکے نیزہ بڑھا
ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما

دیا پاسخ اُسنے کہ ہون مین پشن
سرافراز گردان یل پیلتن

یہ دزدی تو کرکے کہان جائیگا
یہان سے تو جانے نہین پائیگا

لگی ضرب گرز گران اسقدر
روان خون ہوا برتن و موے سر

سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین
جو مارا دلاور نے از روے کین

ہوا غرق خون مین سراپا بدن
ہوئی بس تہ خاک جان پشن

کہ تونے مری فوج کو دی شکست
کیا سربلندونکو یکدست پست

ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
تہ خاک دیتا ہون تجھکو سُلا

دیا اُس جوان مرد نے یہ جواب
وہی ہون مین ای ترک خانہ خراب

تری تاب کیا ہی جو میدان مین تو
مرے ساتھ ہو آن کے جنگجو

تہمتن کو دیکھا ہی تونے وہان
کہ تنہا کئے یازدہ پہلوان

اور اب فوج کو تیری میدان مین
تہ تیغ کھینچون مین اک آن مین

گرفتار کرکے پھر ای نابکار
تجھے لیچلون سوے ایران دیار

نہ توران رہے پھر نہ افراسیاب
کرون ملک تو مان کو یکسر خراب

ہوا نا امید اپنی وہ جان سے
لگا کہنے اُس مرد میدان سے

یہ خسرو کہ پور پسر ہے مرا
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا

ہوئے وہ ہین خسرو کے فرمان پذیر
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر

کہ تو شاہ کاؤس کا ہی پسر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر

بہت اُسنے اعزاز و اکرام کر
خوشی سے دیا طوس کو گنج و زر

کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر

بزرگان ایران گئے سب وہان
بفرمان کاؤس شاہ جہان

یہ کہنے لگا گیو سے ای جوان
تو اب طوس کو جا کے لے آ یہان

نہ خسرو کے آگے مین ہرگز جھکون
نہ اُس جنگلی کی مین اطاعت کرون

تو ای گیو یان اُس کو لایا عبث
یہ رنج اُسکی خاطر اُٹھایا عبث

دلاور جوان و قوی جنگ ہی
سزاوار دیہیم و اورنگ ہی

یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو

ثنا خوان تھا ہر چند وہ پہلوان
ولے طوس ہر دم تھا نفرین کنان

کیا طوس کا ماجرا سب بیان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان

یہ کہکر گیا اسپ پر ہو سوار
سوے طوس جنگی پئے کارزار

پسر اور نبیرہ تھے ہفتاد و ہشت
غرض اس حشم سے گیا سوے دشت

رکھے ساتھ تھا گادیانی درفش
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش

جو ہو گرم بازار پیکار یان
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان

بہم دیکھ کر جنگجوئی شتاب
کرے قصد ایران کا افراسیاب

خبر شاہ کاؤس کو کیجیے
کہے شاہ جو کچھ سو سن لیجیے

تو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا
کہ ای گرد گودرز جنگ آزما

مناسب ہے اب اور یون ہے صلاح
کہ تو اور طوس آوے یان بے سلاح

کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ
کہ ہون چاکر بندۂ بارگاہ

کہ ہی پور شاہ خلائق پناہ
وہ ہی وارث تخت و تاج کلاہ

یہ سن کر وہ گودرز کہنے لگا
سیاوش نہین پور تھا شاہ کا

کرے روح کو اب سیاوش کی شاد
ندے ہاتھ سے رسم و آئین و داد

بسان فریدون فرخ خصال
نگاور کو دریاے جیحون مین ڈال

فریبرز کو ہی یہ طاقت کہان
کہان یہ دلیری یہ جرأت کہان

تو کیون جہل کا کار فرما ہوا
مگر تجھ کو ای طوس سودا ہوا

کہا طوس نے یون کہ ای شور بخت
تو کہتا ہی اب کیا سخنہاے سخت

تم اسکی اطاعت کرو اختیار
خوشی سے بہ حکم شہ نامدار

تہی مغز و بے عقل جو طوس تھا
فریبرز سے جا کے کہنے لگا

اطاعت جو خسرو کی تیری حضور
کرون مین تو ہی عقل و دانش سے دور

سر چرخ خورشید رخشندہ جب
ہوا جلوہ گر دوسرے روز تب

سر تخت کیخسرو نامدار
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار

ولے طوس بے عقل و بیدین و داد
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد

گیا گیو جب طوس بولا یہ تب
کرے ہی تمسخر ترا باپ اب

وہ ہی عقل و ہوش و خرد سی تہی
نہین ہی سزاوار تاج شہی

فریبرز فرزند کاوس کا
رکھے ہی دلیری و فہم و ذکا

کرون مین اب اُسکی پرستندگی
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی

بہ تدبیر و فرزانگی فرد ہی
دلیر و شجاع و قوی مرد ہی

غرض ہو کے آشفتہ و خشمگین
حضور پدر گیو آیا وہین

بزرگون سے گودرز کہنے لگا
مٹاؤن جہان سے نشان طوس کا

دلیران جو با شوکت و جاہ تھے
وہ سب دو ہزار اُسکے ہمراہ تھے

گیا طوس بھی سامنے ایک بار
سواران جنگی لیے کئی ہزار

مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ

ہمین کچھ بھی ہرگز نہ ہو فائدہ
مگر شاہ توران کا ہو مدعا

پیام اُسنے بھیجا یہ گودرز کو
کہ پیکار موقوف یکدم رکھو

جو پہونچی شہ نامور کو خبر
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر

سپہ کھینچی ہی کس لیے طوس پر
خرابی پہ کیون تو نے باندھی کمر

گئے طوس گودرز یان سے بہم
حضور جہاندار کیوان علم

جو شہ سیر شاہی سے آیا تو ہان
فریبرز ہو بادشاہ جہان

نبیرے کو شاہی حضور پدر
نہین پہونچے زنہار ای نامور

ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
مناسب یہی ہی کہ کاؤس شاہ

کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ
کہ ہی وہ سزاوار تاج و کلاہ

دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
کیا کچھ نہ خوف و خطر زینہار

دلیران بہ حکم شہ دادگر
ہوئے تابع خسرو نامور

یہ سچ ہی کہ نوذر کا ہی پور تو
تو دیوانہ ہی اور وہ تھا تندخو

ہوا مجھ سے گستاخ یون ہی غضب
مگر آپ کو تو گیا بھول اب

گرانمیں سے دوگے نہ تم ایک بھی — تو پانسے نہ ہوگا گذارا کبھی — لگا گیو پھر کرنے نرمی وہان — کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی وہان
ولیکن گذریان رہا تند و سخت — لگا کہنے تب گیو فیروز بخت — کہ ناچار دریامیں آتے ہیں ہم — گذریانسے پار آپ جاتے ہیں ہم
وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے — کسیکی نہیں تاب زنہار ہے — جو اس رف دریاسے جاوے گذر — کہ ہے جسمیں مرغابیوں کو خطر
پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان — یہ بولا کہ ای خسرو خسروان — توقف نہیں ماں مناسب ہے اب — کہ ترکون کا لیغار بڑھتا ہے غضب
مبادا کہ ہمیں شاہ اخراسیاب — نہیان کرکے لیغار پہونچے شتاب — فریدون کو لایا تھا یان کاوہ جب — وہ جیحون سے گذرا تھا یا آب تب
پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم — فریدون پہ فضل خدائے کریم — کہ فضل خدا سے مبارک ہے فال
سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات — توغیرت میں آیا وہ فرخ صفات — فرنگیس اور گیو بھی بعد ازان
گذر کر گئے وانسے یا آب بس — کہ اقبال تھا ہمدم و ہم نفس — وہے لوگ حیرت زدہ دیکھ کر
پھر اتنے میں پہونچا وہان مثل باد — گذریان تعجب میں تھے سر بسر — جو دیکھا شتابان ہوا کینہ جو
تو وہ دیکھیں گذریان سے کشتی منگا — فرنگیس کیخسرو و گیو کو — ترے ساتھ آئی بہت ہم سپاہ
تو ہرگز نہ جایانسے دریا کے پار — لگا کہنے ہومان کہ ای بادشاہ — نہ کر قصد اقلیم ایران کا
غرض پھر گیا شاہ توران میں — اژدہ نے کاشہ نے ارادہ کیا — قلمرو میں ایران گئی ہے تب
بجا لائے وہ شکریزدان وہان — کہ ہے فوج ایرانیان بیشمار — رقم کرکے اک نامہ باطرب
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ — ہوے پیشتر پھر وہانسے روان — کہا جاکے تم پیشوائی کرو
گئے پیشوا سرسہ نام اوران — ہوا شاد پڑھ کر وہ کیوان کلاہ — شتابی سے آرائش شہر کی
جب آیا وہ کیخسرو نام دار — گئے اور بھی ساتھ والانشان — جہاندار نے بانشاط و خوشی
وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز — ہوا دیکھ کر چشم تر شہریار — سر و چشم کو اسکے بوسہ دیا
کہ اس تخت پر بیٹھے ای کامگار — اتر تخت سے پھر بغل میں لیا — لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور
وہ بیٹھا تو شادان ہوا تا جدار — طلب کرکے پھر ایک اور رنگ زر — ہوے شاد و خرم امیر و وزیر
نہ تنہا ہوا خویش شہ بے نظیر — ہوے شاد و خرم امیر و وزیر

## کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند و قدر و انحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برای جنگ قلعہ دژ بہمن و تباہ شدن لشکر فریبرز و فحیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان و والا نژاد — وہ جتنے تھے گردن فرازان وہان — کہ اے نامداران ایران دیار

## برتخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

جہاندار کاؤس فیروز بخت
جو سمجھا کہ زیبا ہی خسرو کو تخت
بٹھایا جہاندار نے تخت پر
رکھا سر پہ خسرو کے دیہیم زر

کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
اطاعت کریں اُسکی لیل و نہار
یہ فرمادیا جبکہ کاؤس نے
تو وہ ہین فریبرز اور طوس نے

اطاعت ہے خسرو کی پھر اہ سر
لگے چاکری کرنے شام و سحر
سپہدار کیخسرو خوش نہاد
ہمیشہ تھا مصروف انصاف و داد

بہت اُس سے راضی تھا لشکر تمام
رعیت تھی آسودہ و شاد کام
بل نامور رستم زال زر
موے شاد و خرم یہ سُن کر خبر

وہین بادل خرم و شادمان
موے سیستان سے اُدھر کو روان
جو نزدیک پہونچے تو باصد طرب
گئے پیشوائی کو سردار سب

جب آیا قرین رستم ذیوقار
اُٹھا تخت سے خسرو نامدار
کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہی
ہمارا بزرگ ہی گرانمایہ ہی

مددگار میرا ہو شام و سحر
کہ لون جا کے ترکون سے خون پدر

ترا باپ تھا مفلس و ناتوان — نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
غریب ایک آہنگر اصفہان — دیا و وہین گو درز نے یہ جواب
ہماری جو کی بندگی اختیار — کہ خوبی بشر کی ہی مردانگی
تو سن گوش جان سے کہ کچھ زینہار — کیا عہد ضحاک کا مسنے چاک
مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد — کہ جسکا پسر مین ہون جنگی سوار
فروزندہ کاویانی درفش — کہا طوس نے ای سرافراز پیر
یہ طاقت کہان و ترتی کہان سے کیا — گران کوہ ساگر ترا گر زہے
اگر تو ہی مرد شجاع و دلیر — ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
کرے تیر جوشن سے تیر اگذر — یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب
کہ ناحق بہم کینہ آور نہ ہو — ولیعہد شاہا اُسے کیجئے
جسے دیکھیے لائق سروری — کہ دونون ہین یکسان مے رہبری
لگا کہنے شاہنشہ نام جو — کہ خوشنود و راضی ہو جس سے ہر اک
مین اب اور کرتا ہون تیر بیک — سر کوہ ہی نزدیک دریاے نیل
بلند ایک درخت مین بعد میل — کہ ہے فتح جو ہو مبارک وہین
کرے فتح جو ہو مبارک وہین — کہا تب یہ گودرز او طوس نے
موا اسکے تدبیر بہتر نہین — کہ جا کر کرون فتح اُس قلعہ کو
فریبرز کو شہ نے رخصت کیا — تو دیکھی زمین سر بسر آتشین
ہوا ہوتی تھی ہر دم آتش فشان — تردد کیا خوب لیل و نہار
ولیکن در درخت نہ آیا نظر — پھر آئے حضور شہ شیروان
شہنشہ نے بعد اسکے باگرد فر — کسی نے ملک اوہ کو وقت شب
بتا خواب مین سم اعظم دیا — رقم کر کے کاغذ پر اُس سم کو
لگا کہنے یون پہلوان سے کہ ہان — کہ تا کار خشکل ہو آسان ابھی
جو کچھ اُسکو خسرو نے فرمان دیا — ہوا ظاہر اک برتر یک تر
بلند اک ہوئی بانگ اسدم وہان — لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
کہ یکبارگی تیر باران کرو — ہزارون ہوے دیو تسخیر وان
نمایان ہوئی روشنی دمبدم — گیا قلعہ مین خسرو پاک دین
ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر — کہ رفعت مین وہ ہمسر چرخ تھا
پھر اک سال کے بعد خسرو گیا — گیا جانب ملک افراسیاب
کیا فتح اُس قلعہ کو بھی ہمین — لگا کہنے ای خسرو نامور

رفاقت مین اب تیری ہی نامجو — مقرر کیا گیو گو درز کو — تو کرتا ہوا ملک یکسر خراب — پہونچنا سر تخت افراسیاب
ولیکن سیاوش کا ہی اک پسر — فرود جوان مرد فرخ سیر — کلات حرم مین ہی مسکن گزین — بنایا ہی اک اُسنے حصن متین
وہان دخل مت کیجو زینہار — کہ میرا برادر ہی وہ نامدار — خبردار کوئی نہ جاوے اُدھر — کرے اور جانب سے لشکر گذر
یہ سمجھا کے طوس و فریبرز کو — یہی بات کہ گیو و گودرز کو — روانہ ہوا خسرو کامگار — سورست بار رستم نامدار
فریبرز مرد شجاع و دلیر — روان سو صحرا ہوا مثل شیر — وے طوس سوے کلات حرم — شتابان ہوا با فراوان حشم
گیا متصل لشکر طوس جب — کہ یان بہر پرخاش آیا ہی طوس — بعزم و خا فوج لایا ہی طوس
نکل قلعہ سے وہ بین نامور — یہ سُنکر کہا طوس نے ریو کو — کہ پیش فرود اب شتابان تو ہو
یہ کہ جاکے اُس سے کہ پرخاش کین — تو ہٹ جا سر راہ سے ایکزان — کہ ہو بیشتر تا بین سے لشکر روان
یہ پیغام سن ریو وہ بین گیا — جو پیغام تھا سو مفصل کہا — نہ آیا سبر آشتی زینہار
ہوا ریو کے ساتھ سر گرم جنگ — کیا ریو کو کشتہ دان ہیدنگ — کیا طوس نے اُسکے غم مین بکا
پسر کو وہین اُسنے بھیجا اُدھر — کہ لائے فرود دلاور کا سر — یہ سُن کر ہوا طوس گرم یکزمان
گیا طوس پھر آپ ہو کر سوار — سپہ لیکے یکسر پے کارزار — نہ پیکار کی تاب لایا فرود
شتابی سے لشکر جڑھ گیا کوہ پر — گیا وانسے پھر قلعہ مین ڈر کر — ہوا آکے تن خوار تب رزم جو
فرود دلاور کا خالو وہ تھا — لیا طوس نے گھیر اُس قلعہ کو — ہوئی فوج تنخوار کی غرق خون
گریزان ہوا وانسے وہ پہلوان — کیا طوس نے اُسکو آخر زبون — مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
جو شنید زیر طوس کے وقت جنگ — نکل قلعہ سے پھر فرود دلیر — گیا پھر وہین گیو بہر وغا
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر — جو کشتہ ہوا باد پا طوس کا — گیا سامنے کر کے گھوڑا دوان
کہا گیو نے یہ کہ آگے نہ جا — پسر گیو کا بیژن پہلوان — قسم ہی کہ ہرگز نہ یانسے پھرون
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر — کہ جبتک اُسکو کردون غرق خون — پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار — پھر اتنے مین آیا اُدھر سے جو تیر — کہ ہی ساتھ تیرے تمنای جنگ
فرود دلاور نے از روے کین — پکارا یہ اُسدم کہ ای نامدار — ہوا بند جوشن مین تیر آن کر
جہان تھا سوار دلاور فرود — خدنگ ایک پھر اور آیا وہین — فرود دلاور کو زخمی کیا
گیا قلعہ مین ہو کے زخمی جوان — یہ بیژن بھی پہونچا وہان مثل دود — اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار — لگا کہنے بیژن کو پہلوان — کیا قلعہ سے تیر باران وہان
سوا اسکے پھینکے بہت خارہ سنگ — دریغ ای جوان مرد جنگی سوار — سو خیمہ تبک وانسے بیژن گیا
لگا کہنے یون طوس کھا کر قسم — ہوا خستہ بیژن بمیدان جنگ — بچھوڑون کسی کو بھی زندہ وہان
پری چہرہ گلشہر کو وقت شب — کہ حملہ کنان ہو کے تا صبحدم — ہوے سر بسر سوختہ مردمان
ہوئی خواب جبکہ بیدار تب — یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب — کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود — پسر سے کہا قصہ خواب شب — تو کیا چارہ ہیش قضا و قدر
نہین غم کچھ ای مادر مہربان — کہ ہی سب کو آخر فنا بیگمان — اگر مین بھی کشتہ ہون مثل پدر

بہم ملکے دونون ہوے اشکبار
یہ کہنے لگا رستم نامدار
کہ ہون مین ترا بندۂ کمترین
تو ہی شاہ شاہان روے زمین

ہوا زال سے پھر بغل گیر شاہ
لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے
بہت پیشکش لعل و گوہر کیے

گئے پیش کاؤس روز دگر
بہم خسرو و رستم و زال زر
کیا شاہ نے جشن دان اور ایک
بآئین فرخندہ و طور نیک

وزیر و امیران شہزادگان
گئے سب بزرگان ایران وہان
ملک سے وہ کیخسرو تاجور
کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر

یہ بولا کہ کین پدر جب تلک
نہ لون شاہ توران سے مین تب تلک
نہین مجکو زنہار آرام و خواب
نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب

نہ مسرور مین تخت و افسر سے ہون
نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہون
یہ پھر زال و رستم سے شہ نے کہا
کہ ای پہلوانان کشور کشا

کروگے مدد اسکی تم وقت جنگ
یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
شہا بیشتر ملک افراسیاب
کیا مین نے جاکر تباہ و خراب

اور اب یہ سپہدار عالی گہر
خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران کا جب
کرون کوتہی جانفشانی مین کب

فریبرز و گودرز و طوس و گیو
یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یون کہا
کہو تم تمھارا ارادہ ہی کیا

یہ سن کر لگا کہنے ہر پہلوان
کہ حاضر ہین ہم جانفشانی کو ہان
دیا الغرض اسکو لشکر تمام
بتایا دلیرون کا خسرو کو نام

## رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران نے از روے کین
کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہ ہین ترتیب سب فوج کو
بآئین دلچسپ و طرز نکو

فریبرز کو با صد و دہ جوان
کہ تھے اقربا اسکے سب پہلوان
کیا شہ نے سرکردۂ فوج پیش
کیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش

جوان مرد گودرز عالی وقار
یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ پسر لیکے ہفتاد و ہشت
جو رنگین کرین جو نسے دشمن کے دشت

مقرر ہوے جانب دست راست
بہ حکم شہنشاہ جوہر شناس
وہ گستہم بھائی جو تھا طوس کا
اسے دست چپ کو مقرر کیا

جو میلاد کے تھے نبیرہ پسر
ہوے ساتھ گستہم کے سربسر
نژاد و پشنگ و دلاور سے ہان
نبرد آزما سی و سہ پہلوان

نژاد و توابہ دلاور سے بھی
پچاسی جوان با نشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گولاد سے
کہ یکدست با قوت و زور تھے

گزارہ کے تھے یکصد و پنج تن
نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوے قلب مین یک قلم
بفرمان کاؤس انجم حشم

وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا
اسے شاہ کاؤس نے یون کہا
کہ ای پہلوان بیژن جنگ جو
نہ ہونا جدا گاہ خسرو سے تو

یہ تھے جس قدر نامور پہلوان
ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
غرض ہوکے رخصت شہنشاہ سے
وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے

سو ملک توران روانہ ہوا
معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بھی لیکر سپاہ گران
گیا ہمرہ خسرو کامران

## روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین
گیا جبکہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا
سو دست چپ لیکے گرز و غا

گئے گیو و بیژن جو میدان مین — ہوا جس طرف گیو و بیژن مگن — ہزارون ہی کشتہ ہوے پلتن
نبرد آزما بیژن پہلوان — تو بر پا ہوا حشر اک آن مین — بیابان ہوا خون سے لالہ زار
ولے اور جانب سے تورانیان — جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان — ہوے قتل ترکان ادھر بیشمار
دلیران ہوے کشتہ ہنگام جنگ — جہان تھا فریبرز آئے وہان — ہوے حملہ آور ستو قلب گاہ
ہٹا جاتے تھا دلسے گودرز بھی — تھکا جب فریبرز جنگی ستوہ — گیا دو ہین میدان سے بالاے کوہ
تو ہی صاحب گرز و تیر و خدنگ — ولیکن وہین گیو مرد دلیر — لگا کہنے یون اے سرافراز پیر
تماشا مرا دیکھ وقت وغا — نہ ٹھہریگا پیران کے گرد و برد — رہیگی بھلا خاک پھر آبرو
کرون قتل لشکر کو اک آن مین — اگر کوہ ہووے تو کندہ کرون — سر سر بلندان فگندہ کرون
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم — پھر اتنے مین گستہم آیا دوان — ہوے متفق آگے جنگی جوان
لگے کہنے میدان مین کھا کر قسم — کہ مر جایئے کر کے ایسا کارزار — نہ منھ موڑیے جنگ سے زینہار
ہوے گرم پیکار جنگ آوران — یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا — کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
درفش اپنا یا بھیج اے نام جو — یہ بیژن نے جب جا کے اس سے کہا — فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
کہ غالب ہین اس وقت تورانیان — مناسب نہین ہی یہ اے نامور — کہ بھجواؤن اپنا درفش اب مدام
ہوا بیژن جنگ جو پر غضب — علمدار کو قتل کر کے وہان — علم لے کے آیا وہ جنگی جوان
کہ بر پا تھا اک دشت مین رستخیز — سر و حلق گردان جنگ آزما — نثار دم خنجر و تیغ تھا
سر پہلوانان تھے مثل حباب — جوان نسل کاؤس گستہم کے — بہت وقت پیکار مارے گئے
ہوے کشتہ ہفتاد شمشیر زن — وہ خویشان بیران فراسیاب — ہزار و دو صد مرد والا جناب
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ — سوا اسکے ترکان ایرانیان — ہوے کشتہ جتنے کرون کیا بیان
رہی لیک تو ان کی غالب سپاہ — سو خیمہ ترکان گئے شاد دل — ہوے بند سے غم کے آزاد دل
ہوا سن کے خوش شاہ افراسیاب — زر و سے عنایات شاہی نتاب — برائے سپہ شاہ نے گنج و زر
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا — پے سروران خلعت پر گہر — ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو
کہ کیخسرو و رستم پہلوان — بڑا نام تم نے کیا مرحب — تو پھر اس جہان مین بہ فتح و ظفر
شب و روز تم کامرانی کرو — ادھر لیکے آوینگے فوج گران — کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
جہان مین رکھو نیکنامی زینہار — بعیش و طرب زندگانی کرو — اودھر اہل ایران تھے غمگین تمام
غرض جبکہ لشکر ہوا پائمال — با قبال شاہنشہ نامدار — کہ کیخسرو نامور تھا جہان
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم — فریبرز تب با دل پر ملال — فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
کئی دن تلک اسنے ماتم رکھا — ہوا اسکو اپنے برادر کا غم — گئے اور کہا اے ثریا علم
شکیب و صبوری تو کر اختیار — شب و روز آنکھون پہ غم کا کھنچا — یہ بزم مسرت بٹھایا اسے
چھڑایا وہین قید سے طوس کو — کہ چارہ قضا سے نہین زینہار — پے جنگ پیران خانہ خراب
تہمتن نے دہین پذیرا کیا — لگا کہنے پھر خسرو نام جو — کرون جاکے پیران سے ناکارزار
ولے طوس خسرو سے کہنے لگا — کہ مجکو اجازت ہو پھر ایکبار

ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
ہوا حملہ آور بسوے حصار
دلیری لگے کرنے مردان کار

در دژ شکستہ ہوا پھر وہین
گئے دژ مین سب کھینچکر تیغ کین
پکڑ نیزہ اُس دم فرود دلیر
ہوا رزم جو آکے مانند شیر

دلیرانہ پھر بیژن جنگ جو
ہوا اُس جوانمرد کے روبرو
فرود دلاور نے از روے کین
رہا اک کیا زخم اُسپر وہین

اثر کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا
گیا ٹوٹ نیزہ بہ حکم قضا
دگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
کہ بیژن کو لے زیر گرز گران

ولیکن کمینگاہ سے بیدریغ
رہام دلاور نے ماری جو تیغ
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
فغان اک اُٹھا زیر چرخ کبود

کہ ای وائے افسوس مثل پدر
جوانی مین کشتہ ہوا یہ پسر
غرض اُسکی مان دوڑی آئی وہان
ہوئی اُسکے ماتم مین نالہ کنان

پھر اپنا شکم کرکے خنجر سے چاک
کیا آپ کو اُسنے دو ہین ہلاک
وہان آکے بہرام نے طوس کو
کہا کرکے نفرین کہ ای تندخو

یہ پہونچے خبر ہاے خسرو کو جب
خدا جانے کیا تجھپہ آئے غضب
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود
فراوان غم پور و درد فرود

وہان سے بصد شوکت و کر و فر
کیا طوس نے کوچ پھر پیشتر
پھر اک راہ مین اور آیا حصار
جوان اک پلاسان تھا وان قلعدار

نکل کر پلاسان ہوا گرم کین
کیا کشتہ بیژن نے اُسکو وہین
روان وان سے لشکر ہوا پیشتر
تو سالار توران نے سن کر خبر

نزادہ کو بھیجا براے نبرد
پکارا وہ آوے جو ہو کوئی مرد
گیا سامنے بیژن پہلوان
ہوا کار منجر یہ تیغ و سنان

پھر اک گرز بیژن نے مارا کہ بس
رہی جنگ کی پھر نہ اُسکو ہوس
نزادہ گرا اسپ سے ہو جدا
پریشان ہوا مغز بدخواہ کا

یہ چاہے تھا بیژن کہ پھینکے کمند
کرے تا کہ بدخواہ کو اُس سے بند
کہ اتنے مین گھوڑونکو کرکے دوان
سواران تورانی آئے وہان

نزادہ کو وان سے اُٹھالے گئے
تگاور پر اُسکو بٹھالے گئے
ولیکن نہ پھر جنگ کی لائے تاب
گئے بھاگ کر پیش افراسیاب

ہوا وان سے پیران ویسہ روان
پئے جنگ پرخاش ایرانیان
سواران ترکان لیے چل ہزار
نبرد آزمایان و مردان کار

سو کاسہ دلائے تورانیان
کہ لشکر تھا ایرانیون کا وہان
خطر گیو سے بسکہ پیران کو تھا
تو ناچار بس قصد شبخون کیا

غرض مست و مدہوش و غافل تھے سب
دلیران ایران زمین وقت شب
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
ہزارون کیے قتل ایرانیان

خطرناک بیدل ہوئی سب سپاہ
روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
فریبرز کے آکے شامل ہوا
فریبرز کا پُر الم دل ہوا

گیا نامۂ خسرو نامور
بنام فریبرز عالی گہر
لکھا تھا کہ ہے طوس تقصیروار
نہ لایا بجا حکم وہ نابکار

بسوے کلات و خرم یہ گیا
مرے بھائی کو قتل ناحق کیا
غرض طوس کو قید کر لیجیو
خطا کی سزا اُسکو اب دیجیو

بہ فرمان کیخسرو نامور
فریبرز نے طوس کو باندھ کر
کہا سخت دشنام وی بیشمار
کیا انجمن مین ذلیل اور خوار

رکھا اُسکو زندان مین شام و پگاہ
ہوا آپ سالار یکسر سپاہ
لکھا پھر یہ پیران کو نامہ کہ ہان
یہ شبخون نہین کار جنگ آوران

اگر ہے جوانمرد تب بیدرنگ
دلیرون کے آسامنے بہر جنگ
فریبرز کا جبکہ نامہ پڑھا
تو پیران نے اُسکو یہ پاسخ دیا

کرینگے بہم بعد یک ماہ جنگ
مہیا ہے یان گرز و تیر و خدنگ

## جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

غرض جب گیا اک مہینہ گزر
دو لشکر مقابل ہوے آن کر

ادھر نامدارن ایران زمین
اُدھر لشکر ترک جویاے کین
صف آرا ہوے آن کر ہر دو سو
دلیران جنگ آور و کینہ جو

ہوئی آتش جنگ افروختہ
ہوا خانۂ آشتی سوختہ
مبارز لگے چاہنے کینہ خواہ
ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ

خوشی سے دلیران ایران دیار | اُسے صرف کرتے تھے لیل و نہار
بد اندیش سے باسنان و خدنگ | دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

## رسیدن رستم پہلوان در قلعۂ ہمایون باستمداد و استغاثت طوس و آمدن کاموس و شنگل دو پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر | کہ محصور ہے طوس والا گہر
تہمتن کو کرکے طلب یون کہا | کہ یاور ہو تو جا کے اب طوس کا
یہ سن کر وہین رستم پہلوان | ہوا سوے کوہ ہمایون روان
گیا کرکے یلغار نزدیک جب | ہوا خرم و شادمان طوس تب
یہ گودرز سے طوس کہنے لگا | کہ آیا تہمتن تو جا پیشوا
شتابی سے اسنے بفرط خوشی | تہمتن سے جا کر ملاقات کی
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان | کہا پھر کہ ای پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہے پشت و پناہ | یہان تو نہایت ہوے ہم تباہ
وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ | غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ
پھر آئے بہم سوے دژ پہلوان | در دژ تلک طوس جنگی جوان
تہمتن کے لینے کو آیا وہین | ملا جب تو یہ عذر لایا وہین
رہا مین حفاظت کو دژ کی یہان | نہ ٹک آسکا پیشتر ای جوان
بہت اُسکی رستم نے دلجوئی کی | گئے قلعہ مین پھر بفرط خوشی
تہمتن سر تخت بیٹھا وہان | یمین و یسار اُسکے سب پہلوان
یلان سرافراز ایران دیار | یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی زندگی تیرے آنیسے یان | وگرنہ نہ تھی ہم کو اُمید جان
ہر ایک کی تسلی تہمتن نے کی | ہوئی اُسکے آنیسے سب کو خوشی
خبر لاؤن پیران کے لشکر کی اب | کرون مین بیان آگے احوال سب
لکھا اُسنے تھا شاہ توران کو | کہ کرکے زبون فوج ایران کو
کیا مین نے محصور ای بادشاہ | پر اک دژ مین لی ہے اُنھون نے پناہ
کہ کوہ ہمایون پہ ہے وہ حصار | نہین تاب جنگ اُنمین اب زینہار
جو فوج اور بھیجو تو اُنکو شتاب | کرون مین ہلاک و اسیر و خراب
سپہدار توران نے دو پہلوان | کیے سوے کوہ ہمایون روان
جوانمرد کاموس و شنگل دلیر | دلیری کے بیشہ کے غرندہ شیر
سرافراز گردان چین و ختن | توانا و پیل افگن و پیل تن
سوا اسکے خاقان چین کو لکھا | کہ پیران کی امداد کو خسروا
روانہ تو کر اور بھی کچھ سپاہ | کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ
بہم بسکہ دونون مین اخلاص تھا | کیا پاس خاقان نے اخلاص کا
نہ تنہا گئی فوج ترکان چین | روانہ ہوا آپ خاقان چین
تہمتن سے پہلے یہ پہونچے وہان | کہ تورانیان خیمہ زن تھے جہان
شتابی سے پیران کے شامل ہوئے | پے جنگ و پرخاش مائل ہوئے
غرض آکے جب رستم پہلوان | ہوا شامل فوج ایرانیان
وہین پیش کاموس پیران گیا | ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر | مقابل نہین جسکے غرندہ شیر
یہ کہنے لگا ہو کے وہ گرم و تند | کہ آگے مرے تیغ اُسکی ہو کند
تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر | مرے سامنے آوے میدان مین گر
تو بس لاؤن رستم کا دم ناک مین | ملاؤن مین سب رستمی خاک مین
جو میدان مین جاؤن مین دوڑا ہیون | کرون دشت کو سر بسر بحر خون
یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل | ہوا بند سے غم کے آزاد دل
گیا پھر وہین پیش خاقان چین | کہا اُسنے ای شاہ روی زمین
تو ہے یان نگہدار تورانیان | تو ہے اب مددگار و یاری رسان
سحر کرکے مین گرم بازار جنگ | کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ
تو ہو قلب مین با سپاہ گران | رہے تا قوی پشت جنگ آوران
لگا کہنے پیران سے خاقان چین | پے رزم یکدل ہین ترکان چین

ملاؤنمین اُسکو تہ خاک و خون
تلافی تقصیر سابق کرون

یہ سن کر سو رستم پیلتن
لگا دیکھنے سرور انجمن

تو کی عرض رستم نے ای بادشاہ
سزاوار چتر و سریر و کلاہ

اجازت ہو کافی ہی طوس دلیر
کریگا یہ پیران ویسہ کو زیر

جو آویگا لے فوج افراسیاب
تو مین ہونگا ہم رزم اُسکا شتاب

یہ سن طوس کو اُسنے رخصت کیا
دیا حکم گودرز کو تو بھی جا

## بار دگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بہ سحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پھر طوس جنگی جوان
ہوا سوے پیران ویسہ روان

گیا کر کے یلغار نزدیک جب
مقابل ہوا آکے پیران بھی تب

بہم ہر دو لشکر ہوے گرم جنگ
رہی سات دن جنگ گرز و خدنگ

ہوا آٹھوان روز جب آشکار
تو میدان مین ہومان دلاور سوار

جدا ہو کے لشکر سے اپنے گیا
کیا ہم نبرد ان کے سر کو جدا

بہت گرد ایران ہوے کشتہ جب
کیا طوس نے قصد پیکار تب

کہا دو ہین گودرز نے طوس کو
توقف ذرا کر تو ای نام جو

کہا گیو سے پھر کہ ای شیر مرد
تو ہومان سے اب جا کے ہو ہم نبرد

گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو
ہوا ساتھ ہومان کے پیکار جو

گہے گرز تھا گاہ تیغ و سنان
لڑے خوب باہم وہ دونون جوان

نہ کوئی ہوا کامران زینہار
گئے پھر سو لشکر انجام کار

دلیرون نے پھر تیر باران کئے
بہت پہلوان اُنکے بیجان کے

وہان ساحر اک شخص پر زور تھا
کہ بازور تھا نام اُس شخص کا

لگا کہنے پیران کہ اب زود تر
یہان سے تو جا قلۂ کوہ پر

وہان جا دو ایسا تو کر ای جوان
کہ ہو بارش برف و باران یہان

ولے کچھ نہ ترکونکو پہونچے ضرر
بتہ ہو وین ایرانیان سر بسر

یہ سن کر سر قلہ کوہسار
وہ ساحر ہوا جا کے مشغول کار

ہوا ابر تیرہ نمایان وہین
ہوئی بارش برف و باران وہین

نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اور طرف
برستی تھی لشکر مین ایران کے برف

ہر اک جوش سرما سے تھا کانپتا
ہوے سب کے بیکار وان دست و پا

پھر اتنے مین پیران و ہومان وہان
ہوے حملہ آور یہ فوج گران

بہت قتل ایرانیون کو کیا
ضرر برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا

ہر اک جا تھی برف اور جاری تھا خون
سواران ایران پڑے تھے نگون

بصد زاری و عجز پیر و جوان
لگے مانگنے یہ دعا ہر زمان

الٰہی تو کر فضل و احسان شتاب
کہ تا دور ہو برف و باران شتاب

قرین اجابت ہوئی یہ دعا
کرم حق نے بیچارگان پر کیا

کوئی غیب سے مرد فرخ سیر
رہام دلاور کو آیا نظر

کہ انگشت سے وہ خجستہ شعار
کرے ہی اشارہ سو کوہسار

یہ دیکھا تو گھوڑے سے وہ ہین اُتر
پیادہ کیا قلۂ کوہ پر

وہ ساحر تھا از بسکہ مشغول کار
نہ تھی کچھ خبر اُسکو وان زینہار

جوانمرد نے جا کے از روے کین
پس پشت ہاتھ اُسکے [illegible]

کہا پھر یہ اُس سے کہ ہان زود تر
تو اس برف و باران کو اب دور کر

ہوا قید جسدم وہ خانہ خراب
ہوئی دور وہ برف باری شتاب

اُتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس
اُسے قتل لا کر کیا پیش طوس

ہوا دن تمام اور دونون سپاہ
گئے رزم گہ سے سوے خیمہ گاہ

پھر آیا سحر ہو کے پیران سوار
ہوا آکے آمادۂ کارزار

ولے تھی نہ تاب اقامت یہان
کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان

زبون ہو کے ناچار سوے عقب
وہ لڑتے ہوے ہٹتے آتے تھے سب

غرض با دل پر غم و اضطراب
گئے سوے کوہ ہمایون شتاب

حصار ایک تھا کوہ پر استوار
لیا زخمی و خستہ نے وان قرار

سر دامن کوہ طوس دلیر
ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر

دوان آئے ترکان پیکار جو
کیا آکے محصور وان طوس کو

یہ پیران سے ہومان نے اُسدم کہا
کہ محصور کرنے سے کیا فائدہ

سر راہ مسدود مت کیجئے
جدھر جاوین جانے اُدھر دیجئے

پسند آئی اُسکو نہ یہ گفتگو
کہ تھا بر سر کینہ وہ کینہ جو

بہت قلعہ مین غلہ و آب تھا
مہیا تھا سامان ہر قسم کا

سنو آگے خاقان و رستم کی جنگ | ذرا دیکھو دور زمانہ کا رنگ

## جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک | تو پیران دیسہ ہوا خشمناک
لگا کہنے خاقان سے اے تاجور | سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر
یہ بہتر ہی عطف عنان کیجیے | سو خانہ لشکر روان کیجیے
ہمین تاب پیکار رستم نہین | کہا سن کے خاقان نے کچھ غم نہین
کرون صبح اُس کو اسیر کمند | تو بیدل نہ ہو اے یل ارجمند
پھر اتنے مین اک گرد جنگیش نام | یہ کہنے لگا اے شہ ذوالکرام
تہمتن کے سینہ کو ہنگام جنگ | کرون مین سحرگہ نشان خدنگ
لگا کہنے خاقان کہ اے جنگجو | کرے قتل رستم کو میدان مین تو
تو بخشون تجھے سیم و زر بیشمار | بہت دون تجھے گوہر شاہوار
غرض گرد جنگیش روز دگر | دلیرانہ میدان مین آن کر
پکارا کہ اے رستم سرفراز | مرے ساتھ ہو آن کے رزم ساز
گیا رستم گرد خندہ کنان | کہا تجکو لائی ہے اب موت یان
کرون مثل کاموس تجکو ہلاک | زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک
جوانمرد جنگیش نے لی کمان | کیا تیر سوے تہمتن روان
جو دیکھا کہ ہی نیر جوشن گذار | سپر سر پہ لایا وہین نامدار
ولیکن سپر سے گذر بیدرنگ | ہوا بند جوشن مین آکر خدنگ
حلم کرکے شمشیر کو بعد ازان | تہمتن ہوا سوے جنگیش روان
وہ ہیبت سے اُسکی گریزان ہوا | عقب اُسکے رستم شتابان ہوا
پہونچکر تہمتن نے یکبارگی | جو کھینچی پکڑ کر دم بارگی
تو جنگیش ہوا پشت زین سے جدا | اُسے قتل رستم نے دو ہین کیا
یہ پھرتا تھا تیغ برہنہ بکف | بسان ہزبر ژیان ہر طرف
کہ رستم سے کوئی مقابل ہوا | سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا
دے بعد دیر آکے ہومان وہان | لگا کہنے رستم سے وہ اے جوان
نہ زنہار ترکان کو برباد کر | وصیت تو سہراب کی یاد کر
وہ کہتا تھا وقت دم واپسین | کہ ہو نا نہ ترکون سے اب گرم کین
یہ سن کر تہمتن نے پاسخ دیا | سمجھ اُس سخن کو جو کچھ ہی لکھا
نہ کرتے سیاوش کو گر تم ہلاک | تو ہوتا مرا سینہ کینہ سے پاک
سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز | بجا ہی جو ہون تم سے گرم ستیز
وہ بولا کہ اے رستم ذی شعور | کسی طرح کین سیاوش ہو دور
لگا کہنے رستم کہ پیران یہان | اگر آوے تو راز دل ہو عیان
یہ سن کر وہین پیش پیران گیا | یہ ہومان نے پیران سے جاکر کہا
تہمتن نے تجکو کیا ہے طلب | تو جا پاس اُسکے کہ بہتر ہی اب
وہ پہلے گیا پیش خاقان چین | کہا یون کہ اے شاہ ترکان چین
بلاتا ہی اب رستم پہلوان | جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان
اُسے منع خاقان چین نے کیا | خردمند ہومان سے پھر یون کہا
تو کیون پیش رستم گیا تھا مگر | ترے دل مین ہی اُس سے خوف و خطر
کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین | تہمتن سے پیکار لازم نہین
کہان تاب ہی لشکر شاہ کو | کہ ہو ساتھ رستم کے پیکار جو
جو صحرا و دریا مین ہو گرم جنگ | مقابل نہ ہو اُسکے شیر و پلنگ
تہمتن ہی پیل افگن و پیلتن | سوار جہان گیر و لشکر شکن
نہ ہو رزم ساز اُس سی افراسیاب | کہ البرز ہی نام سے جسکے آب
یہ سن کر ہوا تند خاقان چین | کیا دور ہومان کو وان سے وہین
وگر یار پیران بہ عجز و نیاز | لگا کہنے یون اے شہ سرفراز
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے | جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے
بہت چاپلوسی جو پیران نے کی | تو جانے کی دی شہ نے پروانگی
گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا | بہت دل مین اندیشہ کرتا ہوا
ہوا رستم گرد کا مدح خوان | کہا اُس سے پیران نے یون بعد ازان
کہ کیخسرو نامبردار کا | یہ مخلص بھی ہی بندۂ باوفا
بہت کی ہی مین نے پرستندگی | فراوان ہی میرا حق بندگی
رہا قتل سے مین نے اُسکو کیا | جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

یہ سن کر ہوا وہ قرین طرب
گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
دلیرون نے کینہ پہ باندھی کمر

اُدھر آکے پیران خاقان پہونچا
ادھر رستم و طوس انجم حشم

ہوے لشکر آرا بقصد وغا
گیا نہ فلک پر فغان بوق کا

خروشان ہوے نائے ترکی وہان
ہوے گرم پیکار جنگ آوران

وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
گیا سوچ مین رستم نامور

ولے یاد وہ ہین خدا کو کیا
ذرا دی نہ اندیشے کو دلمین جا

نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ
شتابان ہوا سوے نادر دگاہ

کہ تھا اشکبوس اُس دلاور کا نام
دلیر و جوانمرد مشہور عام

گیا یان سے روہام جنگی سوار
ہوا جاکے آمادۂ کارزار

لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان

جوانمرد جنگی نے از روے کین
سر ترک پر گرز مارا وہین

ہوئی کارگر گرز کی بھی نہ ضرب
پھر اُس مرد جنگی نے ہنگام حرب

اُٹھا گرز مارا جو بالاے سر
تو اُس وقت روہام نے لی سپر

ولے اس قدر گرز کاری لگا
کہ توڑی سپر سر کو خستہ کیا

کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ
گیا وان سے روہام پھر سوے کوہ

جو زخمی ہو روہام بل پھر گیا
تو اُس ترک نے یہ ارادہ کیا

طرف اپنے لشکر کے موڑے عنان
کہ اتنے مین وان رستم پہلوان

ہوا نعرہ زن جاکے مانند شیر
لگا کہنے اُس ترک سے وہ دلیر

کھڑا رہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد
مقابل ہو پھر کر اگر تو ہے مرد

پھرا اشکبوس نبرد آزما
سو پیلتن تیر باران کیا

ولے اتنی تھی دہشت پیلتن
کہ لرزندہ تھا دست ناوک فگن

نہ اک تیر بر سر ہوا کارگر
کمان لیکے رستم نے پھر زود تر

رہا تیر جب سوے دشمن کیا
مہ و مہر نے تب کہا مرحبا

ہوا اُسکے سینہ پہ کیا کارگر
کیا تیر نے پشت سے بھی گذر

ہوا اشکبوس بغرض وان ہلاک
ملا جسم اُسکا تہ خون و خاک

جو دیکھا کہ ہے برق خوننابہ بر
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھ کر

یہ بولا کہ جون رستم پیلتن
نہ دیکھا کوئی ہم نے ناوک فگن

تو اے گرد پیران کہے تھا درست
کہ رستم ہے مرد توانا و چست

نہین اپنے لشکر مین کوئی بھی مرد
کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد

خطر سے نہ آیا کوئی نامور
مقابل تہمتن کے باکر و فر

نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
گئے ہر دو لشکر سو خیمہ گاہ

کیا رات کو سب نے آرام و خواب
سحرگاہ نکلا جو پھر آفتاب

تو میدان مین گردان پیکار جو
صف آرا ہوے آن کر ہر دو سو

لگا کہنے لشکر سے خاقان چین
کہ اے نامداران و ترکان چین

کہو کونسا آج جنگ آزما
عوض اشکبوس جوانمرد کا

تہمتن سے لیتا ہے از روے کین
کہا سن کے کاموس نے پھر وہین

کہ رستم سے کرتا ہون مین جاکے جنگ
یہ کہہ کر شتابان ہوا بیدرنگ

کیا اسپ کو سوے میدان روان
دلیرانہ جاکے پکارا کہ ہان

شتابان ہوا اے رستم نامدار
مرے ساتھ کر آن کے کارزار

تہمتن کا شاگرد الواے یل
کہ بے جنگ اُسکو نہ پڑتی تھی کل

دلیرانہ آیا سو رزمگاہ
ہوا آکے کاموس سے کینہ خواہ

کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
تو الواے جنگی نے دی اپنی جان

دوان کرکے میدان مین تب رخش کو
ہوا نعرہ زن رستم جنگ جو

لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
مجھے مت سمجھ اشکبوس اے جوان

ڈرون مین نہ ہرگز ترے شور سے
کرون آج تجکو زبون زور سے

وہ بولا کہ جب صید آوے نظر
تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر

دلیری سے کاموس نے پھر کمند
رہا کی سوے رستم ارجمند

تہمتن شتابی چڑا سر گیا
ہوا اُس سے وابستہ سر رخش کا

پکڑ لی تہمتن نے پھر وہ کمند
ہوئی رخش کے سر مین جو آکے بند

کیا زور کاموس و رستم نے جب
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب

ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا
ولے اُسنے پھر یہ ارادہ کیا

کہ شبدیز پر اپنے ہوکر سوار
کرون مین تہمتن سے پھر کارزار

تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
کیا مثل نخچیر اُسے پاے بند

ہوا اُسکا گھوڑا وہان سے فرار
کیا فوج خاقان مین اسنے قرار

ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کشان لے گیا رستم شیر گیر

کیا قتل کاموس کو پھر وہین
سواران ایران نے از روے کین

کوئی لشکر ترک سے اک سوار
ہوا پھر نہ آمادۂ کارزار

پیام اُسنے بھیجا کہ اے نامور
نہ ہوگرم پیکار بس صلح کر
یہ سن کر لگا کہنے وہ نام جو
جو خاقان کو ہے صلح کی آرزو

تو پیل سفید اور دیہیم وزر
مرصع وہ اور رنگ و گنج و گہر
سپہ سے یہ بولا کہ از روے کین
سزاوار کیخسرو ذوالکرام

غضبناک سُن کر ہوا شاہ چین
تہمتن کا ہر گام تھا بیشتر
دلیرانہ ہوگرم پیکار یان
دلیرانہ ہوئی بارش تیر ہر چند پر
لیا باندھا ایرانیون نے وہین
تو خاقان کے سر مین ہوئی کجکلاہی

گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
سو کشور چین شتابان ہوا
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
غرض لشکر چین گریزان ہوا
ہمیشہ سے مشہور ہی جو رچرخ
سواران ایران نے غارت کیا

نہ پیل اور نہ اورنگ زرکار تھا
شہ چین پیادہ گرفتار تھا
کبھی شام ہی اور کبھی ہی سحر
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو
پُرش کرکے ہر چار سو گھیر لو
دلیرون سے پھر رستم پہلوان

گریزان ہوے شب کو تورانیان
نہ ہرگز رہا دان کسی کا نشان
ہوا جاکے آسودہ لشکر تمام

## روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برای جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلۂ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و بہ فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم پہلوان بہ حضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو کوئی نہ ہو کون کا دیکھا سوار
یہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ
تمھین شب ہوا میل آرام گاہ

سواران توران کو فرصت ملی
بیابان سے بے رنج و غم راہ لی
سلامت گئے حیف تورانیان
یہ ہے خواب غفلت مین ایرانیان

بہ کہہ کر کیا مال معشر و تہ کو
روان پیش کیخسرو نام جو
وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج
فراوان زر و گوہر و گنج و تاج

گیا نے کے اس دادگر کے حضور
فرامرز رستم کا فرخندہ پور
ہوا شاد کیخسرو نام دار
شکفتہ ہوا دل بر نگ بہار

فرامرز کو خلعت و زر دیا
اُسے مورد لطف و احسان کیا
تہمتن کو بھی خلعت پُرگہر
زر وے عنایات با گنج و زر

پے طوس و گودرز و گیو و اد ہام
کہا تک مین لون پہلوانون کے نام
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
ہر اک کے لیے خلعت و زر گیا

روانہ ہوا سوے افراسیاب
تہمتن کرے تا کہ اُسکو خراب
حضور سپہدار توران دیار
کیا جا کے پیران نے یون آشکار

کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست
کیا سر بلندون کو رستم نے پست
شہ چین کو میدان سے روز نبرد
پکڑے گیا رستم شیر مرد

ہوا پر الم سن کے افراسیاب
بہت دل کو اُسکے ہوا اضطراب
کیا تا مارون کو اُس نے طلب
کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہی اب

لگے کہنے مردان جنگ آزما
نگ چین سے ناحق طلب کی شہا
نہ سمجھا کہ ہین مرد میدان اگر
ذرا حکم ہوے تو اب زود تر

کرین رستم گرد سے جاکے جنگ
ملا دین اُسے خاک مین بیدرنگ
وہ بولا کہ رستم ہی لشکر شکن
توانا و زور آور و پیلتن

بہت جنگ مین آزمایا اُسے
خدنگ و سنان گرز و تیغ و تبر
بدن پر نہ اُسکے ہو کچھ کارگر

غرض قتل بدخواہ دشوار ہی
پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
طلب بہر امداد اُس کو کیا

ختن کا سپہدار پولادوند
ختن سے روان ہو کہ پہونچا شتاب
ہوا شامل شاہ افراسیاب

بہم شاہ توران و پولادوند
شتابان ہوے با سپاہ گران
دلیران گردان و جنگی جوان

یہ سن کر لگا کہنے وہ پیلتن
کہ خالی نہین صدق سے یہ سخن

کیا پھر یہ پیران نے اے نامدار
کرون ہون مین اب تجھسے عہد و قرار

تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
نہ کر اسقدر فوج توران کو تنگ

کیا تجھ کو اس واسطے یان طلب
مری بات سن گوش جان سے تو اب

حوالے کرے میرے افراسیاب
زر و مال بھی دے مجھے بیحساب

بوخسرو کرے سر کو اُسکے جدا
تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا

دے پاس خاطر ہی تیرا ضرور
پذیرائی صلح تھی ورنہ دور

سنا جبکہ خاقان نے احوال سب
لگا کہنے گردان چین سے یہ تب

کیا عرض شنکل نے اے شہریار
نہین صلح منظور یان زنہار

یقین ہی کہ کوئی دل کینہ جو
کریگا زبون رستم گرد کو

یہ سن کر خوشی سے لگا کہنے شاہ
کہ بہتر ہی پھر جنگ کیجے نگاہ

وہ بیٹھا تھا خاموش تھی عقل دنگ
کہ مجلس کا اسوقت تھا اور رنگ

گیا سوے میدان ہوا نعرہ زن
پکارا کہ اے رستم پیلتن

کمین مخالف کے از رد کین
کیا بند رستم نے نیزہ وہین

وہ اُٹھ کر پیادہ گریزان ہوا
سو لشکر چین شتابان ہوا

سلامت وہان سے اُسے لیگیا
یہ شنکل نخاقان سے جاکر کہا

دلیری مین یکتا ہی وہ شیر مرد
نہین کوئی اُسکا یہان ہم نبرد

عبث تھی وہ مجلس مین لاف گزاف
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو تو ہی صاف

شہ چین نے شنکل کو انجام کار
سوار ان جنگی دیے شش ہزار

ہوے گرد رستم کے لیکر سوار
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار

گئے پھر دلیران پیکار جو
ادھر سے بھی رستم کی امداد کو

نہ ہوا نکے ابرو سے بیم و باک
کرد کوشش و جہد بیحد و باک

یہ کیونکر کہون مین کہ یکتا رہی
قیامت وہان اک پدید ارہی

ہوا سادہ داماد کاؤس کا
تہمتن سے آکر نبرد آزما

مقابل ہوا نکے بھی کاک سال
دلے اُس سے غافل کہ آیا زوال

دہن سے نکلتا تھا رستم کے خون
کیے کشتے صدہا گیا جسطرف

تہمتن کو از بسکہ تھا جوش کین
ہوا حملہ آور سو شاہ چین

جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ

سواران چین بسکہ کشتے ہوے
جو صحرا مین کشتونکے پشتے ہوے

ولیکن دو رویہ ہی اے نام جو
اسیر بلا اس سبب سے ہی تو

کہ فرمانبری سے نہ مین پھیرون سر
رہون تابع حکم شام و سحر

وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
تری بات کا ہی مجھے اعتماد

جو یہ آرزو ہے بہم صلح ہو
تو پھر شیوۂ مفسدہ جو کرو

کہ کیخسرو نامور کے حضور
روا نہ کرون پھر ہو پرخاش و شر

تو یہ جانتا ہی ترے شاہ سے
نہین صلح منظور ہرگز مجھے

تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا

کہ اے نامداران کہو تم شتاب
تہمتن کی ہی بات کا کیا جواب

بلا سے ہوے کشتہ دو چار گرد
بفضل خدایان ہین بیشمار گرد

جو یہ بات شنکل نے اُسدم کہی
تو سب نامدارون نے تائید کی

ولے دیلمین پیران کے تھا یہ تاب
نہ دیتا تھا اس بات کا کچھ جواب

غرض شنکل گرد رزم آوری
دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر

رکھون ہون مین تجھسے تنے رجنگ
گیا سن کے وہ گرد یولاد خنگ

اُٹھا کر گرایا اُسے خاک پر
کیا چاہتا تھا تنہ اُسکا سر

ہوا اُس کے دُنبال رستم دوان
ولے آن کر لشکر چینیان

کہ رستم کے آگے ہین سب گرد پست
بجا ہی اُسے کہیے گر پیل مست

یہ سن کر ہوا شاہ چین پر غضب
لگا کہنے یون کیا ہوا بھلو اب

وہ بولا مرے ساتھ ہو گر سپاہ
تو پھر جاکے رستم سے ہون کینہ خواہ

دگر بار شنکل بہ قصد وغا
سو رزمگے کے لشکر گیا

ولیکن نہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
بیک تیغ و نیزہ تھا کرتا قلم

دلیرون سے کہنے لگا پہلوان
کہ اس جنگ سے یان نہین کچھ زیان

بگرزگران اب ستیزہ کرو
سر چینیان ریزہ ریزہ کرو

پیاپے تھی یون ضرب گرز گران
کہ جس طرح سے تیک آہنگران

خروشان ہوا لیکے گرز گران
کہ سادہ نے دی سادہ لوحی سے جان

لگا گرز جو ایک بالاے سر
تو بس ہو کے بیدم گرا خاک پر

وہ شنکل کہ تھا گرد جنگ آزمیر
تہمتن کے ہاتھون سے مارا گیا

سواران ایرانیان یکہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار

ہوئی فوج خاقان کی حملہ کنان
قیامت ہوئی ایک برپا وہان

جو رستم کی دیکھی دلیری وہان
تو خاقان چین کو ہوا خوف جان

یہان سے ہمین کچھ بھی حاصل نہین
بھلا کس لیے ہو جیے گرم کین

چلو پھر بسوے دیار ختن
یہ کہہ کر گیا شہریار ختن

لگا کہنے پیران سے شاہنشہا
سپہ لے کے شاہ ختن اٹھ گیا

ہوئی اس سبب سے یہ بیدل سپاہ
نہین سوے پیکار مائل سپاہ

مناسب نہین ہی توقف یہان
سو خانہ بس ہو جیے اب روان

غرض شکبو واسطے بصد اضطراب
گریزان ہوا شاہ افراسیاب

لگا ہاتھ رستم کے پھر مال و گنج
مبدل ہوا ساتھ راحت کے رنج

تہمتن نے ہر اک کو با صد طرب
کیا ملک توران کو تقسیم سب

بہ فتح و ظفر لے کے پھر مال و زر
گیا پیش کیخسرو نامور

ہوا شاد کیخسرو نامجو
دیا گنج و زر رستم گرد کو

سوا اسکے سب مال مغرور تھی
تہمتن کو بخشا بہ فرط خوشی

کیا بیژن و گیو کو پھر طلب
وہ توران سے آئے سپہ لیکے سب

## جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدنش از دست رستم

کہون قصہ اب در با آب و رنگ
سناؤن مین اکوان و رستم کی جنگ

ہوا جشن آراستہ ایک روز
سر تخت خسرو تھا جلوہ فروز

امیران و گردان ایران دیار
حضور اسکے حاضر تھے سب نامدار

کہا ایک چوپان نے وان آن کر
کہ گلے مین اسپان کے اک گورخر

کہین دامن دشت سے آگیا
گئی اسپ کو اُسنے ضائع کیا

یہ کہنے لگا خسرو پیل زور
نہین زور مین ہمسر اسپ گور

تعجب ہے حیرت کا ہی یہ مقام
کہ آکر کیا گورخر نے یہ کام

یہ سن کر وہین موبدان کہن
لگے کہنے یون پیش شاہ زمن

کہ ہی ایک اکوان دیو لعین
سر چشمہ صحرا مین مسکن گزین

ہوا دشت مین آشکار آن کر
وہی دیو ہی صورت گورخر

سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا
تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا

کہ اے پہلوان رستم پیلتن
ترا کام ہی کشتن اہرمن

نہین اور کو تاب یہ زینہار
یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار

وہین لیکے گرز و کمند و سنان
تہمتن ہوا سوے صحرا روان

سو گورخر جا کے پھینکی کمند
وہ غائب ہوا کچھ نہ پہونچا گزند

پھر اک دم مین پیدا ہوا وہ لعین
یہ دوڑا وہین کھینچ کر تیغ کین

کیا چاہے تھا زخم اُسپر رہا
نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا

یہ سمجھا تہمتن یل پیل زور
کہ ہی بیگمان دیو اکوان یہ گور

غرض اس طرح سے وہ دیو پلید
گہے تھا نمایان گہے ناپدید

رہا تین دن تک تہمتن خراب
نہ آرام تھا دن کو نے شب کو خواب

بروز چہارم سوار دلیر
ہوا اور صحرا مین آرام گیر

گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان
تو پھر آن کے دیو اکوان نے وان

زمین کو شتابی بریدہ کیا
اُٹھا کر تہمتن کو بس لے گیا

ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
لگا کہنے تب اُس سے یون اہرمن

کہ دریا مین پھینکون مین یا کوہ پر
جو ہو خواہش دل بیان مجھ سے کر

سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر
کہ برعکس ہی کار دیو شریر

کہا دیو سے پھینک دے کوہ پر
کہ تا استخوان ریزہ ہون سر بسر

اُسے دیو ناپاک نے پھر وہین
دیا پھینک دریا مین از روے کین

گرا جبکہ دریا مین تب بیدرنگ
سو رستم گرد دوڑے نہنگ

جوانمرد اس وقت لایا پناہ
سو آفرینندۂ مہر و ماہ

زروے دلیری علم کر کے تیغ
لگا قتل کرنے انھین بیدریغ

یل پیلتن خوب تیراک تھا
دلیر و جوانمرد و بیباک تھا

شناور تھا یکدست سے پہلوان
بدست دگر تھا ستیزہ کنان

بعون عنایات و لطف خدا
کنارے پہ پہونچا وہ جنگ آزما

سلاح و لباس اپنا کر خشک وان
ہوا پھر سو دیو اکوان روان

یہ اُس چشم پر رفتہ رفتہ گیا
کہ گھوڑون کا یعنی چراگاہ تھا

جوانمرد کا رخش چرتا تھا وان
ہوا پھر سوار اسپہ وہ پہلوان

جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا
وہان اُسنے گلہ کو رکھا نہ تھا

سپہدار توران کا گلہ بان
کہین اپنے گلہ کو لایا وہان

روان لے کے گلہ ہوا پیلتن
سو خسرو خسروان زمن

خبر پا کے چوپان افراسیاب
سو رستم گرد آیا شتاب

اسے دیکھ کر رستم نامور
خروشندہ وان ہو کے چون شیر نر

تہمتن بھی ہر روز تھا رہ نورد
توقف نہ کرتا تھا وہ شیر مرد
کہ دان گرد کا نور تھا قلعہ دار

وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ
عدم کی دے اُسنے لی دو مین راہ
روان بیشتر دان سے رستم ہوا

سپہدار تو ران کے جب متصل
ہوا خیمہ زن رستم شیر دل
لگا کہنے یون اے شہ ارجمند

جو شب گذرے اور صبح ہو شکار
گرون جا کے رستم سے مین کارزار
دلیرانہ آیا سر رزم گاہ

مبارز طلب آن کے جب کیا
پے جنگ تب گیو جنگی گیا
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند

کہ اتنے مین یہ حال کر کے نظر
رہا کی سو شاہ پولاد وند
لے چاہا کہ لے جائیے کھینچکر

ولیکن کیا شہ نے زور سے بدر
علم کر کے پھر تیغ پولاد وند
ہوا شاہ کا بند باز دو سر

کیا اُسنے زخمی انھین بعد ازان
کیا خستہ بس گیو کو بھی دو مین
ہوا سوے گردان جنگی دوان

تو گو در زیا خاطر پر محن
کہا یون کہ اے پہلوان جہان
جو میدان مین زخمی ہوے ہر تن

شتابی سے تو جا کے امداد کر
سو رزمگہ رستم نامدار
ہوے ہاے زخمی نبیرہ پسر

تو شاہ ختن نے چرا سر لیا
تو گو گران لیکے پولاد وند
کہ آکے رستم نے جب کی رہا

تو رنجہ ہوا رستم نام جو
رہا زین پہ قائم یل ارجمند
گیا اور مارا جو اُس گرز کو

رہا جو کرے زخم بدخواہ پر
کہ عاجز یہ اب رحم کر یا خدا
تو لے درد سے تھی نہ تاب اسقدر

گرون تا کہ بدخواہ کو آب بون
روان تیغ کی گرد کے کشف پر
وہ طاقت مجھے بخش اے بیچگون

یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا
کہ لرزان سد اجس سے البرز ہے
نہ جوشن مین لیکن اثر کچھ کیا

نہ ہرگز بلا زین سے پہلوان
دو پارا کرے سنگ و آہن کو صاف
لگے کھا کے یہ ضرب گز گران

تو را بھی نہ ہرگز ہوئی کارگر
تہمتن سے کی خواہش دل عیان
پرے دے اس گرد کے جسم پر

ولیکن یہ سُو قت اُسنے کہا
طلب کیجیے تا کہ اے پہلوان
تہمتن نے سن کر پند یہ اکیا

اگر بھیجے مدد کو نہ کوئی سوار
کہ رستم نے دم راست بنا کیا
کرے آکے پیمان وعہد استوار

تہمتن نے اس سے کیا یون بیان
کہ ہٹ جائے لشکر عقب سے سر
سپہدار تو ران گیا پھر وہان

مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا
پھر آہستہ آکر شہ پیلتن
ہے فاصلہ نیم فرسنگ کا

زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان
تو قف کو تو راہ مت دیجیو
لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان

تو پھر کام دشوار تر ہو دیگا
فرود آئے گھوڑے سے دونون دلیر
رہا ہاتھ سے تیرے گر ہو دیگا

لگے کرنے ہر دم درشتی بہم
کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار
ہوے دونون مصروف کشتی بہم

تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور
کیا مکر بدخواہ و بدکیش نے
اُٹھا کر جو پٹکا اُسے خاک پر

کہ بس مر گیا شاہ پولاد وند
گریزان ہوا اُٹھ کے وہ شہریار
یہ سمجھا وہین رستم ارجمند

نہین زینہار آدمی کی یہ تاب
حضور اُسکے ہو کوہ البرز گرد
کہا جا کے اے شاہ فراسیاب

ہوا مکر و حیلہ سے جانبر مین اب
تو گو دان تو ران نے بہیجا تیر
رہائی مجھے اس سے سو بھی نہی سب

ہوا گرم بازار پر خاش و کین
کہ آ کر ختن کا کہ دشمن ہے دیر
تہمتن کی بھی فوج پہونچی وہین

نہین راہ مین ایک آیا حصار
روان گرد کا نور تھا قلعہ دار
وہ حصن متین فتح جس دم ہوا

تو سالار ترکان سے پولاد وند
لگا کہنے یون اے شہ ارجمند
فرض دوسرے روز وقت پگاہ

رہا کر کے شاہ ختن نے کمند
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند
رہا ہام اور بیژن نے جا کر کمند

کہ دو ہن گئین ٹوٹ دونون کمند
رہا کی سو شاہ پولاد وند
علم کر کے پھر تیغ پولاد وند

پہونچکر یک ضرب شمشیر کین
کیا خستہ بس گیو کو بھی دو مین
گیا پیش رستم وہ نالہ کنان

کہا یون کہ اے پہلوان جہان
سو رزمگہ رستم نامدار
یہ سن کر گیا رخش پر ہو سوار

تو گو گران لیکے پولاد وند
جو خالی گئی پہلوان کی کمند
رہا زین پہ قائم یل ارجمند

ہوا خون روان سر ہو اور دمند
کہ عاجز یہ اب رحم کر یا خدا
خدا سے تہمتن نے کی التجا

پھر اتنے مین بدخواہ نے آن کر
روان تیغ کی گرد کے کشف پر
کہ افسوس دل یہ وہ گزرہی

کہ لرزان سد اجس سے البرز ہے
مری تیغ بران بھی خارا شگاف
دو پارا کرے سنگ و آہن کو صاف

پھر اُسنے کیا میل کشتی وہان
تہمتن سے کی خواہش دل عیان
کہ فراسیاب دلاور کو یان

طلب کیجیے تا کہ اے پہلوان
غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا
کہ رستم نے دم راست بنا کیا

شہا عہد و پیمان یہ باہم تو کر
کہ ہٹ جائے لشکر عقب سے سر
پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن

پھر آہستہ آکر شہ پیلتن
جگر چاک اُس کا وہین کیجیو
تو قف کو تو راہ مت دیجیو

گیا کہہ کے افراسیاب دلیر
فرود آئے گھوڑے سے دونون دلیر
کیا زور رستم نے انجام کار

دلے دم چرایا بداندیش نے
کیا مکر بدخواہ و بدکیش نے
گیا یہ سو رخش تا ہو سوار

کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد
گریزان ہوا اُٹھ کے وہ شہریار
عقب اُسکے پہونچا جو گرد دلیر

لگا کہنے لشکر سے پولاد وند
تو گو دان تو ران نے بہیجا تیر
کہ تخت و زر و گنج و نام بلند

یہ کہکر وہین بیزن پہلوان — گیا شاہ سے ہوکے رخصت وہان — دیے اُسکے ہمراہ گرگین گیا — بحکم جہاندار کشور کشا
گرازون کے بیشے مین پہونچا وہ جب — گرازان مقابل ہوے آکے سب — گرازون سے بیزن ہوا ہم نبرد — لگا کرنے شیری یل شیر مرد
نہ زنہار گرگین مدد گار تھا — فقط وہ جوان گرم پیکار تھا — گرازایک آیا سوے پہلوان — کہ پارہ کیا جوشن پرنیان
وہین کھینچکر خنجر آب گون — دلاور نے اُسکو کیا غرق خون — غرض اسطرح سے بگرز وخدنگ — ہزارون کیے کشتے ہنگام جنگ
گرازان خونخوار کو قتل کر — کیا دشت کو بحر خون سربسر — لگادی وہان آگ بھی چارسو — جلے سب گرازان پیکار جو
بفتح وظفر خرم وشادمان — رہا جاکے پھر دشتبین پہلوان — کئی روز مشغول عشرت رہا — پھر اک روز گرگین نے اُس سے کہا
کہ یان دشت ہی ایک رشک جنان — ہر اک رنگ کے گل شگفتہ ہین وان — منیژہ ہی اک دخت افراسیاب — نہین روکش اُسکے مہ وآفتاب
وہ ہر سال آتی ہی وان سیر کو — لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو — یہ گرگین نے قصہ کیا جب ہیل — لگے کہنے تب وانکے باشندگان
کہ صحرا مین ہی اندنون نازنین — پے سیر اس جلاقامت گرزبین — ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی — بیان حسن کی اُسکے توصیف کی
سنا وصف جب ماہ رخسار کا — ہوا دل سے مشتاق دیدار کا — جو پہونچا وہان بیزن نامور — تو یہ دور سے اُسکو آیا نظر
کہ بیٹھی ہوئی ہے بناز وادا — لیے ساتھ اپنے کئی دلربا — کنیزان ہین پیرامن نازنین — ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
وہیا ہی وان بادہ وچنگ ورود — گل وسرو ومینا وجام وسرود — گیا بیزن گرد جب متصل — ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
ہوا پہلوان عاشق دلستان — ہوئی دلستان عاشق پہلوان — لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب — کہ ہی اس قدر خوف افراسیاب
کہ کوئی نہین آسکے ہی یہان — عجب ہی کہ یہ بیشہ اور یہ جوان — چلا آیا اس طرح سے بے خطر — نہ ہرگز کیا اُسنے کچھ بھی حذر
منیژہ نے دایہ سے پھر یون کہا — کہ تو اس جوان کے فدا پاس جا — شتاب اس سے احوال دریافت کر — کہ یہ آن پہونچا ہی کیونکر ادھر
شتابان ہوئی دایۂ خوشخصال — ہوئی جاکے بیزن سے پرسان حال — یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان — مرا نام ہی بیزن پہلوان
بے جنگ خوکان مین آیا ادھر — کیا دفع مین نے اُنھین سربسر — سنا مین نے یہ دخت ہی خوبرو — ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
مجھے شوق دیدار لایا یہان — بعزم وتمنا مین آیا یہان — یہ کہکر اُسے دی وہ انگشتری — جسے دیکھ حیرت مین ہو جوہری
کیا اور بھی اُس کو امیدوار — کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار — کہ دیکھون منیژہ کے پاس آنکر — تماشاے رخسار رشک قمر
یہ سنکر گئی دایہ باصد طرب — کہی دلستان سے حقیقت یہ سب — منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اُسے — مرے پاس لاکر بٹھاؤ اُسے
گئی دایہ پھر پیش بیزن دوان — لگی کہنے اس سے کہ اے پہلوان — منیژہ نے تجھکو کیا ہے طلب — گیا ساتھ اُسکے وہ باصد طرب
لگا کہنے گرگین مین ٹھہرون یہان — تری پاسبانی کو اے نوجوان — ہر اک طرح تھا اگرچہ گرگین رزگ — وے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ جانا کہ وان بیزن پہلوان — اسیر بلا ہووے گا بیگمان — گیا جب اُدھر بیزن نامدار — یہ بدکیش ٹھہرا نہ وان زنہار
وہین لیکے بیزن کے شبدیز کو — روان سوے ایران ہوا تاجو — گیا جبکہ بیزن تو وہ نازنین — گئی سوے خرگاہ اُٹھکر وہین
کیا پھر عجلت سے وان ہلنار — منیژہ نے بیزن کو بے اختیار — ہوا جب ہم آغوش آرام دل — میسر ہوا سربسر کام دل
ہوئی بادہ پیجا بفرط وطرب — رہی عیش سے وان سہ روز وشب — بروز چہارم ہوا بیخبر — گیا خواب مین بیزن نامور
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش — رہا کچھ نہ زنہار بیزن کو ہوش — عماری زرین مین پھر ڈالکر — منیژہ اُسے لے گئی سربسر
نہفتہ کیا قصر مین رات کو — رکھا سب سے پوشیدہ اس بات کو — ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار — گرفتار حیرت ہوا نامدار
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا — نہایت دل اُسکا پریشان ہوا — لگا کہنے اے کردگار جہان — تو ہے علم آشکار و نہان

یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے — نبرد آزمائی مرا کام ہے — تمہارا جو ہی شاہ افراسیاب — کیا مین نے اُسکو تباہ و خراب
بھلا کس لیے تم مقابل ہوے — عبث سوے پیکار مائل ہوے — یہ کہہ کر وہین کھینچ کر کمینچ — کیا قتل کتنون کو وقت ستیز
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوے — وہ ناچار یکسر گریزان ہوے — تہمتن ہوا پھر روان بیشتر — نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
دلے تھا وہ منزل بمنزل روان — کہ ترکون کی پھوجی سب ناگہان — خبر پاکے رستم کی اک نامدار — سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
گیا کرکے یلغار بہر نبرد — مقابل ہوا اُسکے وہ شیر مرد — کیے کشتہ گردن بہت تیر سے — کیا قتل کتنون کو شمشیر سے
کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ — چہل نامداران بہنگام جنگ — سوارون کو یکدست کرکے تباہ — لیے گرد نے چار پیل سیاہ
وہ سرکردۂ فوج توران دیار — ہوا جادہ پیماے دشت فرار — بہ فتح و ظفر رستم پہلوان — ہوا بیشتر پھر وہان سے روان
طرف سے تھا خسرو کے اک اہدار — گیا پیش اُسکے وہ جنگی سوار — وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند — پہونچکر سر چشمہ وہ پہلوان — سپرد اُسکے کرکے یل ارجمند
روانہ بسوے بیابان ہوا — پے جنگ اکوان شتابان ہوا — خروشان ہوا مثل شیر ژیان
کہا دیکے سونگند گر تو ہی مرد — تو اے دیو آسا منے کر نبرد — کہ آزار دین خواب مین مرد کو
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو — لگا کہنے رستم سے کرکے غریو — پھر آیا یہان تو برا سے دغا
یہ سن کر تہمتن نے ڈالی کمند — کمر کو کیا دیو کی اُن کے بند — پریشان کیا مغز دیو لعین
جدا دیو کے جسم سے کرکے سر — شتابی سے فتراک سے باندھ کر — شہنشہ نے اعزاز اس کا کیا
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا — تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا — کیا رستم پہلوان پر نثار
پھر اک جشن ترتیب شہنے کیا — مہیا تھا اسباب سب عیش کا — ہوے مائل عیش شام و سحر
رہی بزم عشرت وہان چند روز — رہا دور جام مے دل فروز — کہ اے خسرو خسروان جہان
مرے دل مین ہے آرزوے وطن — تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا — بہت مال و گنج اُسکو دیا
دو منزل گیا اُسکے ہمراہ شاہ — اب آگے بیان رزم بیژن کرون — کہن قصہ کو تازگی سے لکھون

## رفتن بیژن بسیر گیو طرف ارمان برای جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن برمرغزاری و فریفته شدن منیژه دخت افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان و همراه بردنش بسیستان خود و خبر یافتن افراسیاب

کہین آکے ارمانیان ایک روز — حضور جہاندار گیتی فروز — لگے کرنے فریاد و شور و فغان
کہ ارمان مین خسرو سرفراز — تعدی کنان ہین ہزارون گراز — بسان غریبان و بیچارگان — ستاتے ہین مردم کو شام و سحر
ستم سے گرازون کے ہم آئے یہان — نظر کرکے حال ستم دیدگان — نہ چھوڑین زراعت نہ برگ و شجر — سو پہلوانان ایران زمین
اُٹھا بیژن پور گیو دلیر — شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر — یہ خسرو نے فکر کی دین — کردن قتل خوکان خونخوار کو
ولے گیو بولا کہ اے شہریار — یہ کار آزمودہ نہین زینہار — مجھے حکم ہوا ے شہ نام جو — جوان ہون ولیکن تدبیر پیر

پری نے پہونچکر غضب یہ کیا
کہ مجھکو عماری مین بٹھلا دیا

عماری مین بیٹھی جو تھی نازنین
پڑھا اُسپہ افسون پری نے وہین

اثر سے فسون کے وہین بے خطر
پریرو مجھے لے گئی اپنے گھر

نہین اسمین زنہار میرا گناہ
نہ آلودہ عصیان سے ہی رشک ماہ

نہین تھی پری بخت برگشتہ تھا
کہ جس نے کیا یون اسیر بلا

لگا کہنے پھر شاہ توران دیار
کہ اے بخت برگشتۂ روزگار

تو وہ ہی کہ باگرز و تیغ و خدنگ
کدا اسپ کرتا تھا میدان مین جنگ

اور اب دست بستہ مثال زنان
یہ گفتار مستانہ کہتا ہے یان

نہین راست تیرا سخن زینہار
تو جانبر نہو دیگا انجام کار

سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو بیژن نے اُسکو دیا یہ جواب

مرا بستہ کرنا کچھ آسان نہ تھا
ولے تیرے داماد نے کی دغا

تو اک تو سن و گرز اب مجھکو دے
کہ دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے

دلیران و ترکان جنگی سوار
مقابل مرے کر شہا یک ہزار

تماشا تو پھر دیکھ میدان مین
کرون قتل سبکو مین اک آن مین

رہے زندہ ترکون سے گر اک سوار
تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار

ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
یہ کر شیوز کینہ جو سے شتاب

لگا کہنے کھینچ اس کو اب دار پر
نگون بخت کو تو نگون سار کر

اُسے لے گیا وہ سودار جب
کیا خلق نے آکے انبوہ تب

برادر نہ تھا نے کوئی یار تھا
خدا لیکن اُسکا مددگار تھا

سنو کارسازی کا حق کی بیان
کہ پیران اُدھر آگیا ناگہان

یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا

کہ یارو نہ جلدی کو یان راہ دو
ہلاک اس جوان کو ابھی مت کرو

یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
شتابی گیا پیش افراسیاب

ہوا ایستادہ ادب سے وہان
کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان

نہ بیٹھا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا
گدازش تو کر اب ہی کیا مدعا

اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے

جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم

نکر بیژن نامور کو ہلاک
ذرا دل مین کر خوف یزدان پاک

کئی بار دی پیشتر مین نے پند
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند

ہوا کام سے دست بردار تب
ولے پھر مین کہتا ہون اے شاہ اب

کہ کین سیاوش کو تازہ نکر
درخت بلا کو نہ کر بارور

سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
تو پھر کیا اُٹھایا بھلا فائدہ

کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون

کیا سنکے پیران نے پھر یون بیان
کہ رکھئے گرفتار بند گران

یہ سنکر رہ جور و بیداد سے
کہا شاہ نے اپنے داماد سے

کہ کر چاہ تاریک مین اسکو بند
ہر اک طرح سے اُسکو پہونچا گزند

اور اک دیو اکوان نے سنگ گران
بیابان مین پھینکا جو تھا بیجوان

دہن پر تو رکھ چاہ کے اب وہ سنگ
نہ زنہار اس بات مین کر درنگ

منیژہ کو بھی یان سے لیجائیے
نگونسار بیشے مین لٹکائیے

بفرمودۂ شاہ افراسیاب
سنا جب تو اُس کینہ جو نے شتاب

کیا قید بیژن کو لیجا کے وان
کنوئین کے رکھا منہ پر سنگ گران

منیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب

کہ دختر پہ ایذا نہ رکھئے روا
گزند اُسکو پہونچائیے مت شہا

شفاعت ہوئی گو عقوبت سے پر
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر

سبب سے محبت کے اور چاہ کے
رہی جا کے نزدیک اُس چاہ کے

گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جو کچھ ہاتھ آتا تھا اُسکو طعام

وہ بیژن کو روزن سے پہونچائے تھی
کچھ اک اس مین سے آپ بھی کھائے تھی

جہان آفرین داور دادرس
ہوا آخر کار فریادرس

سنو کارسازی جان آفرین
کہ گرگین گیا سوے ایران زمین

کہا گیو گودرز سے جا کے جب
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب

کہان ہی بتا بیژن پہلوان
یہ راز نہان سر بسر کر عیان

یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
کہ نزدیک ارمان ہم اے نامجو

جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
پڑے جا بجا تھے بریدہ شجر

گرازان خونخوار آئے دہن
ہوے اُنسے ہم گرم پیکار کین

ملائے گرازان تہ خون و خاک
کیا دشت کو ہمنے خوکان سے پاک

ہوے دانسے پھر سوے ایران دوان
طرب ساز و شادان و صید افگنان

بیابان مین اک گور آیا نظر
پسندیدۂ خرم و خوب تر

طرف اُسکے دوڑا کے شبدیز کو
شتابان ہوا بیژن نامجو

بڑھے مجھپہ گر گین نے صد فسوں
منیزہ نے کی جمع خاطر کمال
قدم ہون مین اور تجھپہ قربان ہون
اگر شاہ توران سے پہونچے ضرر
یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
نہ تھا دخل نامحرمون کو وہان
پھری گردش چرخ انجام کار
گیا وہ ہین دربان خانہ خراب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
وہ ہی لائق قید و بند گران
کہ لیجا سوارون پیکا رجو
یہ سنکر جو کرشیوز کینہ خواہ
درکاخ مسدود آیا نظر
جو دیکھا پہونچکر درخانہ پر
نہ چنگ و دف و رود و تنہا ہین وان
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہی
کہ یان ہی نہ توسن نہ گرز و خدنگ
نہین کوئی اس دم مرا یار ہی
ولیرانہ آیا درخیمہ پر
مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو نیکی کرے مجھسے گر ایکبار
جو دیکھا کہ بیزن دلاور جوان
کیا ساتھ بیزن کے عہد استوار
اُسے لے گیا سوے افراسیاب
گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
لگا کہنے بیزن کہ اے تاجور
سراپا رگم ہو گیا ناگہان
بکایک ہوا اک پری کا گذر
اُڑائے گئی مجھ کو وان آن کر

سوے راہ بد وہ ہوا رہنمون
کہا یون کہ دل کو نہ رکھو ملال
رضا جو تری با دل و جان ہون
تو جان ہو مری تیرے آگے نثار
ہوے دولت وصل سے کامیاب
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان
کہ یکسان نہین دائما روزگار
کیا عرض یون مثل افراسیاب
فراحان سالار کو بس وہین
کوئی جاکے وان دیکھے ایکبار
عقوبت ہی اُس پر روا بیگمان
تو محصور کرجا کے اب کاخ کو
گیا تا درکاخ لیکر سپاہ
شکستہ کیا در کو پھر زود تر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
سہ صد حور چہرہ پرستندگان
یہان اسطرح سے تو گستاخ ہے
کرون کسطرح ساتھ دشمن کے جنگ
جہان آفرین بس مددگار ہی
خروشان ہوا آکے جون شیر نر
تو کھودے سراپا وہین رایگان
چلون ساتھ تیرے سو شہریار
کرے کشتہ لشکر کو اب بیگمان
لیا اُس سے وہ خنجر آبدار
کشان سر برہنہ بحال خراب
کہا شاہ توران نے اے نیکبخت
بجنگ گراز ان مین آیا ادھر
سو دشت آیا تفحص کنان
اسیر بلا اُسنے مجھکو کیا
جوانون کو درپیش ہو رزمگاہ
مرے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان
تو اب شوق سے نوش کر جام مے
شب و روز رہنے لگے ہمکنار
کئی سال گذرے بعیش و سرور
خبردار دربان ہوا ناگہان
کہ شاہا گیا ننگ و ناموس مفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہی کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
سخن شاہ نے سنکے سالار کا
شبستان مین دیکھے کیسکو اگر
سنی بانگ قانون چنگ و رباب
گیا اندرون محل کینہ خواہ
منیزہ ہوا دردہ جوان ہمکنار
یہ دیکھا تو کر شیوز کینہ جو
ہوا سنکے بیزن کو تب اضطراب
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
یہ کہکر وہین لیکے نام خدا
کہ بیزن ہون مین پورگیو دلیر
مین اس خنجر تیز سے اب کرون
رواشاہ مجھ پر نہ رکھے ستم
گرفتار کرنا ہے دشوار تر
ہوا ہاتھ سے جبکہ خنجر جدا
نہو طالع نیک یار اگر
ترا کیسے توران مین آنا ہوا
لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ
ہوا ہفتہ بھر مین بزیر درخت
نمودار پھر فوج توران ہوئی

عوض اُس سے لے یار سبات کا
کبھی شادی و عشرت و بزمگاہ
مرے جان مجھکو نہ بیگانہ جان
کہ ہرگز نہین جاے اندیشہ ہی
نہ تھا کار جز عیش وان زنہار
قرین عیش و عشرت غم و رنج دور
ہوا اُسکو اندیشۂ خوف جان
منیزہ کا اک گرد ایران ہی جفت
فراحان نے یہ عرض شہ سے کیا
تو پھر اس مین کیا جاے انکار ہے
یہ کر شیوز کینہ جو سے کہا
تو لے آکشان یان اسے باندھکر
لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب
گیا پھر ادھر تھی جدھر رشک ماہ
بہم بیجا بانہ ہین بادہ خوار
ہوا نعرہ زن یون کہ ہی کون تو
لگا کہنے کھاکر وہین پیچ و تاب
نہ ہرگز ہوا فق رہا زنہار
لیا کھینچ خنجر جو موزے مین تھا
شجاعت کے بیشے کا ایک نر شیر
بہت نامداروں کو بس غرق خون
شفاعت کرے تو مری کھا قسم
کہ مرنے پہ اب اُسنے باندھی کمر
گرفتار بیزن کو جس دم کیا
تو ہرگز نہ مجھ کام آوے نظر
شبستان مین کس طرح جانا ہوا
خوشی سے نہ چرخ فیروزہ رنگ
ہوے خفتہ گویا مرے بہ بخت
عمارت اک اہمین نمایان ہوئی

سوے کشور گرکساران نگاہ
پڑی جب تو کیا دیکھتا ہے وہ شاہ

کہ بیژن کنوئین مین نگونسار ہے
بصد رنج و خواری گرفتار ہے

اور اک دخت اُسکی ہے خدمتگزار
کہ نسل کیانسے ہے وہ گلعذار

کیا شہ نے پھر گیو سے یون بیان
ترا پور زندہ ہے اے پہلوان

مگر چاہ مین قید اور خستہ ہے
سلاسل سے بس دست پابستہ ہے

نہ اندیشہ رکھ کر خدا پر نظر
کہ آوے رہا ہو کے تیرا پسر

وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
شتابی سے پروانگی مجھکو ہو

کہ جاؤن چھڑا لاؤن بیژن کو یان
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان

تہمتن ہے پیل افگن و شیر جنگ
بنے گا یہ کام اُس سے بس بیدرنگ

مرا نامہ لیجا سوے سیستان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان

ہوا گیو لے نامۂ شہریار
شتابان سوے رستم نامدار

اسے جا کے نامہ دیا شاہ کا
سب احوال بیژن مفصل کہا

زبان پر سخن اور آنکھون مین نم
فغان کھینچتا تھا بعد درد و غم

یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا

کہ آرام سے اب وطن مین رہون
یہان سے نہ زنہار جنبش کرون

بہت مین نے کھینچے ہین رنج و محن
نہین چاہتا دل کہ چھوڑون وطن

دے بیژن نامور کا یہ حال
ہوا سنکے اے گیو غمگین کمال

ترے درد سے مین جگر خستہ ہون
پے کار بیژن کمر بستہ ہون

مرا بیژن پہلوان پور ہے
مرے دیدۂ زار کا نور ہے

تو رکھ جمع خاطر نہ کر اضطراب
کہ لاؤن رہا کر کے اُسکو شتاب

یہ کہکر بچنگ و مے دل فروز
رہے محفل آرا بہم تا سہ روز

بروز چہارم بسامان و ساز
روانہ ہوا رستم سرفراز

جو نزدیک پہونچا یل نامدار
تو دو ہین بحکم شہ کامگار

گئے اُسکے لانے کو سب پہلوان
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان

وہ رخت و جواہر مہیا کیا
وہان تخت زر ایک برپا کیا

بٹھایا تہمتن کو اُس تخت پر
وہ بیٹھا تو کیخسرو نامور

ہوا رستم گرد کا مدح خوان
کہا تو ہے پشت و پناہ کیان

مددگار گردان ایران دیار
بخصم افگنی تو ہے پیل و نہار

پے بیژن پور گیو دلیر
گوارہ تو کر رنج اے نرہ شیر

کہ تیرے سوا اے یل نامدار
نہین چارہ گر یان کوئی زینہار

زمین بوس ہو کر وہ جنگ آزما
دعا و ثنا کر کے کہنے لگا

کہ اے شاہ شاہان روے زمین
ترا ہون مین اک بندۂ کمترین

اگر سامنے آوے تیر و سنان
ترے حکم سے مین نہ موڑون عنان

مین اس کام پر چست باندھون کمر
چھڑا لاؤن بیژن کو اب زود تر

لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
یلان قوی جنگ جتنے ہین یان

اُنھین ساتھ لیجا جنھین چاہے تو
روان لیکے ہو لشکر جنگجو

تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
سپاہ گران لیکے جاؤن اگر

تو ایسا نہو کھائے وہ پیچ و تاب
کرے قتل بیژن کو افراسیاب

شتابان ہون اب مثل بازارگان
کرون جا کے تدبیر ایسی وہان

کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب
ملے دست افسوس افراسیاب

یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
مہیا کیا رخت سوداگران

جو تیار یکدست سامان ہوا
تو رستم روان سوے توران ہوا

گرانمایہ دہشت ادہم باد پا
وہ اُشتر پر از گوہر بے بہا

پر از جامہاے سیہ صد شتر
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر

شتر ہا پر از پرنیان و حریر
تحایف ہر اقلیم کے بے نظیر

ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
پر از تحفۂ خوب و دلخواہ تھے

یلان نبرد آزما یک ہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار

وہ پہنے ہوے جامۂ کاروان
بنے سر بسر صورت ساربان

تہمتن نے جب قصد توران کیا
یہ گرگین نے اُسوقت اُس سے کہا

رہا کر کے اے گرد فرخندہ خو
مجھے لیچل اب اپنے ہمراہ تو

تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کہ صادر ہوئی تجھسے ایسی خطا

کر لینا خطا ہے اب اے شوربخت
ترا نام پیش خداوند تخت

کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
ہوے پور گرگین کے گریہ کنان

کیا عرض رستم نے پھر لاجرم
حضور شہنشاہ کیوان علم

کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے
مرے ساتھ رخصت اُسے دیجیے

یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کہ یہ عہد مین نے ہے دل مین کیا

کہ بیژن رہا ہو کے آوے ادھر
تو جان بخشی اُس کی بھی ہو زود تر

کرون ورنہ گرگین کو بیشک ہلاک
ملاؤن تن اُسکا تہ خون و خاک

سو بیژن آیا وہ مانند پیل — خروشان و جوشندہ چون رود نیل — شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند — گرے گور کے سر کو تا دو بہن بند
ولیکن ہوا گو روانے رواں — عقب اُسکے تھا بیژن پہلوان — نظر سے ہوا گو رِ بیژن نہان — شتابان ہوا مین تفحص کنان
نہ زنہار بیژن کا پایا نشان — نہ کبھی کہین صورت پہلوان — وے تو سن بیژن نامدار — جو دیکھون تو صحرا مین ہے بے سوار
ہوا دل مرا سخت اندوہگین — کئی دن ہوا وان اقامت گزین — غرض بادل و درد آیا یہان — یہ تو سن جو پایا سولایا یہان
یہ سنکر سخنہاے بے اعتبار — ہوا گیو بے اختیار اشکبار — یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان — گرفتار رنج و بلا ناگہان
یہ چاہا کہ گرگین بدکیش کا — کرے خنجر تیز سے سر جدا — کہا لیک گودرز نے پھر وہین — کہ مت کھینچ اسپر تو اب تیغ کین
اُسے پیش کیخسرو نامدار — تو جا لیکے اے پور فرخ شعار — وہین گیو پھر بادل دردمند — یہ گرگین سے بولا بانگ بلند
کہ تو لیگیا تھا مرے پور کو — گمان گم کیا تو نے اے کینہ جو — کیا تو نے مجھکو تباہ و خراب — گیا چشم دو لے مرے صبر و خواب
کہ ہے تو اب مکر کی گفتگو — ملاؤن تری خاک مین آبرو — تجھے لیچلون پیش خسرو ابھی — اُسے اس حقیقت سے دون آگہی
شتابی سے پھر تیغ کین کھینچکر — گرون مین جدا جسم سے تیرے سر — پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازان — اُسے پچھلے دانسے گردن کشان
دو صد تازیانے لگاے وہین — کیا خستہ گرگین کو از روے کین — ہوا بس وہ بیہوش انجام کار — ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
گیا گیو لیکر اُسے پیش شاہ — بچشم پر آب و دل کینہ خواہ — کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ — مرے سر پہ آئی بکایک بلا
مرا ہاے تھا ایک نور بصر — کہ دلشاد تھا جس سے شام و سحر — اُسے کرکے گم آپ آیا یہان — یہ گرگین بدکیش نکبت نشان
کرے ہے یہ گفتار مکر و فریب — کہ سنکر اُڑا لیس قرار و شکیب — بجز تو سن بیژن پہلوان — نہین اور بیژن کا ہرگز نشان
پہنچ داد کو میری اے شہریار — کہ گرگین نے مجھسے بیان کیا کیا — یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین — لگا گیو سے کہنے خسرو وہین
کہ گرگین نے تجھسے بیان کیا کیا — سنا تھا جو اُسنے وہ شہ سے کہا — پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام — وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام
شہنشہ نے گرگین کو دین گالیان — کیا پھر گرفتار بند گران — کیا شہ نے پھر موبدانکو طلب — کہا دیکھو احوال بیژن کا اب
نظر کرکے وہ طالع دوقت پر — لگے کہنے پیش شہ نامور — کہ تو وان مین ہے زندہ وہ پہلوان — وے ہے گرفتار بند گران
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین — کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو — سو ملک توران مین کھینچون سیاہ — وہان جاکے ترکونسے ہون کینہ خواہ
پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام — ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے — یہ کہتا تو تھا خسرو پاکدین — وے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین
کیا شہ نے پھر موبدانکو طلب — اُسے کچھ بھی زنہار یاد نہ تھا — کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار — بے جستجو بھیج ہر سو سوار
کہ تو وان مین ہے زندہ وہ پہلوان — خبر دین ہمین آن کر شاد شاد — مبادا نہ دے اگر آگہی — تو مت کیجو صبر سے دل تہی
سو ملک توران مین کھینچون سیاہ — کہ جب آوے نوروز فصل بہار — نظارہ کرون جام گیتی نما — کہ دریافت احوال ہو گرد کا
یہ کہتا تو تھا خسرو پاکدین — دعا دی کرا سے سرور انجمن — جہان مین تو زندہ جبتلک ہے جہان — بصد حشمت و دولت و فر و شان
کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار — وہین پھر سواران پرخاش پر — رواہ کیے گیو نے چار سو — کرین جاکے بیژن کی وہ جستجو
مبادا نہو دے اگر آگہی — ولیکن کہین کچھ نہ پایا نشان — جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر — تو پھر پیش کیخسرو نامور
نظارہ کرون جام گیتی نما — دل زار بیتاب اور چشم نم — جو خسرو نے دیکھا اُسے بیقرار — پریشان دل مضطر و شکبار
جہان مین تو زندہ جبتلک ہے جہان — لگا دیکھنے شاہ کشور کشا — ستارے جو ہین سات افلاک پر — تکتے تھے وہ اس جام مین سر بسر
رواہ کیے گیو نے چار سو — سو ہفت کشور شہ خسروان — نشان بیژن نامور کا کہین — پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہین

طعام اُسنے تیرے لیے یہ دیا
سنا جب یہ بیزن نے تہمن کیا

یہ پونچھا اُس سے اے مرد زور آزما
تو بیزن کو کیونکر کرے گا رہا

شتابان ہوئی وانسے وہ در پیا
تہمن سے پیغام بیزن کہا

گئی نصف شب الغرض جب گذر
تہمن نے اُسوقت باندھی کمر

دہن پر کنوئین کے رکھا تھا جو سنگ
دیا پھینک اُسکو اُٹھا بیدرنگ

کنوئین مین جو وہ تھا گرفتار بند
نکالا اُسے ڈال کر پھر کمند

وہ زنجیر توڑی وہین سر بسر
لگا کہنے بیزن سے پھر نامور

کرون ایک شبخون مین اہرمن شتاب
بسوے شبستان افراسیاب

اسیری سے بیزن کو کرکے رہا
دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیگیا

جو مانند دزدان یہان آن کر
شبا شب ہوا خوف سے سر بسر

چلون ساتھ تیرے مین اے شیر مرد
کرون چلکے تورانیان سے نبرد

غرض رستم و بیزن پہلوان
سو قلعہ باہ ہفت جنگ آوران

گئے قلعہ مین پھر وہ بیخون و باک
گئے قلعہ مین جو بیزن گرفتار تھا

سو خانۂ شاہ توران دیار
تلافی کو بیزن کی آیا مین یان

ہوا بند سے آج بارے رہا
پہونچکر تہمن نے ازرہ کین

مرا نام ہی رستم پہلوان
ہر اک گرد اک اک زن مہ جمال

سر تخت اک گرز مارا دہن
یلان نے کیا جا کے آرام و خواب

شبستان سے لیکر گیا خوش کمال
ہزار اُسکے ہمراہ تھے پہلوان

ولیکن دم صبح افراسیاب
مقابل نہ آیا کوئی زنہار

نبرد آزمایان جنگ آوران
وے ساتھ میرے نہین تاب جنگ

تہمن نے کھینچا بہت انتظار
دلیری و مردی و جرأت کی

مگر کچھ نہین ہی تجھے عار و ننگ
ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب

بہت آزمائی سپہ نے تری
دلیرانہ تم گرم پیکار ہو

سوار دنسے بولا یہ کرکے عتاب
سنی جب سوارون نے گفتار شاہ

کہ یہ بیزن و رستم جنگ جو
تہمن نے لیکر وہین گرز و تیغ

ہوے حملہ آور سوے رزمگاہ
ہوا جب نہ میدانمین کچھ کامیاب

کیے قتل ترکان بہت بیدریغ
کیے کشتہ و خستہ صدہا ہزار

گیا سوے چین دانسے افراسیاب
یقین ہی کہ رستم ہی وہ کارزان

پھر آیا بفتح و ظفر نامدار
کہے تجھے جو کچھ تو وہ کیجیو

یہ کہکر بفرمان رستم وہان
رہی وہ پری پیکر دلستان

لیے ہفت گردان جنگ آزما
سر چاہ پر وہ دلاور گیا

پڑا سنگ جاکر سو دشت چین
ہلی اُسکے صدمے سے توران زمین

گرفتار زنجیر پایا اُسے
گلے سے شتابی لگایا اُسے

کہ کھینچے بہت تو نے رنج و تعب
منیژہ کو تو لیکے جایا نے اب

کہ تا اُسکو معلوم ہو یہ سخن
کہ آگر یہان رستم پیلتن

وگرنہ کہینگے یہ تورانیان
کہ نامرد تھا یہ رستم پہلوان

لگا کہنے یون بیزن نامدار
نہ جاؤن تجھے چھوڑکر زنہار

کیا منع ہر چند رستم نے پر
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور

زر و سیم دیری شتابان ہوے
مقابل وہان پاسبانان ہوے

سپہ ساتھ اُنکے ہوئی گرم کین
ولیکن ہوئی کشتہ یکسر وہین

یہ آواز دی جاکے دہلیز پر
کہ سن لے تو اے شاہ بیداد گر

ذرا سوچ دل مین کہ جور بقدر
رواکون رکھتا ہی داد پر

یہ آواز سنکر بصد اضطراب
گریزان ہوا شاہ افراسیاب

پھر اک ناز نین پر یچہرہ کو
پھر اوان سے لیکر یل نامجو

سوا اُسکے کتنی پریچہرگان
گئین آپ ہمراہ ایرانیان

سپہ لیکے آیا بے کارزار
ہوا سنکے رستم بھی دو ہین سوار

مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہ ہو ہم نبرد آزمانے کوئی اب

کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
اگرچہ تری فوج ہی بیحساب

کئی بار دیکھا ہی تو نے مجھے
کہ دی مین نے تنہا ہزیمت تجھے

زبون سخت ہین مجھسے تیرے سوار
تو آیا عبث یان بے کارزار

کہ اے نامداران توران زمین
یہ ہی رزمگہ جاے عشرت نہین

نہ جا بیژہن میدانسے اب زنہار
نہ ایران کا زندہ رہے اک سوار

سواران توران ایرانیان
ہوے گرم پیکار باہم وہان

ہوے کشتہ تورانیان سر بسر
رہے غالب ایرانیان سر بسر

گیا اُسکے دنبال رستم دوان
دو فرسنگ مانند شیر ژیان

زر و مال افراسیاب افراسیاب
گیا لیکے پھر سوے ایران شتاب

ہوا ضامن بہادر کا پہلوان
ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان

تہمتن غرض شہر بازارگان
جہانکا ارادہ تھا پہونچا وہان

ولیکن ہوا رستم شادبہر
اقامت گزین جاکے بیرون شہر

جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
حضور اُسکے کچھ تحفہ لایا شتاب

کیے پیشکش اور کیا عجز وان
نہایت ہی پیران ہوا شادمان

لگا پوچھنے اے خجستہ جوان
تو ہے کون آیا کہان سے یہان

فرکھون ہون مین لے سرور انجمن
متاع گرانمایہ و دل پسند

وہ بولا کہ تو شہر مین جاکے رہ
مرے پاس اب شوق سے آیے رہ

ہوے جبکہ آگاہ پیر و جوان
کہ ایران سے آیا ہی اک کاروان

ہوا گرم بازار سوداگری
ہر اک جنس کے تھے وہان مشتری

سو رستم گرد آئی دوان
دو دیدہ گہربار نالہ کنان

خبر بیژن نامور کی کہین
نہ پہونچی مگر سوے ایران زمین

وہی نوجوان گیو کا پور ہے
پڑا قید مین سخت مجبور ہے

نہین مجھکو دربار مین شہ کے بار
کسی سے بھی وقف نہین زینہار

نہین گیو گودرز سے آگہی
مگر مغز میرا تو ناحق تہی

لگی کہنے یون کھینچکر ایک آہ
کہ بیچارگی پر مری کرنگاہ

کہ بیچاری ہون اور ستمدیدہ ہون
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون

سر رحم سے پھر تہمتن نے کہا
یہ بولا کہ زیر سپہر بریں

بیان کر کہ تو کون ہی کیا ہی نام
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام

منیژہ مین ہون دخت افراسیاب
کیا گردش آسمان نے خراب

پھرون ہون نہین در در بحال تباہ
لکھا تھا قضا نے یہی سر پہ آہ

وہ اک چاہ تاریک مین قید ہے
ستمدیدہ چرخ پر کید ہے

کنوئین کے دہن پر ہی سنگ گران
کیا سنگ کا جرا سب بیان

تو ہو پہنچا سکیگی اُسے کچھ طعام
وہ پہونچا تی تھی جس سے دم

کہ لیجا تو یہ مرغ و بریان و نان
رکھی اُس مین اپنی انگوٹھی نہان

وہ خاتم جو رستم کے تھی نام کی
یکایک جو ہاتھ اُس جوان کے لگی

کہ ہر روز و شب کھینچا تھا آہ
سبب کیا جو ہمدم کیا قاہ قاہ

منیژہ یہ بولی کہ مین نے کیا
ترے عشق مین مال و جانکو فدا

وہ بولا کہ اے گلرخ لالہ فام
کہا نے تو یہ آج لائی طعام

ولیکن ہوے قید اُسکے پسر
بحکم شہنشہ بجاے پدر

کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
مقام اُس جگہ پیلتن نے کیا

ہوا دل کو جب میل نخچیر کا
سو دشت اک روز پیران گیا

وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر
کہ اُس جام مین بے بہا تھے گہر

ولیکن نہ جانا یہ کچھ زینہار
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار

یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا
کہ بازارگان ہو نہین ایران کا

ہوا آکے وارد ترے شہر مین
کہ تو صاحب داد ہی دہر مین

نہین مال کا تجھسے تیرا کچھ
کسی کو نہین تجھسے پیکار کچھ

تب آئے حضور شہ نامور
خریدار دیبا و اسپ و گہر

منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
ہوئی تب شتابان وہ رشک قمر

کہا یون کہ اے مرد عالی گہر
تجھے کچھ ہی گو درزیل کی خبر

کہ ابتک نہ کوئی ہوا چارہ گر
کسینے نہ بیچارے کی لی خبر

ہوا پر غضب رستم نامجو
کہا رو برو سے مرے دور ہو

کہ ہو نہین تو اک مرد بازارگان
نہ سردار ہو نہین نہ کچھ پہلوان

منیژہ لگی رونے پھر زار زار
ہوئی دیدۂ زار سے اشکبار

نہین چاہیے سرد مہری تجھے
نکر دور مک رو برو سے مجھے

یہ آئین ایران سے ہی دور تر
کہ بیچارگان کی نہ پوچھین خبر

پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب

منیژہ لگی کہنے کرکے فغان
کرون حال اپنا مین اب کیا بیان

محبت سے بیژن کی اے نامور
پڑی فر و تخت سے دور تر

کہون کیا مین احوال بیژن کا اب
پڑا ناگہان اُسکے سر پہ غضب

بندھے اُسکے زنجیر مین دست و پا
فغان و سے کھینچے ہی صبح و مسا

ولا ساہبت دیکے وہ پیلتن
لگا کہنے اُس سے کہ اے گلبدن

وہطور اُسنے رستم سے ظاہر کیا
یہ سنکر تہمتن نے اُس سے کہا

منیژہ نے جاکر دیا جب طعام
ہوا بیژن پہلوان شادکام

کیا تہمتن دیکھ انگشتری
لگی کہنے دو ہین وہ رشک پری

وہ بولا رکھے راز کو گر نہان
تو آگے ترے ہین کہون میرجان

دے ابتلک بھی تو ہی بدگمان
بڑا حیف ہی تجھسے اے پہلوان

کیا یہ منیژہ نے اُس سے بیان
کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان

تو ہی کودن محض اور بے ہنر
نہ لیکن ذرا لائق کار تھے
بلا کر سپہ گر جو تھے باہنر
اٹھارہ جوانان زور آزما
بہ نیرو سے سرپنجہ وہ نام جو
جو استاد ہین میرے ہژدہ یلان
کہ ہی راستی کا کچھ اس مین فروغ
درشت و تنومند چست و دلیر
ہوا شاد یہ سن کے افراسیاب
کہ ہو نین شتابی یہان سے روان
ہوا شادمان شاہ توران دیار
کہا نامداران سے پھر یون کہ اب
ہوا شہ سے رخصت یل شیر مرد
عقب تیرے مین بھی بصد فر و شان
گئے ہمرہ برزوے نامدار
گئی سوے ایران یہ جسدم خبر
تعجب کہ اب وہ ہی تورانیان
کیا شہ نے رخصت بصد فر و شان
عقب انکے شہ بھی بصد کر و فر
ہوئی اک شب و روز جنگ کلان
فریبرز اور طوس میدان مین
ہوا شادمان شاہ توران دیار
ہوا پر غضب رستم پہلوان
فریبرز اور طوس کو کر رہا
گئی نصف شب تھی کہ پہونچا وہان
سر تخت زرین ہی افراسیاب
فریبرز اور طوس بھی پیش تخت
اسیران کو پھر لے گئے مردمان
اٹھا ایک کو اپنی پھر پشت پر

نہ کھو مفت جان عزیز اے پسر
موافق نہ برزو کے زنہار تھے
یہ بولا کہ برزو کو اب زود تر
لگے کرنے تعلیم صبح و مسا
زبون روز کرتا تھا استاد کو
کہے تو انھین باندھ لاؤن یہان
یہ گفتار ہی یا سراپا دروغ
حضور اسکے اک پشہ ہی پیل و شیر
دیا گنج برزو کو پھر بیحساب
سو خسرو و رستم پہلوان
طلب کر کے پھر تخت گوہر نگار
کرون اسکی فرمانبری روز و شب
بہت لیکے سامان جنگ و نبرد
پہونچتا ہون لیکر سپاہ گران
سواران جنگی لیے وہ ہزار
تو بولا یہ کیخسرو نامور
براے دغا سوے ایران دوان
روانہ ہوئے ہر دو نام آوران
جہاندار کیخسرو نامور
کہ جسکا نہین ہو سکے کچھ بیان
جو آئے مقابل تو اک آن مین
ہوا غمزدہ خسرو نامدار
لگا کہنے اے خسرو خسروان
ترے پاس لاؤن بہ فضل خدا
اسیران بند بلا تھے جہان
خوشی سے پیے ہی پیالے شراب
کھڑے ہین بندھے دست و بازوے سخت
کہ منظور تھا انکو رکھنا جہان
شتابان ہوا رستم نامور

یہ سن کر گیا پیش افراسیاب
نئے اور تیار انجام کار
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
بہ علم و ہنر وہ یگانہ ہوا
غرض برزوے پہلوان ایکروز
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
وہ بولے شہا برزوے پیلتن
شب و روز برزو کو ہی میل رزم
لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ
نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا
یہ بولا کہ اے برزوے نیکبخت
وہ بیٹھا جو بالاے زرین سریر
یہ بولا سپہدار توران دیار
دو سردار جنگ آور و ذوالکرام
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
کہ گردان ایران جو کرتے تھے عزم
فریبرز اور طوس کو پھر شتاب
سواران جنگی و مردان کار
فریبرز اور طوس کی فوج جب
ہوئی فوج ایران کو آخر شکست
اٹھا زین سے برزو انھین لیگیا
طلب رستم نامور کو کیا
تو رکھ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب
یہ کہہ کر گیا رستم جنگ جو
یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے
چپ و راست با خاطر شادمان
یہ کہتا ہی انکو وہ کمبخت شاہ
نگہبان جو غافل ہوا تب وہین
اٹھا دوسرے کو وہ گستم یل

سلاح و سلب جا کے لایا شتاب
مہیا کیے بعد ازان شہریار
کرو کوشش و جہد ہر روز و شب
سر سروران زمانہ ہوا
لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز
لگا پوچھنے پہلوانون سے تب
نہین آدمی ایک ہی اہرمن
غرض رزم کو وہ سمجھتا ہی بزم
مرے ساتھ کیجے تعین سپاہ
کرون تجکو ایران کا فرمان روا
تو با صد طرب بیٹھ بالاے تخت
تو یکسر ہوے گرد فرمان پذیر
کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار
کہ ہومان تھا اور بارمان جنکا نام
سپہدار با لشکر بیکران
نہ ہوتی تھی ترکون کو پھر تاب رزم
پے جنگ گردان افراسیاب
گئے ساتھ انکے وہ بارہ ہزار
گئی سامنے فوج برزو کے تب
سواران توران ہوے چیرہ دست
بہ بند گران انکو بستہ کیا
یہ احوال خسرو نے اس سے کہا
سو پہلوانان افراسیاب
ولے لے گیا ساتھ گستم کو
جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہی
نشستہ ہین پیران و برزو وہان
کرون قتل مثل سیاوش پگاہ
تہمتن نے کھینچا تہ تیغ کین
سراپردہ سے دو ہین آئے نکل

سنا جبکہ یہ مژدۂ دل نواز
ہوا شاد کیخسرو سرفراز
گئے پیشوا نامداران تمام
ہوے دیکھکر اُسکو سب شادکام

گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ
تو آکر جہاندار گیتی پناہ
تہمتن کو با صد خوشی لے گیا
ثناخوان ہوا رستم گرد کا

دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی
شہنشہ کی لایا بجا بندگی
منیژہ بھی اور بیژن پہلوان
گئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد کیخسرو پاک دین
ہوے گیو گودرز بھی خوش وہین
ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم
لگے رہنے مسرور و خرم بہم

ہوئی ختم بیژن کی اب داستان
سنو قصۂ برزوے پہلوان

## جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہوکر بصد اضطراب
سوے چین گیا شاہ افراسیاب
تو آیا نظر راہ مین اک جوان
تنومند مانند پیل دمان

ہوا شہ اُسے دیکھکر شادمان
لگا اُس سے پھر پوچھنے ایجوان
مجھے نام کا اپنے تو دے پتا
یہ سنکر وہ اسطرح گویا ہوا

کہ اے بادشاہو نمین دہقان پسر
نہین جانتا لیک نام پدر
سنا ہی یہ مانسے کہ اک روز یان
کہین اک سوار آگیا ناگہان

ہوا آن کے وہ طلبگار آب
پلایا اُسے اُسنے پانی شتاب
ہوئی اُسکے دلمین جو غالب ہوس
جوان نے کیا اُسکو ہمخواب بس

روانہ ہوا یان سے پھر وہ سوار
بحکم خدا یہ ہوئی باردار
خدا جانے تھا کون وہ پہلوان
نہین اُسکا معلوم نام و نشان

جو پیدا ہوا مین تو شاہنشہا
مرا نام مادر نے برزو رکھا
جو دیکھا اُسے شاہ نے پیلتن
روان ساتھ اُسکے کیا یہ سخن

مرا ایک دشمن ہے رستم بنام
دلیری و مردی مین مشہور عام
مجھے سخت اُسنے ہی عاجز کیا
پراگندہ خاطر ہون صبح و مسا

اگر یہ نہوے تو جرأت نہین
کہ ہو گرم کین فوج ایران زمین
گمان ہی مجھکو کہ ہنگام جنگ
تہمتن ترے ہاتھ سے ہووے تنگ

سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا
کہ افسوس صد حیف شاہنشہا
تو اک گرد سے ہی زبون اسقدر
ترے ہاے دلمین ہے خوف و خطر

لگا کہنے سالار عالی وقار
وہ یکتن ہی مانند یکصد ہزار
توانائی اُس کی بیان کیا کرون
بجا ہی اگر کوہ آہن کہون

نہ اُسپر ہو گرز و سنان کارگر
نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان
کیا شاہ سے اُسنے پھر یون بیان

کہ میدان مین جسدم ستیزہ کرون
تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرون
سپہ تیری اور تو بھی نامرد ہی
کہ دل یون تہمتن سے پر درد ہے

نہین ہی اگر رزم کی تجھکو تاب
رکھا نام کیون تو نے افراسیاب
نہین تجھکو شایان ہی نام شہی
نہین تجھکو زیبا کلاہ مہی

یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ
ہوا اُس سے خواہان امداد شاہ
کہا یون کہ گر کشتہ ہو ایجوان
ترے ہاتھ سے رستم پہلوان

تو دون تجھکو مین دختر مہ جبین
کرون تجھکو سالار اقلیم چین
قسم کھا کے برزو نے پھر پیش شاہ
کہا یون کہ اے شاہ خورشید جاہ

شہ چین کو اور شاہ ایران کو
کرون بند مین ہو کے پیکار جو
لگاؤن مین اب آگ ایران مین
کرون خون روان زابلستان مین

ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب
سو خانہ برزو کو لایا شتاب
سراپردۂ خیل و اسپان و زین
دو صد نازنینان ماچین و چین

زر و افسر و گنج و لشکر دیا
سرافراز برزو کو شہ نے کیا
ہوا شاد برزوے گردنفراز
جہان مین ہوا الغرض بے نیاز

ولے اُس کی مان دوڑی آئی وہان
کیا آکے برزو سے اُسنے بیان
کہ ہے دولت و جاہ جی کا وبال
اُٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال

تہمتن سے عہدہ برآئی نہین
تجھے تاب جنگ آزمائی نہین
وہ قاتل ہی دیوان خونخوار کا
نکر قصد تو اُس سے پیکار کا

کئی بار دی شہ کو اُسنے شکست
کیا نامداران تورانکو پست
تو اُن نامدارونکے ہمسر نہین
دلیری مین اُنسے فزون تر نہین

وہ بولا کہ رستم سے ہون زورمند
مرے آگے ہے پست پیل بلند
دیا پاسخ اُسنے کہ وہ شیرزاد
ہنر پہلوانی کے رکھتا ہی یاد

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی

کیا زور اتنا پکڑ کر کمر
کہ ٹوٹا دوال کمر سر بسر

تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
ہوا ضرب سے گزر کی بس ستوہ

لے ازرہ حیل و فہم و ذکا
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا

تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
تعجب ہوا سے گرد جنگ آزما

ترے دست و سر کو نہ رنج کیا
یہ سن کر تہمتن نے اُس سے کہا

یہ برزو نے اندیشہ دل مین کیا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما

پر اتنے مین آخر ہوا روز ختم
لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب

بہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
تو پھر برزو و رستم پہلوتن

جو برزو گیا پیش افراسیاب
تو بولا کہ اے شاہ عالی جناب

مقابل ہوا مجھ سے آج آن کر
کہ تھا سنگ و فولاد سے سخت تر

نہین اُسکو پیکار سے خوف و بیم
مرا دل ہوا اُس پہلوان سے دو نیم

یہ گفتار کرتا تھا برزو اُدھر
کہ جس کا بیان اب ہوا سر بسر

مرے ہاتھ کو آج پہونچی شکست
نہ ہرگز رہا زور بازو سے دست

نہین اور آتا نظر کوئی مرد
کہ ہو برزو سے گرد کا ہم نبرد

تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
ولیکن وہ ہے سوے ہندوستان

روانہ کروں سوے ہندوستان
بلاؤن فرامرز کو اب یہان

یہ سُن کر نہ کچھ شہ نے پاسخ دیا
تہمتن کو بس دہ مین رخصت کیا

جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ
تو برزو سے مین جا کے ہون رزمخواہ

نہین مجکو زنہار کچھ خوف جان
نہ میدان سے موڑون مین ہرگز عنان

ہمارے ہے قالب مین جبتک کہ جان
سو جنگ کیون شاہ لاوے عنان

مقابل ہون با تیغ و گرز و خدنگ
کرون غرق خون مین اُسے بیدرنگ

سوا اُسکے جتنے ہین گردن فراز
دلیرانہ ساتھ اُسکے ہون رزمساز

دگر گون ہو رنگ زمانہ اگر
تو جو دل مین آوے کرے نامور

لے رستم گرد جنگ آزما
سراپردہ مین جبکہ آنے گیا

عماری تو اس وقت تیار کر
کہ ہون صبح دم مین شتابان اُدھر

بلاؤن مین واں جا کے سیمرغ کو
شتابی ہون سیمرغ سے چارہ جو

دلیران ایران یہ سن کر خبر
دوان پیش رستم گئے سر بسر

نہ ٹھہرے یہان گر تو اے پہلوان
تو قائم رہے پھر نہ کوئی جوان

ہوے گرز پر خم مثال کمان
ہوا میل کشتی نہین مجد ازان

طرح شیر غرندہ کے کرکے شور
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور

ہوا دست پیکار ٹوٹی سپر
ہوا پر الم رستم نامور

نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار

کہ لگتا مرا گر زگر کوہ پر
تو بس ریزہ کرتا اُسے سر بسر

مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے
کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے

رہا اب کرے زخم گرز گران
خطا ہے اگر رہیے غافل یہان

ہوے سب عاجز ہوا وقت جنگ
رکھو روز فردا پہ موقوف جنگ

گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ

تکبر مجھے زور پر اپنے تھا
وے طرفہ اک گرد زور آزما

تن سخت پر اُسکے ہنگام جنگ
ہوا کارگر کچھ نہ گرز و خدنگ

نہین مجکو معلوم یہ زنہار
ملے خاک مین کون انجام کار

اودھر پیش خسرو جو رستم گیا
تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا

مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
نہین مجکو مقدور پیکار کا

فرامرز میرا اولادر پسر
یہان اسے ہماندار ہوتا اگر

وہ ہیپال ہندی سے ہے گرز جنگ
یہ دل مین ہو اک گرد کو بیدرنگ

نہ پہونچے فرامرز یہان جبتلک
بہم جنگ موقوف ہو تبتلک

گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
لگا کہنے یون خسرو نام جو

سنان سے کرون سفتہ اُسکا جگر
ملاؤن تہ خاک و خون سر بسر

کہا سن کے گودرز نے یہ سخن
کہ اے خسرو خسروان زمن

مبارک ہو شہ کو شب و روز بزم
کہ حاضر ہین تیرے پے جنگ و رزم

کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
ستیزندہ بیزن ہو مانند شیر

یقین ہے کہ گردان خواہان چین
کہ مین جاے برزو بزیر زمین

کہا شہ سے گودرز نے اس طرح
کہ مین نے کیا اب بیان جس طرح

زوارہ سے بولا کہ اے بھائی جا
ارادہ ہے میرا سو ستان

پہونچکر وہان زال زر سے ملون
سرو دست کا اپنے درمان کرون

زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
کہ ہے عزم رستم سو ستان

لگا کہنے ہر ایک اے پہلوتن
تجے ہی سبب سے ہے یہ انجمن

ذرا یان سے جنبش نہ کرزنہار
یہان رکھ تو پاے ثبات و قرار

وہ بندگران زور سے سر بسر
شکستہ کیے یک طرف بیٹھ کر
غرض بادل خرم و شادمان
گئے پیش خسرو وہ نام آوران

سراپردہ مین شاہ توران کے
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آن کے
وہ بندی جو تھے یان انھین لیگیا
سپہدار سن کر یہ کہنے لگا

کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
اسیرون کو جو لے گیا آن کر
دم صبح کھا کر بہت پیچ و تاب
لگا کہنے برزو سے افراسیاب

کہ لے کر سپہ جا سوی رزمگاہ
وہین آن کر برزوے کینہ خواہ
خروشان ہو میدان مین کہنے لگا
کرا لے رستم اب سامنے میرے آ

سنا جبکہ خسو نے شور و فغان
کہا تب کہ اے رستم پہلوان
تو برزو سے اب جا کے ہو گرم جنگ
یہ سن کر گیا پہلتن بے درنگ

نظر کر کے برزو کی ترکیب کو
قرین تحیر ہوا جنگ جو
کہا لعزن ہو کے مانند شیر
کہ جاے تہمتن مین آیا دلیر

ترے سر کو توڑون ابھی گرز سے
سمجھیو نہ کم مجھ کو البرز سے
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان
تو ہی پیر دیرینہ مین ہون جوان

بجا ہی کہ سیکھون مین تجھ سے ہنر
مرے ساتھ مست تند ہو سہ قدر
اگر تو ہی آتش تو سین بھی ہون آب
نہین آب کے آگے آتش کو تاب

یہ کہہ کر وہین ہاتھ مین لی کمان
خدنگ ایک ڈالا سوے پہلوان
تہمتن نے اک تیر مارا وہین
ہوے اسطرح دیر تک گرم کین

پیاپے ہوئی بارش تیر پر
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
بہم پھر ہوے لیکے گرز گران
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران

ذرا ماجرا سنیے اک روز کا
کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا

دلیران ایران زمین تھے تمام
مہیا سرود و مے و رود و جام

بہم طوس و گودرز مین تھا عناد
لگے کرنے وان گفتگوے فساد

لیا طوس نے خنجر از روے کین
رہام دلاور نے اُٹھ کر وہین

رہام دلاور پہ غصہ ہوا
یہ پھر برزوے پہلوان سے کہا

کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
کہ طوس دلاور کو اے نام جو

لگا کہنے گیو یل نام جو
کہ گودرز اور طوس ہین تند خو

مناسب یہ ہی مین بھی جاؤن وہان
کہ دونو نکو سمجھا کے لاؤن یہان

تہمتن سے پھر گستہم نامجو
برادر تھا طوس دلاور کا جو

خطر پھر ہوا رستم گرد کو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو

تو ہونے نہ دیجو بہم کارزار
یہ سُن کر گیا وہ یل نامدار

پسندیدہ ہی یہ کہ اب جاؤن مین
ملکزادے کو ساتھ لے آؤن مین

پھر آتا ہون اب سوے آغاز کار
لکھون حال طوس یل نامدار

یہ دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ
اور اک قلعہ محکم ہی نو خاستہ

کہ خیمہ یہ کس کا ہی تب مردمان
لگے کہنے اُس سے کہ اے پہلوان

گذرتا ہی جو کوئی اس راہ سے
تو یہ اُسکو آئین دلخواہ سے

اُترا سپ سے با دل شادمان
گیا دو ہین خرگاہ مین پہلوان

لگا کہنے اُس سے کہ اے دلستان
حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان

کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر
رہون تھی مین آرام سے اُسکے گھر

جہان سے جوان لیگیا رخت جب
یہ چاہا سپہدار توران نے تب

خطر سے مین اُسکے گریزان ہوئی
سو ملک ایران شتابان ہوئی

جوان دلاور نے دل مین کہا
کہ خسرو کے لائق ہی یہ دلربا

غرض بیٹھ کر طوس عالی جناب
لگا ہاتھ سے اُسکے پینے شراب

پکڑ طوس کو قلعہ مین لے گیا
پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما

جو آیا وہان بعد ازان گستہم
رکھا اُسنے پھر قیدگہ مین قدم

جو پہونچا وہان دوسرے روز زال
ہوا مردمان سے وہ پرسان حال

تو چل اب ز روے نشاط و سرور
خداوند مہمانسرا کے حضور

پذیرا نہ اُس نے کیا یہ سخن
نہ ساتھ اُسکے ہرگز گیا پیلتن

پھر اتنے مین پیش یل نامور
کسی نے کہا کان مین آن کر

وہان گیو گودرز جنگی سوار
یل بیژن و طوس عالی وقار

تھی آراستہ محفل دلستان
قرین مسرت تھے پیر و جوان

زبان پر جو اُس وقت گفتار تھی
سو نالائق و سخت و دشوار تھی

کف طوس سے کھینچ خنجر لیا
وہان سے خفا ہو کے طوس اُٹھ گیا

نہین جانتا کیا تو رسم یلان
کہ لازم ہی دلجوئی میہمان

تو اب جا کے لے آشنائی یہان
ہوا سن کے گودرز و وہین روان

مبادا کہ وان کھینچکر تیغ تیز
بہم ہووین کینہ سے گرم ستیز

یہ کہہ کر گیا گیو زور آزما
ولے ہمراہ گیو بیژن گیا

روانہ ہوا لے اجازت اُدھر
کہ وان طوس تنہا ہی اے نامور

فرامرز سے رستم پہلوان
یہ بولا کہ اب تو بھی جا اے جوان

لگا کہنے یون زال زر بعد ازان
کہ شہزادہ اپنا ہی طوس جوان

سوار اسپ پر ہو کے مانند باد
روانہ ہوا زال فرخ نہاد

روان ہو کے پھر طوس پہونچا وہان
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان

پکاتے ہین باورچیان وان طعام
لگا پوچھنے وہ یل نیک نام

زن تاجر آئی ہی توران سے ایک
کہ رکھے ہی وہ خصلت خوب و نیک

کھلاتی ہی نقل و شراب و طعام
مہیا ہی یان بادہ و رود و جام

جو دیکھے تو بیٹھی ہی اک نازنین
صنوبر قد و گل رخ و مہ جبین

وہ بولی کہ ہون مین زن نغمہ گو
مرا ایک عاشق تھا مردنکو

بہت مال و زر اُس جوان نے دیا
بہت مجکو مسرور و شادان کیا

کہ اپنی پرستار مجھ کو کرے
مرا مال لے خوار مجھ کو کرے

پئے خسرو نام جو آئی یان
رہون اُسکی خدمت مین تا جاودان

اسے لیچلون پیش شاہ جہان
کہ تا حسن مجرا ہو میرا وہان

ہوا بیخود و مست و بیہوش جب
کمینگاہ سے پیلسم آکے تب

گیا پیش سوسن تو وہ بھی وہان
ہوا قید مانند طوس جوان

ہوے جا کے پھر گیو و بیژن بھی قید
نہ مہمانسرا تھا وہان دام کید

گئے لوگ سوسن کے پھر پیش زال
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال

مے و میوہ و نغمہ و چنگ و نے
جو کچھ ہووے مطلوب موجود ہے

یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہی یان
کچھ افسون سے خالی نہین یہ مکان

کہ یہ زن ہی مکار اے پہلوان
کیے چار گرد اُسنے غائب یہان

تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون — نہین مجھ سے ہوتا ہی برزو زبون — ملا کر دہن زہر بھیجا طعام — دے پیش برزو جو پہونچا طعام
تو شہر وے اُسکو نہ کھانے دیا — نہ زنہار اپنی زبان پر رکھا — زن مطرب خوبرو بدسیر — ہوئی کھا کے سوے عدم وہ پسر
ہوا خشمگین برزوے نامدار — لگا کہنے اے رستم باوقار — ہوا تجھ سے جو کام سرزد یہان — نہین یہ سزاوار نام آوران
سفیدی محاسن ہوے تیرے سب — نہین شرم لیکن تجھے ہی غضب — خجالت سے ہرگز اُٹھایا نہ سر
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن — لگا کہنے برزو کہ اے پیلتن — یہ سن کر اُٹھا رستم شیر مرد
ولیسرانہ دونون یل سرفراز — ہوے لیکے گرز گران رزمساز — ہوے سست پانوے جنگ آوران
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار — نہ لیکن گرازین سے کوئی سوار — فرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان
دوال لجام سمندان دہین — کرے کیا بستہ ازروے کین — بہنگام کشتی ہوے سخت کوش
ہوے پھر وہ اسپان بہم رزمساز — مثال دلیران گردن فراز — روان جب کیا رخم دندان تیز
تہمتن برزو کا بھاگا دہین باد پا — وہ برزو کو بھی کھینچکر لے چلا — کہ چھوڑے ذرا رستم سرفراز
گردن تاکہ رام اسپ کو زود تر — ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر — شتابی سے پھر رستم نامدار
چڑھا اُسکے سینے پہ تا بیدریغ — کرے اُسکے سر کو جدا کھینچ تیغ — لگی کہنے رستم سے کرکے فغان
کہ سہراب کا یہ جوان ہی پسر — دہین مادر برزوے پہلوان — ذرا دل مین کر خوف پروردگار
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن — تو برزو کو مت قتل کر زنہار — نشانی مین رکھتی ہون سہراب کی
یہ کہکر نکالی وہ انگشتری — گرانمایہ خاتم زرناب کی — بغل مین لیا برزوے گرد کو
گرایا نگون برازسر نکسار — ہوا دیکھ کر شادوہ نام جو — روان ہوکے دانے سوے سیستان
کیا ایک برپا تہمتن نے تخت — کہ بیٹھا وہان برزوے نیکبخت — ہوا دیکھ کر زال زر شادمان
بصد شادمانی ہوا ہم کنار — کیا سر پر اُسکے بہت زرنثار — مہیا کیا جشن عیش وطرب — نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

## رسیدن سوسن خنیاگر دراران کہ بجادوگری طاق بود دبہر لمک آمدن فراسیاب وشکست یافتن

گیا شاہ توران جو کھاکر شکست — ولیران ایران ہوے چیرہ دست — ہوا تھا جو میدان مین برزو اسیر
شب و روز چون غنچہ دلگیر تھا — بحر مین بمثال تصویر تھا — زن گلبدن ایک سوسن بنام
یہ بولی کہ مین اے سخنہ نام جو — نہین صرف رامشگر و نغمہ گو — مجھے علم جادوگری بھی ہی یاد
نہین پیش جاتا اگر زور و دست — تو دیکھ اب تماشا مرے سحر کا — کرون تن سے رستم کے سر کو جدا
دلیرون کا لاؤن مین دم مین کام — پذیرانہ کرتا تھا افراسیاب — ولیکن زن ساحرہ نے شتاب
فسونسازی اپنی دکھائی اُسے — طرف اس راوے کے لائی اُسے — سیہدار توران نے اُسکو دیا
وہ ہوشہ سے رخصت شتابان ہوئی — روانہ سوے ملک ایران ہوئی — کہ تھا پیلسم نام اُس گرد کا
وہ جب ملک مین پہونچی ایران کے — تو رستے مین پھر زابلستان کے — پسندیدہ خوب و دلچسپ و نیک
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام — تو سوسن کھلاتی اُس کو طعام — ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب
مہیا ے دمیوہ و چنگ و رود — شراب و کباب و رباب و سرود — کہ دیرنگ سازی تھی وہان بیشمار

پکڑ کر عنان یون گذارش کیا
کہ اے شاہ شاہان کشور کشا

نہین مصلحت یہ جو میدان مین تو
سپہدار توران سے ہو جنگجو

پھر اتنے مین پہونچا تہمتن وہان
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان

کہ لیتا ہون اب جا کے خون پدر
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور

کہ ہی وہ تنومند و چالاک و چست
فنون ہنر مین نہایت درست

کئی بار کی مین نے ساتھ اسکے جنگ
مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ

بہت جہد و کوشش سے روز وغا
رہا غالب اسپر بہ فضل خدا

ولے کر سکا مین نہ اے بادشاہ
اسے واے پابند میدان مین گاہ

بعیاری آخر وہ زور آزما
رہا میرے پنجے سے ہو کر گیا

اگر اب وہ رکھتا ہی پھر عزم جنگ
تو میدان مین جاتا ہون مین بیدرنگ

سوا اسکے موڑین نہ منھ زینہار
فرامرز برزو سے جنگی سوار

یہ جنگی سواران ہین یان جبتلک
مناسب نہین شاہ کو تب تلک

کہ باندھے کمر سوے پیکار و کین
ہوا سنکے خسرو بہت خشمگین

یہ بولا سیاوش کا ہون مین پسر
دلیر و جوانمرد صاحب ہنر

نہ جانبر ہون ترکان جنگ آزما
نہو شیر پنجے سے میرے رہا

اگر کوہ آہن ہوا فراسیاب
کرون تیغ بران سے دریاے آب

یہ کہکر کیا شاہ نے دو ہین عزم
کہ توسن کو کیجے روان سوے رزم

تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان

کہ پہلے مجھے قتل یان کیجیے
وہان اسپ کو بعد ازان کیجیے

ہوا تند رستم پہ شاہ جہان
پر اتنے مین برزو بھی آیا وہان

کھلا نیا رکھا شاہ کے پانون پر
لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر

کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا
مرا خون ہو گردن پہ تیری شہا

دلیران جنگی ہین یان جس قدر
دکھاتا ہی ہر اک یہ اپنا ہنر

ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو
کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو

مرے تن مین ہی جبتلک جان زار
نکر عزم پیکار تو زینہار

جو میدان مین ہو کام میرا تمام
تو مختار ہی اے شہ ذوالکرام

کیا عجز برزو نے جب اسقدر
ہوا نرم تب خسرو نامور

لگا کہنے تب خسرو پاکدامن
کہ اے نامداران ایران زمین

نہایت ہی شیرین زبان یہ جوان
سخنگوے خوش سیرت و خوش بیان

مری آتش خشم کی اسنے سرد
بنیرو ہی ستم کا بیشک یہ مرد

لگا کہنے برزو سے پھر بادشاہ
کہ سالار توران سے ہو رزمخواہ

بفرمان شاہنشہ نامدار
وہین ہو کے توسن پہ برزو سوار

شتابان ہوا سوے افراسیاب
خروشندہ مانند دریاے آب

جو برزو کو دیکھا کہ ہی کینہ خواہ
تو سالار توران نے کھینچی اک آہ

لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد
نہین ہی مگر تجھکو یہ بات یاد

کیا پرورش مین نے کیونکر تجھے
کیا نامداران سے برتر تجھے

دکھائے ہنر پہلوانی کے سب
نہین شرم آتی تجھے ہی غضب

کہ اب یون دلیرانہ میدان مین تو
ہوا آنکر مجھ سے پیکار جو

کہان اب گیا خسرو نامدار
کہ آیا نہ اسدم پے کارزار

مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا
ہوا غالب اسکو خطر جان کا

مجھے ہی تری جنگ سے عار و ننگ
تو پھر جا یہان سے نکر عزم جنگ

کہ تا خسرو اب آکے ہو گرم رزم
نہون خسروان یعنے جویاے بزم

یہ برزو نے اسوقت پاسخ دیا
کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا شہا

ولیکن ہی تو شاہ بیدادگر
ستمگار پیمان شکن بدسیر

سیاوش وہان لے گیا تھا پناہ
اسے قتل تو نے کیا بے گناہ

روا قتل ہی تجھسے بد عہد کا
کہ پیمان شکن ہی عدو خدا

نمک خوار تیرا رہا جب تلک
ادا حق نمک کا کیا تب تلک

اور اب ہون نمکخوار اس شاہ کا
کہ ہی ہفت کشور کا فرمانروا

ترے ساتھ کیونکر نہ ہون رزمخواہ
تو ہی دشمن خسرو دین پناہ

یہ کہکر ہوا وہ دلاور روان
اٹھا کر زمانہ پیل دمان

سپہدار افراسیاب دلیر
خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر

لگا کہنے چون پیل مستی نکر
مرے آگے تو پیشدستی نکر

کہ اک زخم سے میرے اب زینہار
رہیگا نہ میدان مین تو پایدار

ہزار آوین تجھ سے اگر پہلوان
کرون قتل اک دم مین سبکو یہان

کمان لے کے پھر شاہ نے بیدرنگ
روان سوے برزو کیا اک خدنگ

گذر کر گیا اسکے جوشن سے تیر
ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر

ولے وہین پہونچا وہ جنگی جوان
کرے تا رہا ضرب گرز گران

سپہدار توران ہنرمند تھا
ہنر سے وہ ضربین بچانے لگا

رکھے قلعے مین اُنکے پانچون سمند
یہ سن کر وہین وہ بل ارجمند

ہوا پر غضب اور اک شخص کو
کہ تھا جاکر زال فرخندہ خو

لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا
خبر اُنکی دریافت کرکے تولا

گیا اور گھوڑون کو پہچان کر
حقیقت کہی اُسنے جب آن کر

یہ پھر زال زر نے ارادہ کیا
کہ دیجے زن ساحرہ کو سزا

گریزان ہوئی وانسے وہ حیلہ گر
گئی قلعہ مین بادل پر خطر

گیا گرز لے کر یل کینہ جو
وہان جاکے توڑا اور قلعہ کو

مقابل ہوا زال کے پیلسم
لگے چلنے گرز گران دم بدم

بوقت دغا سوے زابلستان
کسی کو کیا زال زر نے روان

کہ پہونچا دے رستم کو جلدی خبر
وہین پھر فرامرز پہونچا اُدھر

یہ بولے فرامرز سے بعد ازان
کہ دروازہ پر قلعہ کے اے جوان

دلیرانہ دو گرد وہین ہم نبرد
یہ سن کر گیا وہ وہین وہ شیر مرد

کہا زال سے تو کنارے جو ہو
تو مین پیلسم سے ہون پرخاش جو

لگے کرنے پھر وہین باہم نبرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد

سر شام تک وان رہی کارزار
ہوئی جنگ موقوف انجام کار

سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہو زابل سے پہونچے وہان

تہمتن نے بھیجا فرامرز کو
شتابی سو خسرو نام جو

شتابان ہوا وہ یل نامور
کہ پہونچا دے جاکر یہ سبکو خبر

در قلعہ پر آن کر بعد ازان
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان

کہ اے پیلسم آکے ہو گرم جنگ
وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ

ہوئی بارش تیر وان ہمدگر
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان
لگی چلنے پھر ضرب گرز گران

ہوے کھینچکر تیغ پھر رزمساز
غرض شام تک ہر دو گردن فراز

رہے گرم پیکار مانند شیر
نہ آیا ولے اسپ سے کوئی زیر

گیا جب سو کوہ مہر منیر
ہوے تب یلان جاکے آرام گیر

سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
دلیر و جوان برزو کے شیر مرد

ہوئی دور سے ایک گرد آشکار
ہوا یہ پدیدار انجام کار

کہ آیا سپہ لے کے افراسیاب
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب

کہ مین پیلسم سے کرون کارزار
تو جا سوے سالار توران دیار

پے جنگ برزو گیا پھر شتاب
سو لشکر شاہ افراسیاب

ہوے گرم کین رستم و پیلسم
بسان ہزبران جنگی بہم

تہمتن کے بس ہاتھ سے بیدرنگ
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ

ہوے رستم و زال پھر بعد ازان
سو لشکر شاہ توران روان

تو اگر وانکے سواران ترک
لگے ڈالنے تیر گردان ترک

ولے برزو و رستم و زال زر
جدھر حملہ کرتے تھے جون شیر نر

تو ملتے تھے صد ہا تہ خون و خاک
بہت ترک ہوتے تھے اُسدم ہلاک

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پھر قلعہ سے وہ زن حیلہ گر

گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
رہائی اُسے غم سے حاصل ہوئی

پھر اتنے مین کیخسرو نامور
سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر

جب آیا جہاندار فرخ نہاد
ہوے برزو و رستم و زال شاد

سواران ایران نے وان آن کر
لیے گھیر ترکان وہان سر بسر

برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
سواران ترکان ہوے سخت تنگ

ہوا بیدل اُسوقت افراسیاب
کہ ترکون کو پیکار کی تھی نہ تاب

درشتی سے پیران ویسہ وہین
یہ بولا کہ اے شاہ توران زمین

کئی بار کھائی ہی تو نے شکست
نہین پیش جاتا ہی کچھ زور دست

ترا ملک برباد یکسر ہوا
نہ میرا سخن کچھ مؤثر ہوا

سراینده زن نے تجھے جو کہا
وہ افسوس تو نے پذیرا کیا

کیا جان کو اپنی برباد ہاے
ہوئی عقل برگشتہ یکدست واے

سپہدار نے سن کے پاسخ دیا
کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا

وہ بولا نہین ہم کو تاب ستیز
مگر کیجیے ان سے جنگ گریز

لگا کہنے پیران سے یون شہریار
کہ اے مرد دانشور و ہوشیار

کہانتک مین جنگ گریزان کرون
یہ بہتر ہی میدان مین جان اپنی دون

یہ کہہ کر وان کرکے گھوڑا شتاب
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب

کہ ضائع ہو کس واسطے اب سپاہ
کرین خلق کو کس لیے ہم تباہ

مناسب ہے میدان مین آوے اگر
سپہدار کیخسرو نامور

مرے ساتھ ہو آن کے رزم خواہ
خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ

یہ سن کر وہ شاہنشہ نامدار
اُتر فیل سے اسپ پر ہو سوار

شتابان ہوا سوے افراسیاب
ولے نامداران نے آکر شتاب

کہ مجھسے کرو یا کہ شیدا سے رزم
نہ لیکن مدد کا کرے کوئی عزم

جو مین اُسکو رخصت نہ کرتا ذہن
تو کرتا روان مجھپہ شمشیر کین

دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
مزور ہی اے شاہ گردون جناب

لکھا نامۂ مکر تا بید رنگ
تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ

کہ اک نامور نامدارون سے گر
ہوا کم تو ہرگز نہین کچھ خطر

تبہ ہووین یکدست ایرانیان
قیامت ہو پھر ایک برپا وہان

کہا پھر یہ رستم نے اے تاجور
سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر

کہا شہ نے شید کو روز دگر
کہ رخصت کیا تجھکو اے نامور

وہ بولا کہ ہی دل مین یہ آرزو
کہ اے شاہ تو مجھسے ہو رزمجو

یہ گفتار سنکر ہوا شادکام
گیا شیدا پھر وان جہان تھا مقام

لکھا یون کہ اب اے شہ کینہ جو
رہا کچھ نہین درجۂ گفتگو

جہان آفرین گر مرا یار ہی
اور اقبال و دولت مددگار ہی

تو ہی مثل شیر ژیان گردگیر
تو مین ہون ہزبر افگن و شیرگیر

ترے شیدا نے مجھسے چاہی تبرد
نہین مین ہون نامرد گروہ ہی مرد

ہوا پاسخ نامہ طیار جب
کہا شاہ نے گرد قارن سے تب

ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور
کہ اب باپ نے تیرے اے بے شعور

وہین قارن گرد آیا وہان
کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان

کہا سنکے شیدا نے اے ہوشیار
تو کل جائیو دیکھکر کارزار

مرے ساتھ آکر تو کیجیو نبرد
مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد

سحرگاہ شیدا دلاور سوار
جو میدان مین آیا پے کارزار

لگا کہنے یون شیدۂ نامدار
مجھے میل کشتی ہی اے شہریار

کیا زور ہر چند شیدا نے پر
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور

کیا چاک خنجر سے اُسکا جگر
ہوا غرق خون شیدۂ نامور

کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب

جہاندار کا نامہ اُسکو دیا
زبانی یہ احوال ظاہر کیا

سپہدار نے جب سنی یہ خبر
کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور

نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب
کیا گرد قارن کو رخصت شتاب

سو شاہ ایران پھر افراسیاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب

بہت جہد تورانیون نے کیا
کہ دل مین پھر اکینہ شیدا کا تھا

غرض سرخ شیدائی تھین ہر دو چشم
نمایان تھا چہرے سے آثار خشم

یہ خسرو نے کہا ارادہ کیا
کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما

نہین مکر سے خالی اُسکا سخن
جفا پیشہ ہی مثل چرخ کہن

اگر شیدا میدان مین ہووے ہلاک
تو اُسکی بلا سے نہین اُسکو باک

مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند

نہ زنہار تو مثل آتش ہو تیز
نکر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز

عقب اُسکے نامے کا لکھکر جواب
دوان کیجیو سوے افراسیاب

کہا تو نے جو کچھ سو اُسکا جواب
عقب تیرے لاتا ہی قارن شتاب

کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان
کرون تجھسے پیکار کل ای جوان

سپہدار توران کے پیغام کا
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا

تو دیتا ہی جو گنج توران دیار
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار

تو اورنگ و دیہیم و اقلیم زر
جو رکھتا ہی تو میرا ہی سر بسر

خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ

سحر وہ ہی اور مین ہون اور تیغ تیز
کرون ساتھ اُسکے مین تنہا ستیز

کہ شیدا سے لیکر کسی شخص کو
سو شاہ توران شتابان تو ہو

نہ بھیجا تجھے یان براے پیام
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام

سحر دیکھنا تو تماشا ذرا
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا

یہ پہونچا تو خسرو کو میرا پیام
کہ وقت سحر اے شہ ذوالکرام

لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
کمک سے شہنشہ کو ہی عار و ننگ

تو کیخسرو نامور بھی وہان
گیا سامنے مثل شیر ژیان

اُترا سپ سے پھر وہ دونون دلیر
بہم گرم کشتی ہوے مثل شیر

جہاندار نے اُسکو از روے کین
پکڑ گردن و پشت [illegible]

کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
کہ شیدا کے اب تن کو اے مردمان

روان ہو کے پھر قارن نامدار
گیا پیش سالار توران دیار

گئے دو ہین شیدا کے ہمراہیان
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان

جہان سے ہوا ایک قلم ناامید
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید

کیا دل مین ہرگز نہ صبر و قرار
کمر چست باندھی پے کارزار

ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
نمایان وہان روز محشر ہوا

[illegible] ترک خونخوار [illegible]
نہ ہرگز کیا جانکا کچھ خطر

کیا شاہ توران نے پھر عزم جزم
کہ خسرو سے کیجیے دلیرانہ رزم
بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
فراہم کیا لشکر بیحساب

جوانمرد شیدا کہ تھا پور شاہ
اُسے شاہ توران نے دیکر سپاہ
روانہ کیا سوے خسرو شتاب
عقب اُسکے پھر آپ افراسیاب

شتابان ہوا لے کے یکصد ہزار
سواران شائستۂ کارزار
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
سپاہ گران تب روان کی اُدھر

خردمند شہزادہ لہراسپ تھا
اُسے شہ نے سالار لشکر کیا
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
پے جنگ سالار تورانیان

تہمتن بھی زابل سے پہونچا وہین
ہوا شادمان خسرو پاک دین
لگا کہنے اے گرد فرخ خصال
سپہدار لہراسپ ہی خردسال

اتالیق ہو جا کے اُسکا تو اب
خبردار رہ اُس سے ہر روز و شب
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا

اگر تھی تو میری طرف سے خطا
دے قتل پیران کو ناحق کیا
نہ یہ جور تھا اُسپہ ہرگز روا
کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا

کیا پرورش اُسنے تجھکو تھا ہائے
نہ آیا تجھے رحم زنہار واے
خبردار مجھکو نہین کچھ ہراس
کہ ہی لشکر بیکران میرے پاس

دلیران مرے شیر غرندہ ہین
پلنگان و شیران کے درندہ ہین
ولیکن نہین چاہتا مین یہان
کہ ناحق ہو خونریزی مردمان

یہ بہتر ہی اب آشتی ہو بہم
کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم
جو باہم ہو قول و قسم استوار
کہ پیمان شکستہ نہو زینہار

تو اقلیم توران سے جو سرزمین
جو چاہے تجھے دون مین سرنج و کین
زر و گنج و دیہیم و اورنگ و زر
ترے واسطے بھیجون اے نامور

دلیران و گردان توران دیار
کرین چاکری تیری لیل و نہار
سوا اس کے دائم مرا ایک پور
رہے تیری خدمت مین صد بار سرور

رہے میرے قالب مین جان جبتلک
نہین عہد سے مین پھرون تب ملک
اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو
تو ہو مجھ سے تنہا تو پیکار جو

کرے کشتہ میدان مین تو گر مجھے
تو اقلیم توران مبارک تجھے
مرے پور ہون تیرے محکوم سب
غلامی کرین تیری ہر روز و شب

جو روز وغا مین نے مارا تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہی تجھے
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرون
نہ زنہار کچھ دخل مین وان کرون

مری جنگ سے گر تجھے ہو خطر
کہ رکھتا ہون مین تخت زر و گہر
تو میرے پسر سے کہ شیدا ہی نام
ستیزندہ ہو اے شہ ذوالکرام

اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
تو گوشہ نشین ہو نہین پھر بیدرنگ
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
زر و تخت گنج و ملک و سپاہ

یہ ہی جس قدر تجھکو یکدست دون
نہ پھر مین سروکار ہرگز رکھون
ہوا نامۂ شاہ تیار جب
کہا شاہ توران نے شیدا سے تب

کہ لیجا تو اب پیش خسرو شتاب
دلیرانہ کیجیو سوال و جواب
یہ کی عرض شیدا نے اے نامدار
دل و جان سے ہون مین تجھپر نثار

جو قابو ملا کچھ یہ نیروے بخت
تو خسرو کو محفل مین بالاے تخت
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
کرین کشتہ گو مجھکو مردم وہین

یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
دیا نامہ شیدا کو اُسنے شتاب
وہ لیکر روانہ ہوا بس اُدھر
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر

ہوا خندہ زن خسرو نامدار
بجا لا کے پھر شکر پروردگار
یہ بولا سپہدار افراسیاب
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب

ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
ولیکن ہی مکار و بدخصال
دغا اُسکے سینے مین لب پر سخن
مرے دل مین ہی دردہاے کہن

کرون جبتلک مین نہ اُسکو ہلاک
نہ کین سیاوش ہو مینہ سے پاک
غرض پور سالار توران دیا
جب آیا حضور شہ نامدار

تو لایا بجا داب رسم و نیاز
بٹھایا اُسے شہ نے با امتیاز
دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
پیام پدر وان کیا سب بیان

سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام
کہ مین آخر روز دونگا جواب
یہ کہکر کیا اُسکو رخصت شتاب

مکان اک بتایا براے فرود
گیا شیدا پھر سوے جاے فرود
کیا نامداران کو شہ نے طلب
لگا کہنے انسے یہ خسرو کہ اب

ہوا مہربان مجھ پہ دشمن مرا
زر و ملک و گوہر کرے ہی عطا
ولے اُسکی اس مہربانی پہ خاک
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک

وہ بیرحم مطلق بتہ کار ہی
تنگار ہی مردم آزار ہے
اُسے خواہش صلح تنہا نہین
یہ بھیجا پیام اُسنے از روے کین

رہا آکے بالائے کوہ بلند — کہ تا مجھکو پہونچے نہ تجھسے گزند
دعائین مین کرتا تھا ہر صبحدم — کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم
رہے کچھ نہ تیرا نشان دہر مین — کہ تا جاکے آباد ہون شہر مین
جو چاہا تھا مجھکو خدا نے دیا — تجھے اب گرفتار میرا کیا
ذرا کر حقیقت تو اپنی بیان — کہ کیونکر بتہ ہو کے آیا یہان
بیان ماجرا اسنے یکسر کیا — نشان خسرو نامور کا و
شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو — سوتا جو رلے کے بدخواہ کو
وہ بولا کہ تو مجھکو یان قتل کر — نہ لیجا حضور شہ نامور
پذیرا نہ اُس نے کیا یہ سخن — کشان لیگیا پیش شاہ زمن
ہوا شاد کیخسرو ارجمند — کیا لطف سے ہوم کو سربلند
سرافراسیاب جفا پیشہ کا — کیا تیغ بران سے شہ نے جدا
ستمگار کر شیوز کینہ ور — کہ تھا قید مین اُسکو بھی زود
کیا کشتۂ خنجر آبدار — ادا پھر کیا شکر پروردگار
کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرام — لیا بدسگالون سے اب انتقام
جو تسخیر سب ملک توران کیا — تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا
ہوا حکم یون رستم گرد کو — کہ توران مین تو اے یل نام
عمل اپنا کر شوکت و شان سے — یہ اندیش ہون دور توران سے
بفتح و ظفر پھر شہ پاک دین — ہوا رونق افزاے توران زمین
جہاندار کاؤس کشور کشا — ز روے مسرت گیا پیشوا
خوشی سے بغلگیر باہم ہوے — برنگ گل تازہ خرم ہوے
کہا یون بامداد لطف کریم — میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم
مخالف سے خون سیاوش لیا — ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

## رحلت نمودن کیکاؤس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار — نہین ہے کسی کو بقا زینہار
گدا ہووے یا بادشاہ و وزیر — کسی کو نہین ہے قضا سے گزیر
جہاندار کاؤس انجم حشم — شتابان ہوا سوے ملک عدم
چہل روز کیخسرو نامدار — رہا غم سے کاؤس کے سوگوار
سر تخت شاہنشہی بعد ازان — ہوا مثل خورشید جلوہ کنان
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس — تو حاصل کیا ملک نے پابوس
ہوا ہفت اقلیم پر حکمران — ہوا اُسکی بخشش سے خرم جہان
رعیت نوازی جہان پروری — حقائق شناسی کرم گستری
ندی ہاتھ سے شاہ نے زینہار — رکھا عدل سے کام لیل و نہار
میسر ہوئی خلق کو ایمنی — ہوے شہ کی دولت سے مردم غنی
پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال — رہا حکمران شاہ فرخ خصال
عبادت پہ مصروف پھر دل ہوا — سوے حق پرستی وہ مائل ہوا
امور خلافت سے رکھا نہ کام — کیا اہل کارون کو مالک تمام
ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار — عبادت مین مشغول لیل و نہار
بزرگان ایران گئے پیش شاہ — یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
نہ یکبار ہو تخت شاہی سے دور — کیا چاہیے سلطنت کے امور
کرو حق پرستی مین شب کو بسر — کرو کار دنیا بوقت سحر
لگا کہنے خسرو ہوا اب مین پیر — نہین کچھ تمناے تاج و سریر
یہ ہے آرزو میری شام و سحر — کہ دار فنا سے کرون مین سفر
کرون سلطنت کا مین کیا کاروبار — کہ مائل نہین دل برنگ بہار
دلیران و گردان و ایران زمین — ہوے سنکے دلگیر و اندوہگین
طلب رستم و زال و زر کو کیا — مفصل یہ احوال اُنکو لکھا
یہ سنکر وہ ایران مین آئے دوان — گئے پیشوا جملہ نامآوران
بیان نامدارون نے پھر یون کیا — کہ اے پہلوانان کشور کشا
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا — کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
مقرر کیا ہے جدا اک مکان — شب و روز رہتا ہے خسرو وہان
ہمین اُس مکان مین نہین بار ہے — نہین اُس کو ہمسے سروکار ہے
ہوے اس حقیقت سے آگاہ جب — ہوا رستم و زال کو رنج تب
شتابان ہوے سوے شاہ جہان — کیا آکے بیرون پردہ فغان
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب — کیا اُس مکان مین انھین باریاب
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان — وہ بولے کہ اے بادشاہ جہان
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم — دوان آئے ہم با دل پر الم

ہوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ
ہوا لشکر ترک آخر تباہ
نہ میدان مین اک گرد توران بچا
جریدہ سپہدار توران رہا

یہ چاہا کہ دیجے دلیرانہ جان
بزور اُسکی مردم نے موڑی عنان
گیا آخر کار افراسیاب
سو ریگ آمو بحال خراب

مظفر ہوا خسرو نامجو
لکھا مژدۂ فتح کاؤس کو

## گرفتار آوردن شہزادۂ ہوم افراسیاب را پیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران با ایران +

گیا ریگ آمو سے افراسیاب
گریزان سو کشور چین شتاب
وہان پر بھی خسرو تعاقب کنان
شتابی سے پہونچا بفوج گران

بصد عجز خاقان نے بھیجا وہین
زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
فرستادہ یہ پیشکش لے کے جب
گیا پیش خسرو بفرط طرب

کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر
کرے شاہ توران کو چین سے بدر
تو بہتر ہی ورنہ وہ ہوگا تباہ
رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ

فرستادہ پھر پیش خاقان گیا
پیام شہنشہ مفصل کہا
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر
کیا شاہ توران کو وہین بدر

گیا چین سے پھر سوے یکران زمین
عقب اُسکے پہونچا شہ پاک دین
وہانسے بھی لی راہ دست فرار
کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار

جہان جاے تھا شاہ افراسیاب
پہونچتا تھا وان خسرو کامیاب
پنائی کہین اُسنے جاے قرار
کہ تھا سبکو خوف شہ نامدار

تلف فوج ترکان ہوئی سر بسر
گرفتار آئے بہت نامور
نہ یکتن رہا شاہ توران کے پاس
نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس

لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب
پریشان و تنہا و بیخور و خواب
سو شہر بروع کوئی غار تھا
کہ تاریک مثل شب تار تھا

رہا جا کے وان شاہ برگشتہ بخت
نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ستم سے زمانے کے ناشاد تھا
شب و روز سرگرم فریاد تھا

فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز
ملک زادۂ ہوم صاحب تمیز
سر دامن کوہ نزدیک غار
اقامت گزین تھا وہ لیل و نہار

سنی شبکو آواز افراسیاب
اُتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
جدھر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا
اُدھر کو دیے کان اُسنے لگا

سنا یہ کہ کوئی تبر کی زبان
یہ کہتا ہی با چشم تر ہر زمان
کہ اے شاہ توران ما چین و چین
کہان ہی ترا تخت و تاج و نگین

کہان وہ دلیری وہ جاہ و حشم
فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم
کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ
سو غار تاریک لایا پناہ

یقین اُسنے جانا کہ افراسیاب
کرے ہی فغان با دو چشم پر آب
یہ تھا اُسکی بیداد سے درد مند
کہ پہونچا تھا کچھ اُسکو اُس سے گزند

پے انتقام اُسنے باندھی کمر
کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو آیا وہین ہوم نزدیک غار

پکارا کہ اے شاہ افراسیاب
دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے
کہ بر لاؤن مقصد کرون خوش تجھے

تو آ غار تاریک سے باہر اب
یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
اُسے ہوم نے خوب پہچان کر
لگایا بزور ایک مشت آنکر

ہوا وہ سراسیمہ و پر الم
لگی ہونے کشتی وہان پھر بہم
کیا شاہ توران نے گو زور تخت
ولے تھا گرفتار نیروے بخت

نہ ہرگز گیا پیش کچھ زور دست
کیا چرخ پر زور نے ہاے پست
اُٹھا ہوم نے اُسکو پٹکا وہین
کیا پھر گرفتار از روے کین

زمانے کا ہرگز نہین اعتبار
کسی کا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدارونکو دم مین تباہ
کرے سربلندونکو یون پست آ

تضرع کنان ہو کے بولا وہ یون
مرے دست و بازو کیے بستہ کیون
بھلا مجھسے کیا تجھکو پہونچا ضرر
کہا ہوم نے تو ہی بیداد گ

جہاندار نو وز شہ نامدار
سیاوش سپہدار عالی وقار
جوانمرد اغریرث پہلوان
سوا انکے تھے اور شہزادگا

مرے سب بزرگان فرخ نہاد
کہ تھے نامدار و فریدون نہاد
اُنھین قتل تونے کیا بیگناہ
نہ آیا تجھے رحم زنہار آ

ترے جور سے مین گریزان ہوا
سو کوہ و صحرا شتابان ہوا
وگرنہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک
کہ ہرگز خدا کا نہ تھا تجھکو با

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج
لکھا پھر یہ نامہ شہ خرز کو
شہ کشور خرز الیاس شاہ
سپہ لیکے آیا سوے ملک روم
سو لشکر خرز آیا دوان
ہوا گفت و خون دشتین اسقدر
پکارا یہ میدان مین آنکر
دلیرانہ الیاس آیا دہین
تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا
ہوا قید میدان مین الیاس جب
غرض ملک تسخیر یکسر کیا
وہان آکے از روے لطف و عطا
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز
یہ مژدہ دہین پیش سلطان روم
نہین خوب اہرسپ کے ساتھ زم
کہ ہی شاہ اہرسپ میرا پدر
دلیران ایران کو یاد آگہان
کہ تسخیر ایران مین جاکر کرون
سو شاہ اہرسپ نامہ لکھا
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
ہوا لیکے قابوس نامہ روان
یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان
یہ سنکر کیا نامہ برنے بیان
کہ بیٹے مین اک گرگ خونخوار تھا
پھر الیاس خرز یکو ہنگام جنگ
شبہ ہی سکے وہ جنگ آزما
یہ جانا چہاندار اہرسپ نے
مگر اتنا اک پہلوان پر غرور

ہوے تابع حکم سردار فوج
کہ اب خرز سے دست بردار ہو
کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
کہ صحرا ہوا لخر خون سر بسر
کہ الیاس رکھتا ہی ہمت اگر
ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
زمین پر گرا زین سے ہوکر جدا
گریزان ہوا لشکر خرز تب
بہت گنج قیصر نے دانسے لیا
زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کہا شاہ سے اے شہ نیک روز
لگے کہنے یون نامداران روم
مناسب نہین ملک ایران کا عزم
عیان اسکا احوال ہی سر بسر
کہ ہون ساتھ میرے ستیزہ کنان
تجھے صاحب تخت و فر کرون
یہ مضمون رقم سیمین شہ نے کیا
بھیجے دے تو ہو صلح اے بادشاہ
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
کہ تسخیر کرکے فقط خرز کو
حقیقت ذرا جنگ کی کربیان
کہ قیصر کا داماد ہی اک جوان
اور اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
اٹھا زین سے لا یا جوان بیدرنگ
کہ جسنے یہ کارنمایان کیا
کہ یہ پا کیا فتنہ گشتاسپ نے
کہ یہ بات ہی عقل و دانش سے دور

نہ محکوم تنہا تھی اسکی سپاہ
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ
حقیقت یہ سنکے ہوا خشمگین
ادھر سے بھی گشتاسپ لیکر سپاہ
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ
سپہدار گشتاسپ مرد دلیر
تو ہو ساتھ میرے یہان گرم جنگ
جو گشتاسپ نے نیز کیوزور سے
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان
گیا خرز تک پھر تعاقب کنان
پھر اخرز سے پھر بفتح و ظفر
کیا بلکہ مختار یکسر امور
تگ و ساز اب سوے ایران کرو
کہ اہرسپ ہے بادشاہ عظیم
جوان دلاور ہوا خشمگین
مرے جنگ کی تاب اسکو نہین
ہراسان ہین گر روم کے نامدار
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
کہ ہی ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب
بجالاکے آداب نامہ دیا
ہوا قیصر روم مست و غرور
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا
دلیر و تنومند گشتاسپ نام
دلیرانہ دونون کو بیخوف و باک
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہان
نظر کرکے اسنے بسوے زریر
شہ روم کو نامے کا پھر جواب
ہزاردن ہین یان گرد شمشیرزن

شہ روم سمجھے تھا پشت پناہ
جو منظور خاطر ہو کر بیدرنگ
کیا قصد پیکار ازردے کین
بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
نثار عمود و سنان و خدنگ
دوان کرکے گھوڑے کو مانند شیر
نہ ہرگز کرے جنگ مین کچھ درنگ
کمر مین کیا بند الیاس کے
اسے لیگیا پیش قیصر کشان
شہ روم یا شوکت و فر و شان
سجے روم آیا بصد کر و فر
جوانمرد کو با نشاط و سرور
نبرد آزما شاہ ایران سے ہو
دہ رکھتا ہی گنج و سپاہ عظیم
شہ روم سے پھر یہ بولا دہین
کہان ہی یہ طاقت جو ہو گرم کین
تو ارشاد ہو مجھکو اے شہریار
تو شادان ہوا سرور انجمن
نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ
تو ہووے گرفتار رنج و عذاب
ہنسا پڑھکے اہرسپ کشور کش
ہوا فہم و دانش سے یکبارہ دور
اسے قید قیصر نے کیونکر کیا
بنا ہاتھ سے اسکے پہلے یہ کام
کیا اس دلاور نے جاکر ہلاک
یہ بیٹھے ہین جتنے یلان جوان
کہا اسکے ہمشکل ہی وہ دلیر
لکھا یون کہ اے شاہ والا نسب
نبرد آزمایان لشکر شکن

کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض ہمرہِ اہرن نامجو
کہ ہی قاتل گرگ و مارِ سیاہ
کہ گشتاسپ داماد تیرا کلان
غرض اُس دلاور نے بیخوف و باک
یہ سُنکر شہِ روم کہنے لگا
نہون جسکے چنگل سے گاہے رہا
سپہدار سالار لشکر کیا

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خُسرو کو
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہے کو ہلاک
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

بیان کی یہ گفتار اہرن نے جب
کتابون کی اُستاد تھی ایک زن
گئی وہ کتابون کی مان کے حضور
جو مرین و اہرن کا یاور ہوا
کتابونکی مان نے یہ قصہ تمام
کہ زیرِ سپہر برین جز کیان
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ اُس سے لگی کہنے وہ ستمین
لگی کہنے یون با فراوان سرور
تو پھر مدعا اُنکا یکسر ہوا
کیا عرض پیش شہِ ذوالکرام
نہین کوئی ہرگز دلاور جوان
بصد جاہ و شوکت ز روے طرب
فزون مرتبہ پایۂ برتر کیا

## جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

## والی خرزو گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

بٹھایا پھر اسفندیار اُسمین لا
کہ جس سے وہ روئین بدن ہو گیا

وہی گرد روئین تن اسفندیار
مہین پور شاہنشہ نامدار

بہت زورمند و جوانمرد تھا
جہان مین بہ مردانگی فرد تھا

یہ لکھتا ہی فردوسی نامدار
کہے مین نے اشعار اسّی ہزار

ہوا ختم رستم کا احوال رزم
بس اب دل کو ہی رزم دیگر کا عزم

لکھون جنگ اسفندیار جوان
کرون کارنامہ جوان کا بیان

رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکارا کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربۂ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کار نمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم + +

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام
خبردار علم فلک سے تمام

نہین خرز ایران نہ الیاس ہم
تو انداز سے رکھ نہ باہر قدم
بدستور پہونچا شتابی خراج
رہے ورنہ تیرا نہ اورنگ و تاج
یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا
تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

## طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر
کہا اُس سے لہراسپ نے اے دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار
یہ کہہ جا کے اُس سے کہ اے شہریار
تو کر صلح ہم سے نہو کینہ خواہ
کرینگے نہ ہم خواہش تاجگاہ
تو پھر پاس گشتاسپ کے آئیو
بخوبی یہ پیغام پہونچائیو
کہ مین نے تری قدر جانی نہ آہ
دلے ہو نہین اب جا نمن عذر خواہ
تری یاد مین کیا پریشان ہو نہین
بہت دل مین اپنے پشیمان ہو نہین
خطا میری اب سر بسر کر معاف
کدورت سے کر آئنہ دل کا صاف
روانہ ہو اب سوے ایران دیار
کہ ہی شوق دیدار لیل و نہار
ہوا سیر مین افسر و تخت سے
تو فیروز ہو یاری و بخت سے
ارادہ یہ ہی معتکف ہو کے اب
کرون یاد یزدان مین ہر روز و شب
رکھون سر پہ تیرے کلاہ مہی
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر
سوے روم ایران سے آیا زریر
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ
لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
مجھے شاہ دے نصف ایران اگر
تو پھر صلح البتہ ہو ہمدگر
وگرنہ مصمم ہی پرخاش جنگ
مہیا ہی تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا
وہ رخصت ہو اپنے مکان مین گیا
گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شب
کہا اُس سے پیغام لہراسپ سب
پیام پدر سُنکے ہو شاد شاد
ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
کتابون کو لیکر شتابان ہوا
روان سوے اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہونچا وہ سالار دہر
گئے پیشوا نامداران شہر
گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو
اُٹھا تخت سے تب شہ نامجو
پسر اور پدر ہو کے پھر ہمکنار
ہوے مثل ابر بہار اشکبار
وہین پھر جہاندار فیروز بخت
بچھا ایک تخت اپنے پہلو سے تخت
لگا کہنے گشتاسپ سے اے پسر
تو اس تخت زرین پہ ہو جلوہ گر
وہ بیٹھا وہان جب تو سب نامدار
بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوے اُسکے محکوم و فرمان پذیر
دلیران دگردان امیر و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال
جہان مین رہا یکصد و بست سال
کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازان
کیا مین نے اب ترک کار جہان
مجھے کام کچھ سلطنت سے نہین
تو ہی مالک تخت و تاج و نگین
یہ کہکر قباے شہی دور کر
لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زنہار دل مین رہی حب جاہ
گیا پھر سوے بلخ لہراسپ شاہ
کہین اُن دنون بلخ مین اک مکان
پرستشگہ خلق تھا کعبہ سان
کسی حجرے مین وان شہ صاف دل
بہ یزدان پرستی ہوا مشتغل
ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ
تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ
شہنشہ بفضل خداے کریم
جہان مین ہوا پادشاہ عظیم

## نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہان جہان بھیجتے تھے خراج
حضور خداوند اورنگ و تاج
دلے چین و ماچین کا فرمانروا
کہ ارجاسپ تھا نام اُس شاہ کا
نہ کرتا تھا زنہار فرمانبری
کہ محکوم تھے اُسکے دیو و پری
غرض فوج پر اپنی مغرور تھا
بہت اپنے نزدیک وہ دور تھا
سوا اسکے سب تاجدار زمان
ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہان
جہاندار گشتاسپ تھا دادگر
نتھا کام جز داد شام و سحر
یگانہ بعدل و کرم گستری
شب و روز مصروف دین پروری
کتابون سے پیدا ہوے دو پسر
تنومند پر زور رشک قمر
رکھا نام اسفندیار ایک کا
دگر طفل کا نام پشوین رکھا
ہوے دونون شہزادے پروردہ جب
سکھائے ہنر شاہ نے اُنکو سب
جو جاماسپ اُس شہ کا دستور تھا
وہ علم سماوی مین مشہور تھا
منگا کر گیاہ بیابان ز ہوش
اُسے دیگ مین ڈال اور کرکے جوش

سواران جنگی تھے ششصد ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار

خردمند جاماسپ شہ کا وزیر
صطرلاب دانی مین تھا بینظیر

کہ ہے فتح کس کی بروز وغا
وہین دیکھ کر اُسنے ظاہر کیا

دلیران ایران بہت ہون ہلاک
پھر آخر بالطاف یزدان پاک

صف آراستہ بعد ازان وان ہوئی
بہم رزم جنگی نمایان ہوئی

پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر
کہ تھا دخت کاؤس سے وہ دلیر

کیے قتل اُس نے کئی نامدار
ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار

ہوا جبکہ وہ کشتۂ تیغ تیز
گیا پور جاماسپ بہر ستیز

گیا پھر وہین جنگجوے دلیر
جوانمرد پشتوہ پور وزیر

ہوا جبکہ پشتوہ جنگی ہلاک
زریر دلاور ہوا خشمناک

کئی پہلوان اور کئی دیوزاد
مقابل ہوے آکے مانند باد

شتابان ہوا پھر سوار دلیر
سوے شاہ جاماسپ مانند شیر

ہوا تب خروشندہ سلطان چین
کہ اے نامداران و ترکان چین

اُسے صاحب شوکت و شان کرون
بہت گنج و زر دیکے شادان کرون

کیا دیو نے زخم رو ہین رہا
ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما

دلیران ایران سے کہنے لگا
کہ ہے مرد کوئی نبرد آزما

وہین سن کے بولا یہ اسفندیار
کرون جاکے مین دیو سے کارزار

اگر دیو خونخوار کو کرکے پست
تو دے لشکر چین کو یکسر شکست

پھر اتنے مین لشکر مین غوغا اُٹھا
کہ اُس دیو نے حشر برپا کیا

یہ سن کر ملک زادہ اسفندیار
وہین اسپ رہوار پر ہو سوار

کہا ہو نہین روئین تن اسفندیار
نہین تاب دیو و نکو یہ زینہار

روان کی وہین دیو سرکش نے تیغ
سوے نامدار جہان بیدریغ

کیا زخم نیزہ رہا دیو پر
سنان نے کیا بس جگر سے گذر

جدا کرکے سر جسم ناپاک سے
جوان نے کیا بستہ فتراک سے

مدد کو گئے سوے اسفندیار
یہ کہنے لگا اُنسے وہ نامدار

یہ کہہ کر سپہدار اسفندیار
عقب اُسکے دونون وہ جنگی سوار

ہوا حملہ آور یہ فوج گران
زد و کشت باہم ہوئی خوب وان

گریزان ہوا وان سے سلطان چین
ہوے سب پراگندہ ترکان چین

کہ جان بخشی اے شہ کرے تو اگر
تو آتش پرستی کرین سربسر

ولے لشکر چین بہ تیغ و تبر
سواران ایران سے تھا بیشتر

لگا اُس سے کہنے شہ نامدار
صطرلاب ہین دیکھ اے ہوشیار

کہ خویش و برادر ترے روز جنگ
بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ

میسر تجھے ہووے فتح و ظفر
گریزندہ ہو فوج چین سربسر

دلیران ایران و گردان چین
ہوے گرم پیکار از روے کین

دلیرانہ آیا سوے حرب گاہ
سواران چین سے ہوا رزم خواہ

برادر جو اُسکا وہ شیداسپ تھا
سوے رزمگہ بعد اُس کے گیا

کیے اُسنے ترکان خونخوار قتل
ہوا آپ بھی آخر کار قتل

کیے غرق خون مرد خنجر گذار
نہ جانبر ہوا آپ بھی زینہار

روان کرکے گھوڑا سو رزمگاہ
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ

جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین
کیے قتل دیوان و ترکان چین

صف فوج کو چیر کو سربسر
گیا جبکہ نزدیک وہ نامور

دلیرانہ آب گرم پیکار ہو
کرے جو کوئی قتل اس گرد کو

وہین بیدرنگ ایک مرد دلیر
ہوا آن کر ہم نبرد زریر

زریر دلاور ہوا کشتہ جب
ہوا پُر الم شاہ گشتاسپ تب

جو اس دیو سے جاکے ہو جنگجو
ملا دے تہ خاک و خون دیو کو

جہانگیر گشتاسپ نے ہوکے شاد
کہا یون کہ اے پور فرخ نہاد

تو سر پر ترے افسر زر رکھون
تجھے تخت شاہی حوالے کرون

ہزارون ہوے کشتہ ایرانیان
نہین ہاے تاب اقامت یہان

دلیرانہ آیا دوان سوے دیو
بسان ہزبر ژیان کر غریو

جو ہون ساتھ میرے نبرد آزما
کشندہ ہون دیوان خونخوار کا

دلیری سے وہ تیغ ہنگام جنگ
پکڑ لی دلاور نے اور بیدرنگ

ہوا کارگر نیزۂ آبگون
گرا خاک پر دیو سرکش زبون

شتابان ہو اتنے مین پور زریر
اور اک گرد فرشید مرد دلیر

کہ آؤ چلو سوے ارجاسپ شاہ
کرو اُس کے لشکر کو یکسر تباہ

شتابان ہوے سمت سالار چین
جہاندار گشتاسپ بھی پھر وہین

کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
رہی پھر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ

گرفتار آئے بہت سرکشان
یہ کہنے لگے ہوکے زاری کنان

کیا رحم گشتاسپ شہ نے وہین
پھر آیا وہان شاہ روے زمین

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
بیان شہر سے کی اپنی آئین وراہ
ہوا معتقد اُس کا شاہ جہان

کیا ایک دن یہ عمل آن کے
کہ گشتاسپ کے آگے ایوان کے
خمردار مطبوع و خاطر پسند

خواص اُس ثمر کا بیان کیجیے کیا
کہ برگ و ثمر اُسکا جو کھائے تھا
فزون عقل ہوتی تھی بیشہ و شک

ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد
کہ ہے سخت بیمار لہراسپ شاہ

یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
کروں جاکے مین چارہ لہراسپ کا
تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ

ہوا خواہش دل سے اُسکام بر
عقیدت سے ہر روز و شب تھا مگر
رسول خدا ہونمین اسی نیک روز

دکھاؤن تجھے معجزے اب یہان
عیان مجھ پہ ہی راز ہفت آسمان
سوے گلستان بہشت برین

اگر مین کسی پر ہون نامہربان
تو دوزخ نصیب اُسکے ہونگان
نظر مین مری عرش و کرسی ہیچ

مرے پاس آتے ہین الہ ملک
عیان مجھپہ کرتے ہین راز فلک
ہوئی نازل یشاہ گردون جناب

تو گر اُسکے آئین کرے اختیار
تو مقبول ہو پیش پروردگار
تو بس ترک دین اپنا یکسر کیا

کیا تھا جو زردشت نے آشکار
وہی اُسکا مذہب کیا اختیار
ہوئی مجھکو معراج حاصل شہا

گیا یان سے بالاے نہ آسمان
خدا کو بھی مین دیکھ آیا وہان
نہ پھیرے تھا فرمان سے اُسکے سر

کہا ایک روز اُسنے اے تاجدار
ترا ہی مددگار پروردگار
تو ہو ساتھ ارجاسپ کے گرم کین

لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
کہ چین سے تو اب دست بردار ہو
کروں تیغ کین سے تجھے مین ہلاک

پڑھا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب
دہن پاسخ نامہ پھر یہ لکھا

سُنا ہی یہ شاہا تو بیدین ہوا
پذیرندۂ تازہ آئین ہوا
کہ ہی سخت بدکیش و بدرو و سخت

تجھے اُسنے گمراہ آکر کیا
تبہ کار تجھکو سراسر کیا
پس و پیش زنہار دیکھا نہ آہ

ترا باپ دیندار دیزدان پرست
اور افسوس تو ہوے شیطان پرست
مناسب ہی تجھ کو کہ اے بادشاہ

کہ بیدینی اب تونے کی اختیار
نگہ ہو بہر خدا زنہار
اُسے اپنی اقلیم سے کر بدر

سپہ ورنہ کھینچون پس یکدماہ
کروں ملک ایران کو یکسر تباہ
کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجھے

ذرا پند نامے کو پڑھ غور سے
تو آباز بد رسم و بد طور سے
شتابی گئے پیش گیہان خدیو

پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
کہا اُسنکے زردشت نے یون شتاب

سمجھتا ہی کیا تجھے عزم جنگ
نہین چاہیے اسمین ہرگز درنگ
مجھے کیجیے رخصت سوے کارزار

زریر دلاور نے تب یون کہا
کہ جنگ آزمودہ نہین یہ شہا
کہ ہون ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ

ہوا شادمان شاہ کشور کشا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامہ کا
شتابی سے پہونچونگا نہین لیکر سپاہ

کروں مین تجھے کشتہ تیغ کین
نہ تو ہونہ لشکر نہ ماچین چین
تو پھر شہ نے دیو نکو رخصت کیا

یہ نامہ جو پہونچا تو سارا رچین
ہوا پڑھکے مضمون بہت خشمگین
روانہ ہوا سوے ایران دیار

جہان لشکر چین پہونچتا تھا دان
نر ہتا تھا برگ و شجر کا نشان
جلاتا تھا ہر قصر و ہر کاخ کو

سُنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے
کہ کھینچی ادھر فوج ارجاسپ نے
ولیران جنگ آور کینہ خواہ

چہارم تھا نوشادر نام جو
ہنرمند و دانا و فرخندہ خو

غرض گرو بہمن کو اسفندیار
بجاہ و حشم کرکے مختار کار

روانہ ہوا سوے گشتاسپ شاہ
سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ

گیا جب حضور شہ نامدار
ہوا تب گرفتار اسفندیار

اُسے قید کرکے کیا پھر روان
شہنشہ نے سوے دژ گنبدان

ستونہاے سخت آہنی لاکے چار
ستونون سے باندھا اُسے استوار

سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا
بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا

وہان سے بسوے دژ گنبدان
ہوا بھائیون کو وہ لیکر روان

گیا الغرض پیش اسفندیار
ہوا باپ کا مونس و غمگسار

گذر جب گیا روزگار دراز
تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز

ہوا بلخ سے عازم سیستان
کہ آئین تازہ کرے وان روان

جو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا
تو آیا تہمتن وہین پیشوا

کیا اختیار اُسنے آئین شاہ
مروج کیا ملک مین دین شاہ

رکھا ژند و اشتا کو بالاے سر
کیا اُس کو رائج وہان زردتر

کیا بعد ازان شاہ کو میہمان
رہا شاہ گشتاسپ دو سال وان

## رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ برای امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر
کہ اسفندیار یل نامور

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
میان دژ گنبدان ہے اسیر

گیا ہے سوے سیستان بادشاہ
نہین بلخ کے شہر مین کچھ سپاہ

یہ سن کر ہوا شادمان شاہ چین
کیا پھر وہین عزم پرخاش و کین

سپہدار کہرم تھا اُس کا پسر
اُسے با سپاہ گران آن کر

سوے بلخ اُس نے روانہ کیا
وہان اسقدر کوئی ہرگز نہ تھا

کہ کہرم سے ہو آنکر کینہ خواہ
گئے مردمان پیش لہراسپ شاہ

کہا یون کہ اے بادشاہ جہان
نہین کوئی سردار لشکر یہان

مناسب ہے اب کیجیے سروری
کہ زیبندہ ہے تم کو سرلشکری

یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام
کہ مجکو ہے یزدان پرستی سے کام

سروکار کچھ سروری سے نہین
مجھے کام سرلشکری سے نہین

بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
ولے عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش

مکان عبادت سے لہراسپ شاہ
گیا لاجرم جانب رزمگاہ

سپہ شاہ کے ساتھ تھی یک ہزار
فزون اُس سے ہرگز نہ تھا یک سوار

مقابل وہین فوج کہرم ہوئی
دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی

جو لہراسپ آیا سوے کارزار
کیے کشتہ ترکان چین بیشمار

سواران بلخی نے وقت دغا
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

سپہدار کہرم ہوا خشمگین
لگا کہنے اے نامداران چین

بہم کینہ آور ہین جنگی سوار
اُدھر یکہزار اور ادھر صد ہزار

ولیکن نہایت تعجب ہے یان
کہ پڑتے ہین غالب نظر بلخیان

یہ سن کر ہوئی حملہ آور سپاہ
بسوے سواران لہراسپ شاہ

لیا گھیر لہراسپ کو بس وہین
ہوا گرم بازار پرخاش و کین

ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ
زمین پر گرا خسرو دین پناہ

ہوا جبکہ لہراسپ زین سے جدا
تو پھر چینیون نے دوبارا کیا

ہوا بلخ مین چینیون کا جو دخل
کیا بلخیون کو اسیر اور قتل

شکستہ کیا یکسر آتش کدہ
کیا ژند و اشتا کو آتش زدہ

زنان شبستان گشتاسپ شاہ
ہوئین قید یکسر بہ حال تباہ

ولے بھاگ کر اک زن دلستان
شتابان ہوئی جانب سیستان

گئی پیش گشتاسپ با چشم تر
کہا ماجرا بلخ کا سربسر

ہوا سن کے غمناک شاہ جہان
یہ رستم سے بولا کہ اے پہلوان

یہ ہے وقت یاری و امداد کا
شہنشہ کو رستم نے پاسخ دیا

کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ
عقب تیرے پہونچونگا مین سبز رنگ

ہوا شاہ گشتاسپ وہین روان
سوے بلخ پہونچا وہان سے روان

سپہدار ارجاسپ بھی لیکے فوج
روانہ ہوا چین سے مانند موج

ہوا ملحق کہرم نامور
ہوا یعنی آکر معین پسر

جو ارجاسپ آیا بہ فوج گران
ہراسان ہوئی فوج ایرانیان

پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر — آترا سپ سے شاہ آفاق گیر — ہوا نعش پر اُسکی نوحہ کنان — کہا یون کہ اے سرفراز کیان
ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے — دریغا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے — اُسے رکھ کے تابوت مین بعد ازان — شہنشہ ہوا سوے خیمہ روان
لگا کہنے دستور سے شہریار — کہ میدان مین کر کشتگان کا شمار — شمار اُسنے جب کشتگان کا کیا — ہوا آشکارا کہ وقت دعا
ہوے کشتہ ایرانیان سی ہزار — ازانجملہ تھے ہشت صد نامدار — جب آیا سو لشکر ترکان چین — تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین
ہوے قتل میدان مین یکصد ہزار — ہزار و صد و شصت و سہ نامدار — میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر — ہوا شاد شاہنشہ نامور
دیا دین زردشت کو پھر رواج — جہاندار نے از سر اتہاج — دلیری و مردی اسفندیار — ہوا دیکھ کر شادمان شہریار
اُسے شاہ نے تخت و افسر دیا — خوشی سے ولیعہد اپنا کیا — کہا پھر کہ اے پور عالی گہر — بے ملک گیری تو باندھ اب کمر
جہان مین بہ آئین و طرز نکو — مروج تو کردین زردشت کو — ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار — سوے روم پہلے گیا نامدار
شہ روم محکوم و دین ہوا — پذیرندۂ دین و آئین ہوا — رکھا ترنج و اشتا کو بالاے سر — اطاعت مین بہبود آئی نظر
گیا پھر سوے ہند اسفندیار — وہان بھی یہ آئین ہوا آشکار — پھر آیا بسوے یمن پہلوان — ہوے لوگ اُن کے پرستش کنان
گیا جس ولایت کو اسفندیار — وہان بھی یہ آئین ہوا آشکار — رعایا و شاہ و امیر و وزیر — ہوے سب دل و جان سے فرمانپذیر
گئی ہر طرف زند و اشتا کتاب — نہ آئی کسی کو کبھی زہنا تاب — کرے حکم سے جسکے جو انحراف — کسی نے نہ ہرگز کیا برخلاف
سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا — کہ خرد و کلان نے زرے طرب — پذیرا کیا دین زردشت اب
ہر اک ملک مین مردم خاص و عام — ہوے گرم آتش پرستی تمام — یہ سن کر ہوا شاہ گشتاسپ شاد — کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

## قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک دن انجمن — ہوے آکے حاضر سران زمن — کوئی ایک تھا گرزم پہلوان — ندیم شہنشاہ گیتی ستان
ولے تھا وہ بدخواہ اسفندیار — لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار — سنا ہی کہ اسفندیار جوان — رکھے ساتھ اپنے ہی فوج گران
غرور اُسکو ہی زور سر پنجہ پر — رکھے ہی وہ دل مین خیال تباہ — ارادہ یہ اُسکا ہی شام و پگاہ
کہ تجھ کو کرے آن گرفتار کیان — سنا تھا جو مین نے وہ ظاہر کیا — جو بہتر سمجھئے وہ کیجے شہا
ہوا سن کے آزردہ گشتاسپ شاہ — گیا اک قلم شہ کا آرام و خواب — رہا تا سہ روز و سہ شب اضطراب
طلب کر کے پھر اپنے دستور کو — لگا کہنے شاہنشہ نام جو — یہان لانتاب اُسکو اے نامدار
وہ جاماسپ دستور شاہ جہان — گیا پیش اسفندیار جوان — لگا کہنے پھر دو مین اسفندیار
مجھے کل کی شب خواب آیا نظر — کہ ہی خشگین مجھ سے میرا پدر — جوانمرد نے تب کہا یون جواب
کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا — وہ بولا کہ ہی راست تیرا خواب — کیا سر بلندان عالم کو پست
ہوے میری شمشیر سے سرکشان — کیا مین نے ہر اک کو آتش پرست — ہوا خشگین آہ یون تاجور
سمجھتا ہون اپنا تجھے دوستدار — نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر — کہ حاضر ہو چل کر حضور پدر
لگا کہنے یہ سن کے اسفندیار — وہ بولا یہ بہتر ہی اے نامور — نہ پھیرا اُسکے فرمان سے زنہار
شکزادہ رکھتا تھا فرزند چار — بزرگ اُن مین تھا بہمن نامدار — دوم پور مہ پوشن نامور — سوم آذر گرد فرخ سیر

ہوئے جسم اُسکا سلامت رہا
کہ روئین بدن وہ جوانمرد تھا

شتاب اُسنے آراستہ کر سمند
گیا گردن خصم کو اُسمین بند

گرا پشت سے اسپ کی گرگسار
اُسے کھینچکر جلد اسفندیار

کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر
پھر آیا پئے جنگ با تیغ و تیر

بسوے یمین یکصد و بست تن
ہوئے کشتہ از باز و صف شکن

گیا وان سے کہرم بوقت ستیز
بنزدیک ارجاسپ کے گریز

پھر اُس جا سے کر عزم اسفندیار
لگا کاٹنے سر بہ سمت یسار

کیے تیغ سے یکصد و شصت و پنج
جدا سر دلیرون کے بیدرد و رنج

ہوئے جنگ سے گرد ترکان زبون
وہ میدان بس ہو گیا بحر خون

ہوئی فوج ارجاسپ شہ کی تباہ
گریزان ہوئے چھوڑ کر رزمگاہ

ظفریاب گردان ایران ہوئے
گریزان سواران ترکان ہوئے

رہی جب نہ تاب ثبات و قرار
شہ چین ہوا وان سے فوراً فرار

بفرمان اسفندیار جوان
ہوئے گرد ایران تعاقب کنان

بہت ترک کھینچے تہ تیغ کین
ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین

کیا منھ مین ترکون نے پھر برگ و کاہ
حضور جوان مرد لائے پناہ

ہوا مہربان اُنپہ اسفندیار
پھر آیا حضور شہ نامدار

بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ

لگا کہنے پھر شاہ فرخ تبار
کہ اے مرد روئین تن اسفندیار

تری بہنون کو لیگیا شاہ چین
تو پھر اُس سے ہو جائے اب گرم کین

چھڑا کر انھین قید سے لا یہان
نہ تاخیر کر ہو شتابی روان

قسم ایزد پاک کی اے پسر
کہ آوے تو جسدم بہ فتح و ظفر

کرون ترک دنیا و دولت وہین
عبادت کرون ہو کے گوشہ نشین

حوالے کرون تجکو تخت شہی
زر و گنج و دیہیم و فرماندہی

یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا
مبارک تجھے تخت و افسر شہا

ترا ہون مین اک بندۂ جان نثار
نہ خواہندۂ افسر زرنگار

بفرمان شاہنشہ دین پناہ
شتابی ہون ارجاسپ سے کینہ خواہ

نہ توران مین چھوڑون نہ چین زینہار
کرون جا کے ارجاسپ کو سخت خوار

چھڑا لاؤن مین خواہرونکو شتاب
باقبال شاہ ثریا جناب

کہا شاہ نے آفرین مرحبا
شب و روز یاور ہو تیرا خدا

لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار
کہ یون عرض کرتا ہے اب گرگسار

کہ ہو مخلصی قید سے مجھکو گر
تو خدمت کرون خوب شام و سحر

جہان قصد کیجے مین ہون رہنما
بجا لاؤن مین شرط خدمت سدا

جہاندار نے اُسکو کر کے طلب
کہا یون ز روے نشاط و طرب

کیا قید سے تجکو ہم نے رہا
ادا کیجیو تو بھی رسم وفا

حضور جوان مرد اسفندیار
تو رہیو شب و روز خدمت گذار

پھراتا ہون اسپ قلم کی عنان
اور آتا ہون اب سر ہفتخوان

## رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان برائے رہائی ہمشیرہاے خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار
تو پھر مرد روئین تن اسفندیار

اُسے لیکے اپنے مکان مین گیا
رہا اُسپہ مصروف لطف و عطا

کہا یون کہ صدق ارادت سے گر
رہے تو مرے پاس شام و سحر

کرے راست گوئی یہان اختیار
تو ہر دم فزون ہوئے عز و وقار

تجھے ملک ترکان سے اک ملک دون
ترے تن سے ورنہ جدا کر دون

وہ بولا کہ جز راستی زینہار
نہین کچھ تجھے کام لیل و نہار

کرون صدق دل سے پرستندگی
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی

لگا کہنے اُس سے یہ اسفندیار
کہ سوئے دژ روئین اے گرگسار

بتا کونسی راہ سے ہون روان
کہ پہونچون مین آرام سے جلد وان

وہ بولا کہ اک راہ ہے خوب تر
کہ ہے یکسر آباد اے نامور

سہ ماہہ مسافت رکھے ہے وہ راہ
بخوبی گذر جائے وان سے سپاہ

کم آباد ہے اُس کی راہ دگر
ولے میوہ و آب ہے بیشتر

دو ماہہ مسافت ہے اے نامدار
نہین کچھ بھی خوف و خطر زینہار

سوم ہفت روزہ ہے اے ارجمند
ولے سخت وہ راہ ہے پر گزند

اور اُس راہ کا نام ہے ہفتخوان
کسے ہے یہ قدرت کہ جائے وہان

ہر اک منزل اُسکی ہے پر خوف و بیم
جہان جاودان ہے بلاے عظیم

کہین شیر و گرگ اور کہین اژدہا
نہ ہو جنگ سے جسکے کوئی رہا

زن ساحر و مدبر و شور بخت
بیابان و سیمرغ و سرماے سخت

گذر اُس بیابان مین دشوار ہے
کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے

یہ بولا جوانمرد اسفندیار
کہ مجھکو نہین کچھ خطر زینہار

سوا اس کے رستم نے نامہ لکھا
کہ کچھ کام درپیش ہے یان شہا

مقصر ہون خدمت سے مین لاجرم
مجھے رکھیے معذور با صد کرم

ہوا خشمگین خسرو ارجمند
نہ آیا اُسے عذر بیجا پسند

سپہ سے لگا کہنے پھر تاجور
بلا سے نہ آیا تہمتن اگر

جہان آفرین اب ہمارا ہے یار
یہ کہہ کر ہوا شاہ ایران سوار

سپہ لے کے آیا سو رزمگاہ
کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ

شہ چین بھی لیکر سواران چین
مقابل ہوا آن کر بس وہین

ہوئی پھر صف آراستہ ہر دو سو
دلیران جنگی ہوے جنگ جو

خروشان ہوا کوس گردون شگاف
کہ لرزندہ جس سے ہوا کوہ قاف

ہوا گرم صحرا مین بازار جنگ
ہزارون ہوے سر جدا بیدرنگ

ہوا دامن دشت دریاے خون
درفش سواران ایران نگون

ہوا لشکر چینیان چیرہ دست
دلیران ایران کو پہونچی شکست

گریزان ہوے جبکہ ایرانیان
تعاقب کو اُنکے گئے چینیان

غرض شاہ گشتاسپ عالیوقار
ہوا جا کے قائم سر کوہسار

وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر
لگا کہنے اُس سے شہ بے نظیر

صطرلاب مین دیکھ اے نامور
کہ ہو کس طرح سے میسر ظفر

گزارش کیا اُسنے اے شہریار
جو ہو گرم پیکار اسفندیار

تو حاصل ہو فتح و ظفر پھر وہین
تبہ ہووین یکدست ترکان چین

یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے
کہا تب اسے شاہ گشتاسپ نے

کہ اسفندیار جہان گیر کو
مرا نامہ لیجا کے اے نامجو

دژ گنبدان سے یہان لا شتاب
تو وقت کو مت راہ دے جا شتاب

بحکم جہاندار آفاق گیر
روانہ ہوا لے کے نامہ وزیر

## رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بہ جنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وزیر شہ نامدار
حضور ملکزادہ اسفندیار

دیا نامۂ شاہ شہزادے کو
لگا کہنے شہزادۂ جنگ جو

کہ ہے گرزم پہلوان پور شاہ
کہ کہنے سے جسکے مجھے بیگناہ

گرفتار زنجیر کر لے گیا
رکھی مجھپہ بیداد ناحق روا

دیا سنکے جاماسپ نے یہ جواب
کہ اے نامدار ثریا جناب

تو اب دل سے بس دور کر بغض و کین
یہ زنہار وقت شکایت نہین

غرض دیکے جاماسپ نے اُسکو پند
کیے دور یکدست آہن کے بند

وہ یا تنک گرفتار آہن مین تھا
دم مخلصی اُسکو غش آگیا

جب آیا وہ پھر ہوش مین دلفگار
اور اُسکے ہوا دل کو جسدم قرار

تو جاماسپ نے اُسکو با کر و فر
مع چار فرزند والا گہر

دیا لا کے گشتاسپ شہ سے ملا
بہت مہربان شاہ اُنپر ہوا

پھر اپنے جرائم کا ہو عذر خواہ
لگا کہنے اے پور با عز و جاہ

مرے ملک سے خصم کو دور کر
الم سے چھڑا مجھکو مسرور کر

تجھے سونپ دون تخت ایران زمین
کرون پھر مین طاعات جان آفرین

یہ فرما کے گرزم کو کر کے طلب
کیا قتل اُسکو بخشم و غضب

پھر اسفندیار جوان کو روان
کیا سوے اعدا بہ فوج گران

تو ارجاسپ نے جب سُنی یہ خبر
روانہ کیا کہرم اپنا پسر

پئے جنگ جمجاہ اسفندیار
اور اک پہلوان نام تھا گرگسار

مقابل ہوئین وصف کارزار
پے جنگ آیا نکل گرگسار

ہوا سامنے اُسکے مرد دلیر
وہ روئین بدن مثل غرندہ شیر

کئی گرگسار دلاور کے تیر
ہوے پار جوشن کو یکلخت چیر

دم صبح گردون پہ ہو کر سوار — روانہ ہوا گرد اسفند یار
کیا در کو صندوق کے دو ہین بند — کہ تا اژدہے سے نہ پہونچے گزند
وہ گردون و صندوق و سیان ہم — لیا کھینچ اُس اژدہے نے بدم
زبون ہو کے گردون نکلوا گلا دہن — رہی پھر نہ طاقت جو ہو گرم کین
کیا زخم شمشیر بران رہا — دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
بہ فضل الٰہی ہوا تندرست — ہوا ایک بیہوش ننگی جوان
مئے لعل گون نوش کی بعد ازان — تواناو خرم دل و چاق و چست
زن سحر ساز ایک رہتی ہی دان — لگا کہنے یون راہبر سے کہ ہان
ہوا بیشتر روز چارم روان — ادراک غول سا تھا اُسکے ہی نوجوان

## احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

کہین راہ مین ایک تھا سبزہ زار — اقامت گزین دان ہوا نامدار
زن خوبرو ایک آئی وہان — کیا اُسکے یون مہ جبین نے بیان
تو اب غول کے بند سے کر رہا — حضور اپنے رکھ مجکو صبح و مسا
یہ بولی گیا ہی برا سے نگار — ولے آتا ہے جلد وہ نابکار
دہن کر کے اُس کو اسیر کمند — کیا بستہ محکم بہ زنجیر و بند
کیا کھینچ کر تیغ اُس کو دو نیم — نمایان ہوا پھر غبار عظیم
سوئے فوج اسفند یار جوان — دہن سے ہوا دو ہین آتش فشان
کیا غول نے زور ہر چند پر — نہ غالب ہوا اُس تنومند پر
منظفر جوان ولاور ہوا — معین بخت و اقبال یاور ہوا
کیا غول کو مین نے کیونکر ہلاک — زمین کو نجس سے کیا مین نے پاک
کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر — نہ جانبر ہو ہرگز تو اے نامور
دو بچے بھی ہین اُسکے بس نوبرند — درشت و قوی بازو و سر بلند

## احوال منزل پنجم راہ ہفت خوان

وہ بولا تبا ئید یزدان پاک — دلیرانہ گردون پہ ہو کر سوار
روانہ ہوا صبح اسفند یار — کیا اسنے چنگال دو ہین دراز
تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز — ہوا اُسکے چنگال سے خون رواں
ولے اُس مین رکھی تھی تیغ و سنان — ہوے پارہ منقار و حلق و زبان
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان — ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر
نکل دو ہین صندوق سے شیر نر — دہن اُسیان سے گریزان ہوے
جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوے — ششم منزل اے سرور نامدار
لگا کہنے یون بعد ازان گرگسار — کہون کیا کہ پُر پیچ ہے کس قدر

وے تھا وہ صندوق مین جلوہ گر — پڑا اژدہاے دژم جب نظر
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ — تو ہاہی سے تیرہ ہوا تا بہ ماہ
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان — تو عاجز ہوا اژدہاے دمان
نکل دو ہین صندوق سے دہ دلیر — خروشان ہوا مثل غرندہ شیر
ہوا ایک بیہوش ننگی جوان — تو کی نوشدارو دہن نوش جان
سپاس خداوند جان آفرین — وہ لایا بجز خرمی سے دہن
تو کیفیت منزل چہارمین — بیان کر تو اُسنے کہا پھر دہن
لگا کہنے ہنسکر یہ اسفندیار — علاج اُسکا آسان ہی اے دوستدار

## احوال منزل ششم راہ ہفتخوان

غرض کر کے ترتیب بزم خوشی — وہ اسفندیار جوان پہلوان
کہ ہون دختر اک شہ کی اے نامدار — خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی
یہ گفتار سن کر دلاور جوان — بیابان مین لایا مجھے دیو سار
یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہان — یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہان
یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان — کہ ہی ساحرہ یہ زن نوجوان
وہ جادو سے پھر بن گئی پیرزن — ہوا پُر غضب مرد شمشیر زن
جہان جس سے تاریک سارا ہوا — سیہ غول پھر آشکارا ہوا
نمایان ہوا پھر غبار عظیم — ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد
دہن سے ہوا دو ہین آتش فشان — ہوا کشتۂ تیغ زہر آبدار
شتابان ہوا کھینچ کر تیغ مرد — کہ دیکھا تماشا شہی جنگ کا
وہ غول سیہ کارانجام کار — ولے پیش آوے گی کل وہ بلا
ولاور نے پھر راہبر سے کہا — مکان اُسکا بالا سے کہسار ہے
وہ بولا کہ ہے آفرین مرحبا — کریگا وہ سیمرغ سب کو تباہ
غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے — کردن تیغ بران سے اُنکو ہلاک
تجھے اور تیری ہی جتنی سپاہ — کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان
سر قلعۂ کوہسار برین — تو پکڑا اُسے اُسنے منقار سے
زمین پر گرا ہو کے پستے زبون — کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا
ہوئی آفرین خوان یہ سرسبز — گذرنا وہان سے ہی دشوار تر

شتابندہ ہو تمین سوے ہفتخوان
کرون دفع ہر اک بلا کو وہان
یہ کہکر بلائی مے خوشگوار
ہوا مست و مخمور جب گرگسار

یہ کہنے لگا یون کہ اے پہلوان
رہ ہفتخوان سے تو مت ہو روان
دلیر و قوی زور ہی گو ہزار
تو جانبر نہ ہوگا ولے زینہار

یہ گفتار ہرگز خوش آئی نہین
کیے بستہ پھر دست و بازو وہین
وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان
کہ میری خطا کیا ہی اے پہلوان

کہا مین نے جو کچھ وہ باطل نہین
مرے قید کرنے سے حاصل نہین
وہ بولا نہین تجھپہ خشم و غضب
تجھے اسلیے مین نے باندھا ہی اب

کہ تا راہ سے تو گریزان نہ ہو
مرے دیکھے ٹک قوت و زور کو
کہ کیا کیا دلیری ہو مجھ سے عیان
بخوبی کرون طے رہ ہفتخوان

یہ کہہ کر گیا پیش شاہ زمن
ہوا شہ سے رخصت یل پیل تن
سواران جنگی لیے دس ہزار
خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار

غرض کر پشوتن کو سالار فوج
روانہ ہوا وہین مانند موج
کف و کتف بستہ جو تھا گرگسار
رکھا ساتھ اُسے اسپ پر کر سوار

گئے اپنی سرحد سے جس دم گذر
تو اک دشت پُر ہول آیا نظر
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان
کرون مین حقیقت اب اُسکی بیان

## احوال منزل اول راہ ہفتخوان

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار
لگا پوچھنے یون کہ اے گرگسار
بلا آوے گی آج در پیش کیا
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما

وہ گرگان جنگی ستمگار ہین
قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین
کہ ہنگام پیکار بے خوف و باک
کرین پہلو پیل دانتون سے چاک

سوارون سے روئین تن اسفندیار
یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار
تو پھر بارش تیر تم کیجیو
نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو

یہ کہکر زرد سے دلیری وہ مرد
ہوا دشت پُر خوف مین رہ نورد
نمایان ہوے گرگ خونخوار جب
کئے تیر باران سوارون نے تب

لگے اسقدر زخم پیکان تیز
کہ خستہ ہوے گرگ وقت ستیز
وہین کھینچکر تیغ زہر آبدار
پشوتن جوان اور اسفندیار

دلیرانہ آکر مقابل ہوے
سوے جنگ و پیکار مائل ہوے
کیا قتل گرگون کو انجام کار
ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار

جوانمرد نے پھر یہ اُس سے کہا
کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو
سو تو نے کیے قتل اے جنگجو

نہین آج کچھ اور خوف و خطر
بعیش و طرب کیجیے شب بسر
غرض وان فرود آئے ہنگام شام
لگے پینے صہباے گلگون کا جام

ہوے بعد ازان مائل خواب سب
بسر کی بخوبی و آرام شب

## احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

ہوا مہر رخشان جو وقت سحر
تو وان سے روانہ ہوے پیشتر

دلاور نے یون راہبر سے کہا
کہ ہی راہ مین آج کیا کیا بلا
وہ بولا وہین گرگسار اے جوان
دو شیران خونخوار رہتے ہین یان

کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند
مبادا تجھے اُنسے پہونچے گزند
نمایان ہوے جب وہ شیر عرین
تب اسفندیار جوان سے وہین

پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم
کرین حملہ شمشیر کر کے علم
ولیکن ہوا اُسکو مانع جوان
گیا آپ سوے ہزبران دوان

دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ کین
دو پارہ کیا شیر نر کو وہین
ہوا کشتہ جب نر تو پھر مادہ شیر
ہوئی ہم نبرد جوان دلیر

ولے اُس دلاور نے بیخوف و بیم
کیا تیغ بران سے اُسکو دو نیم
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
تو لایا بجا شکر پروردگار

اقامت گزین ہو کے باصد خوشی
مے خوشگوار اُسنے وان نوش کی
طلب کر کے پھر راہبر کو کہا
کہ فردا مجھے پیش کیا آئے گا

وہ بولا کہ ایک اژدہاے دمان
مقابل ترے آئیگا اے جوان
دراز و سطبر و درشت و دژم
دہن سے ہی آتش فشان دمبدم

ہوا سن کے یہ بات اندیشہ مند
لگا کہنے پھر سرور ارجمند
کرو ایک تیار گردون یہان
کہ ہووے بسان ارابہ روان

نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
شبا شب وہ گردون مرتب کیا
کیے تعبیہ تیر و تیغ و سنان
رکھا ایک صندوق بھی بعد ازان

کیے بستہ اسپان تازی نژاد
کہ تھے تیز رفتار مانند باد

## احوال منزل سوم راہ ہفتخوان

بیک زخم شمشیر زہرآبدار — قلم کی وہین گردن گرگسار
گیا شب کو لے کر کئی پہلوان — سوے قلعہ اسفندیار جوان
بنایا وہ روئین و آہن سے تھا — نہین نام تھا وان گل و خشت کا
سہ فرسنگ بالا و پہنا چہل — ہوا دیکھ حیران جوانمرد یل
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا — نہ پایا وہان کام تدبیر کا
یہ بولا کہ کہتا تھا سچ گرگسار — کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زینہار
اٹھا کر بہت رنج آیا یہان — دریغا کہ محنت گئی رائگان
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے — ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے
غرض ہو کے مایوس وان سے پھرا — حزین خاطر و دل پراگندہ تھا
ہوا ایک درویش و دہین دوچار — یہ کہنے لگا اس سے اسفندیار
کہ کیفیت دژ ذرا کر بیان — وہ درویش بولا کہ اے پہلوان
سپاہ گران ہی درون حصار — نبرد آزمایان خنجر گذار
سدا غلہ پیدا ہو وان بیحساب — روان ہین بہت چشمۂ جوے آب
نہین وان کوئی چیز مطلوب ہے — مہیا ہی اس دژ مین ہر ایک شے
گذر مردم غیر کا وان نہین — ولے یون ہی حکم سپہدار چین
کہ آوے کہین سے جو بازارگان — تو آنے دو اسکو یہان بیگمان
یہ سن کر ہوا شاد اسفندیار — کیا آپشو تن سے یون آشکار
کہ جاتا ہون مین بن کے بازارگان — درون دژ روئین اے پہلوان
تو رہنا خبردار شام و پگاہ — کہ تیرے حوالے ہی یکسر سپاہ
نہ ہونا تو زنہار اندیشہ مند — ولے جبکہ ہو دژ مین آتش بلند
تو بے وقت لے کر سپہ بے خطر — دلیرانہ آنا در قلعہ پر
زد و کشت وان آن کر کیجیو — جدا تن سے ترکون کے سر کیجیو

## رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہین کر کے یک صد شتر — کیا جامۂ کاروان زیب بر
وہ اشتر تھے دیباے رومی سے پر — وہ اشتر پر از لعل و یاقوت و در
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے — سو ہر اک پہ صندوق و دو دو رکھے
صد و شصت گردان جنگ آوران — کیے مرد جنگی نے اس مین نہان
ہوے ساربان صد یل کینہ جو — نبرد آزمایان پرخاش جو
غرض اس طرح سے بسوے حصار — گیا مرد روئین تن اسفندیار
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان — کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان
کہا جا بجا ہر گذر وہان کو — کہ زنہار اس سے مزاحم نہ ہو
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان — نہ ہرگز مزاحم ہوے پاسبان
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند — خوشی سے درون حصار بلند
یہ ارجاسپ کو جا کے بھیجا پیام — کہ اے شاہ نام آور و ذوالکرام
رہ دور سے با متاع گران — مسافت کو طے کر کے آیا یہان
یہ ہی خواہش بندۂ خاکسار — کہ آوے حضور شہ نامدار
دیا شاہ نے حکم آوے یہان — گیا پیش ارجاسپ بازارگان
متاع گران پیشکش کی وہین — ہوا خرم و شاد سالار چین
کہا نام کیا اس نے پاسخ دیا — کہ جراد ہے نام میرا شہا
یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان — تو ایران کی ہم سے خبر کر بیان
کہ کس مصلحت مین ہین لیل و نہار — جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
یل گرگسار نبرد آزما — سلامت ہی یا قتل اسکو کیا
دیا اسنے پاسخ کہ اے بادشاہ — ہوئی منقضی مدت پنج ماہ
کہ ایران سے عازم ہوا مین ادھر — نہین ہی وہان کی مجھے کچھ خبر
ولیکن یہ تھا راہ مین اشتہار — کہ یہ عزم رکھتا ہی اسفندیار
کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادھر — ہنسا شاہ ترکان یہ سن کر خبر
کہا یون کہ لیا تاب اسفندیار — رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار
وہ جراد رخصت ہوا بعد ازان — کیا شہ نے ہنگام رخصت بیان
کہ یان آئیو چاہے جس وقت تو — مزاحم نہ ہو دیکا دربان کبھو
غرض لیکے بازار مین اک مکان — لگائی دکان پر متاع گران
لگے آنے ہر جنس کے مشتری — ہوا گرم بازار سوداگری
دلاور کی دو خواہر مہروش — شہ چین کے مطبخ مین تھین آبکش
سنی یہ خبر جبکہ دونون نے وان — کہ آیا ہی ایران سے بازارگان
سوے کاروان وہ شتابان ہوئین — یہ جراد سے آکے پرسان ہوئین
کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار — تجھے گر ہو معلوم کر آشکار

بہت بارش برف و باران ہے وان
چلے باد تند ای جوان پہلوان
تبہ ہو سپہ سخت پہونچے گزند
یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند

لگے کہنے مردم کہ ای نامدار
خدا سے نہین کر سکے کارزار
مناسب یہی ہے کہ بس پھر چلو
تن و جان و سریان نہ برباد ہو

وہ کہنے لگا مین نہ ہرگز پھرون
رہ ہفتخوان طے بہ بہجت کرون
مگر یان سے پھر جاؤ تم شوق سے
شتابان سوے خانہ ہو ذوق سے

نہین فوج درکار کچھ زینہار
مددگار میرا ہے پروردگار
یہ سنکر سران سپاہ دلیر
لگے کہنے اے شاہ آفاق گیر

نہ ہووین جدا تجھ سے ہم زینہار
کرین جان و تن تجھ پہ یکسر نثار
وہ بولا پھرون گر بہ فتح و ظفر
تو بخشون تمھین ملک و گنج و گہر

## احوال منزل ششم راہ ہفتخوان

بروز ششم سرور نامور
رہان سے ہوا عازم پیشتر

ہوا روز جب رفتہ رفتہ تمام
کیا متصل کوہ کے تب مقام
لگی چلنے جب باد تند اسقدر
کہ عاجز وہ لشکر ہوا سربسر

ہوئی بارش برف بھی بعد ازان
رہی تین دن ایک آفت وہان
نہان زیر کہسار لشکر ہوا
تردد سے ناچار لشکر ہوا

سپاہ سپہ دار اسفندیار
رہ عجز سے ہوکے وان اشکبار
لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کہ اے خالق آسمان و زمین

شتاب اپنے بندون پہ تو رحم کر
کہ ہو یہ بلا دفع اب سربسر
کیا لطف سے سبکو یزدان نے شاد
ہوئی اک قلم دور وان برف و باد

بجا لاکے پھر شکر پروردگار
سپہدار بولا کہ اے گرگسار
بفضل خدائے جہان آفرین
رہی باقی اب منزل ہفتمین

یہان پیش آویگی اب کیا بلا
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا
کہ ہے راہ مین ریگ تفتہ تمام
ہوا گرم جون شعلہ ہے صبح و شام

زمین گرم ہے جون تف آفتاب
نہین ہے کہین ہاں یک قطرہ آب
نہ ہرگز کرے خاک پر سبزہ جا
نہ طائر اڑے وان بروے ہوا

غرض یہ خرابی ہے تا سی کروہ
سوا اسکے اے شاہ گردون شکوہ
دژ روئین اتنا ہے محکم کہ بس
کرین جہد و کوشش اگر سو برس

نہ منصور و فیروز ہون زینہار
دلیران ایران و توران دیار
میسر نہ ہو غلہ و علف کاہ
سپاہ گران ہووے آخر تباہ

تو ہرگز نہ رکھ اب قدم پیشتر
سو خانہ عطف عنان یان سے کر

## احوال منزل ہفتم راہ ہفتخوان

دلیر و جوان مرد اسفندیار
نظر کرکے سوے خداوندگار
ہوا عازم منزل ہفتمین
ہر اک گام پر سرد پائی زمین

وہین راہبر سے یہ بولا جوان
نہین ریگ تفتہ کا یان کچھ نشان
سراسر تھی باطل تری گفتگو
یہ سن کر وہ بولا کہ اے نامجو

ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
اثر برف کا اس زمین پہ ہوا
وہان سے جو لشکر گیا پیشتر
کو اک بحر زخار آیا نظر

ہوا پر غضب دیکھ کر نامدار
کہا راہبر سے کہ اے نابکار
تو کہتا تھا ہرگز نہین قطرہ آب
جلا دیگی سب کو تف آفتاب

عبث تو نے پہونچا کے بیم و گزند
کیا فوج کو میری اندیشہ مند
خجل ہوکے کہنے لگا گرگسار
کہ ہون تجھ سے شرمندہ ای نامدار

کہ با وصف پیمان ز روے جفا
گرفتار زنجیر مجھ کو کیا
سخن آگے تیرے دروغ ایکبار
کیا مین نے اسواسطے آشکار

کرے تا کہ عطف عنان یان سے تو
برآوے مرے دل کی پھر آرزو
رہائی ہو یعنی مری بند سے
غرض فضل و لطف خداوند سے

توقع قوی ہے کہ میری خطا
معاف اب ہو یکسر ز روے عطا
ہنسا پھر سپہدار عالی جناب
اسے بند سے دی رہائی شتاب

گذر بحر زخار سے بعد ازان
کیا خیمہ با شوکت و فر و شان
وہان سے وہ دژ ایک فرسنگ تھا
کہ تسخیر کا جسکے آہنگ تھا

سپہدار جنگی یہ بولا وہین
کہ تدبیر تسخیر حصن متین
بتا زود تر مجھ کو ای گرگسار
دیا اسنے پاسخ کہ ای نامدار

اگر تم صد و سال کوشش کرو
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
وہ بولا کرون فتح اک آن مین
مین گھوڑے کو دوڑا کے میدان مین

کرون سر جدا شاہ ارجاسپ کا
دلیرانہ لون کینہ لہراسپ کا
زن و دختر و خواہر شاہ چین
کرون مین گرفتار از روے کین

یکایک ہوا تند وہ سوز بخت
کہی اسنے شوخی سے گفتار سخت
ہوا پر غضب سن کے سالار دہر
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر

وہان پھر سرا پردہ کرکے بلند
خوشی سے وہ سوداگر ارجمند

ہوا محفل آراے عیش و نشاط
دم صبح شہ از سر انبساط

ہوا رونق افزاے عیش و طرب
گئے نامداران بھی ساتھ اسکے سب

طعام لطیف و مے و رود و جام
مہیا تھا سامان عشرت تمام

شہ چین دیکدست ترکان شتاب
ہوے مست و مخمور پی کر شراب

ہوئی روشن آتش وہان بعد ازان
کہ فرسنگہا جسکا پہونچا دخان

پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
دروژ پر آکر ہوا کینہ خواہ

وہان جسکو پایا اسے بیدریغ
کیا کھینچ کر قتل برندہ تیغ

خروشیدہ پھر ہوکے مانند شیر
کہا مین ہون اسفندیار دلیر

ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
کہ آیا دروژ پہ اسفندیار

وہ مجلس مین تھا بسکہ مست شراب
یہ سن کر گیا سوے خانہ شتاب

سپہدار کہرم کہ فرزند تھا
اسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا

کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار
کر اب جاکے بدخواہ سے کارزار

سپاہ گران لے کے کہرم گیا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما

سواران چین اور پنجہ ہزار
تعین کیے وان درون حصار

سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی

تو لیکر صد و شصت مردان کار
جوانمرد روئین تن اسفندیار

گیا وقت شب سوے ایوان شاہ
دلیران چین سے ہوا رزم خواہ

بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوے
جو باقی رہے سو گریزان ہوے

گئین و دہین پیش جوان خواہران
دیا اسکو مشکوے شہ کا نشان

یہ کہہ کر گئین ہر دو لالہ عذار
سوے منزل گرد اسفندیار

دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
سوے خوابگاہ شہ چین گیا

خروشان ہوا جاکے مانند شیر
اٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر

لگے کرنے باہم وہین کارزار
سپہدار ارجاسپ و اسفندیار

گہے خنجر آبگون گاہ تیغ
رہا زخم باہم کیے بیدریغ

ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
مظفر ہوا گرد اسفندیار

زن و دختر و خواہر شاہ چین
گرفتار ساتھ اسکے دو ہین ہمین

پھر اوان سے پھر وہ دلاور جوان
بسوے در قلعہ آیا دوان

کیے قتل گردان چین بیشمار
یکایک وہان یہ ہوا آشکار

کہ بدخواہ نے ہوکے پرخاش جو
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو

وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما

سنی جب یہ آواز حیران ہوا
وہین جانب دژ شتابان ہوا

گیا جبکہ کہرم درون حصار
ہوا گرم جنگ اس سے اسفندیار

پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
ہوا گرم بازار پرخاش کا

دلیران توران و گردان چین
ہوے بسکہ وان کشتہ تیغ کین

دروژ ہوا غرق خون سربسر
پڑی نعش پر نعش ایدھر ادھر

زبون آخر کار ترکان ہوے
سراسیمہ وان سے گریزان ہوے

ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا
دلیرانہ میدان مین قائم رہا

لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
کھڑا کیا ہے اے کہرم نامدار

مرے ساتھ ہو آکے گرم نبرد
یہ سن کر مقابل ہوا شیر مرد

وہ مرد توانا و چست و دلیر
ہوے گرم پیکار مانند شیر

پکڑ کر کمربند کہرم وہین
دلاور نے ٹپکا بروے زمین

کیا تیغ سے پھر سر اسکا جدا
خوشی سے وہان حکم پھر یہ دیا

کہ جو کوئی حاضر ہو یان آن کر
کرون اسپہ لطف و کرم بیشتر

حضور اسکے حاضر جو ترکان ہوے
تو وہ مورد لطف و احسان ہوے

بہت دن رہا قلعہ مین نامور
مسخر ہوا ملک چین سربسر

سران نواحی توران دیار
ہوے آکے محکوم اسفندیار

ہوا وان جو کوئی نہ فرمان پذیر
تو بس قتل اسکو کیا یا اسیر

نہ کوئی رہا چین مین اک نامدار
نہ توران مین کوئی رہا شہریار

سپہ کو بصد لطف و جود و عطا
دلاور نے گنج فراوان دیا

زنان پری وار ارجاسپ شاہ
رکھین اپنے مشکو مین باعز و جاہ

ولے دختر و خواہر شاہ چین
ہر اک پور کے کین حوالے وہین

لکھا نامۂ فتح گشتاسپ کو
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو

یہ اسفندیار جوان کو لکھا
کہ اے نامدار نبرد آزما

تو بالفعل ہو وان اقامت گزین
تصرف مین لا ملک ما چین و چین

سپہدار نے پھر لکھا یہ جواب
کہ اے تاجدار ثریا جناب

مسخر کیا ملک توران و چین
یہان بیم و اندیشہ ہرگز نہین

بس اب آرزوے قدمبوس شاہ
مجھے ہے شب و روز شام و پگاہ

وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
نہین واقف حال شاہ دیلان

ولے دو ہین واقف ہوئین راز سے
لیا اُسکو پہچان آواز سے

لگین اوس سے کہنے کہ ای نامور
کرین کچھ عیان راز خلوت ہوکر

تمھاری رہائی کو آیا یہان
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان

گیا ایک دن وہ جوان پیش شاہ
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ

کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
کرون جشن ترتیب مین زود تر

یہ جی مین ہے اب نذر کیجے ادا
غرض شہ ہو مجلس مین رونق فزا

کہا شہ سے جرادنے بعد ازان
کہ مسکن گزین ہون جہان وہ مکان

بلندی یہ ہون قلعہ کی خیمہ زن
کرون ایک ترتیب وان انجمن

یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین
وہ بیچاریان روتی پھر کھڑ گئین

بہنگام شب پیش اسفندیار
گئین پھر وہ یسمین بر و مہ عذار

جوان نے بھی پہچان اُنکو لیا
طلب کرکے خلوت مین اونسے کہا

وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین
گئین پھر وہ در مطبخ شاہ چین

تباہی مین آیا تھا میرا جہاز
قبول اُس گھڑی کی تھی مین نے نیاز

عنایت سے پھر ایزد پاک کی
کنارے پہ کشتی مقصد لگی

یہ سن کر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
کہ محفل مین آئینگے ہم صبحگاہ

نہایت ہے تنگ اے شہ نامدار
یہ لطف شہی سے ہون اُمیدوار

کرون روشن آتش بفرط خوشی
شہ چین نے پروانگی اُسکو دی

تہمتن ہی القصہ لیل و نہار
ثنا گوے کیخسرو نامدار

مرے دل مین کینہ ہی اس بات کا
نہایت تردد ہے صبح و مسا

جوان سے کہا شاہ نے بعد ازان
کہ جا لیکے لشکر سوے سیستان

وہ بولا کہ مین پہلے اے بادشاہ
ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ

عوض اسکے گرزم کے کہنے سے آہ
کیا قید مجھ کو بہ حال تباہ

کہون قصۂ ہفتخوان یاد کر
تو پھر راست ہون موے تن سر بسر

زن پیر جادو وہ غول سیاہ
کیے کشتہ مین نے بہ فضل الٰہ

وہ سختی سرما وہ باران برف
وہ طغیانی و جوش دریاے ژرف

گذر تھا جہان سخت مین وان گیا
شہنشاہ کا حکم لایا بجا

کہ پیمان سے پھرتے نہین زینہار
شہان فلک قدر و عالی تبار

حوالے کیا پھر تجھے تخت و تاج
پدر نے ترے از سر ابتہاج

اگر مین کرون فخر شائستہ ہے
بزرگی مجھے آج بائستہ ہے

شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا

کمر بستہ حاضر تھے جون بندگان
یل زال اور رستم پہلوان

بڑا حیف ہی سخت ہی عار و ننگ
کہ ہو نامور تو وفیروز رنگ

تصرف مین اب نصف ایران رکھین
سریر خلافت کا دعوی کرین

شتابندہ ہون پھر سوے سیستان
کرون جنگ رستم سے مین بیگمان

شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
تہمتن سے ہو جاکے اب رزم خواہ

زوارہ فرامرز کو بھی نہ چھوڑ
بد اندیش کے سر کو جلدی سے توڑ

نہین جاے اندیشہ کچھ زینہار
کہ تو ہے جہان مین یل نامدار

کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
وزرو مین آخر لیا بیدرنگ

کریگا تو اک دم مین اسکو اسیر
تجھے پھر مین دونگا یہ تاج و سریر

دلاور جوان نے دیا یہ جواب
کہ رستم کو ہرگز نہین ہی یہ تاب

یہان کا دلے تربیت کردہ ہی
ہمارے بزرگون کا پروردہ ہی

بہت اسنے کار نمایان کیے
زبون نامداران توران کیے

زبون تر ہی نزدیک یزدان پاک
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک

مگر تجھ کو اندیشہ کچھ اور ہے
بھلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہی

نہین خوب شاہون سے پیمان سست
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست

بزرگون کی خدمت مین حلم ہے
یہ کوئی مرے ساتھ اسنے کیا

براہ اطاعت وہ آتا نہین
مجھے کچھ بھی خاطر مین لاتا نہین

مناسب ہی اب یہ کہ اسفندیار
کرے رستم گرد سے کارزار

تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
تو پھر آکے لے مجھسے تاج و سریر

شہ چین کو وقت دغا دی شکست
لیا ملک یکسر اسے کرکے پست

کیا کشتہ اب مین نے ارجاسپ کو
کہ شادان ہو شاہنشہ نام جو

وہ گرگان جنگی وہ شیر ژیان
وہ کافر بلا اژدہاے دمان

وہ سیمرغ آیا جو بہر ستیز
تو [illegible] سے بھی تہ تیغ تیز

کرون گر بیان مین تو ہو بیدرنگ
روان مثل دریا دل خارا سنگ

بہانہ کو مت کام فرما شتاب
رہ [illegible] سے کر مجھے کامیاب

بھلا روم مین تو نے شاہنشہا
کیا کشتہ اک گرگ و اک اژدہا

کیے مین نے اب کارہاے کلان
ملائے تہ خاک و خون پہلوان

مناسب ہے یہ اور لائق تجھے
کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے

دلے سخت غم ہی کہ ہر صبح و شام
کہ کاؤس و خسرو کے آگے مدام

اور اب سرکشی ہم سے کی اختیار
نہین حکم لائے بجا زینہار

ترے آگے اس طرح شام و سحر
کرین سرکشی رستم و زال زر

لگا کہنے یون گرد آفاق گیر
کہ دیجے مجھے آپ تاج و سریر

وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت
نہ بد دل ہو اے سرور نیکبخت

گرفتار کر رستم و زال کو
تصرف مین لا ملک اور مال کو

نہ رکھ بدسگالان کا نام و نشان
کہ ہو پھر کوئی کینہ آور وہان

کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام
بلند اس جہان مین ہوا تیرا نام

نہین تاب رستم جو ہو ہم نبرد
تو ہی شیر کش گر وہ ہی شیر مرد

قسم زند و اشتا کی اے پیلتن
کہ ہون مین نہ زنہار پیمان شکن

جو مجھ سے کرے آکے میدان مین جنگ
کرون مین زبون اسکو بس بیدرنگ

سنا ہے کہ رستم یل نامدار
رہا یان شب و روز خدمتگذار

نہ ایرانیان دیکھتے روے بخت
تہمتن نہ کرتا اگر کار سخت

مخالف ترا تھا اگر پور زال
تو مہمان ہوا کیون تو اسکا دو سال

مجھے بھیجتا ہی سوے سیستان
مرے حق مین ہی بدسگالی وہان

یہ گشتاسپ بولا کہ سن اے جوان
بلا سے اگر رستم پہلوان

نہ لا درمیان عذر اے نامور
تمناے اورنگ و افسر ہی گر

دگر بارہ جب نامہ پہلوان — پڑھا شاہ نے تب لکھا آیہان

## آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

رہ ہفتخوان سے پھر اسفندیار — روانہ ہوا سوے ایران دیار
وہان جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد — ہوئی تھی جہان بارش برف و باد
تو بس وہین پایا تمام و کمال — تلے برف کے دب گیا تھا جو مال
گیا جبکہ نزدیک شہر پدر — تو وہین بہ حکم شہ نامور
بزرگان ایران گئے پیشوا — وہان سے جو نزدیک ایوان گیا
تو آیا جہاندار گشتاسپ بھی — بغل گیر ہو کر بفرط خوشی
کہا آفرین اور کی یہ دعا — کہ عالمستان رہیو صبح و مسا
کیا ایک ترتیب جشن نشاط — پیے جام مے از رہ انبساط
اُسے ہاتھ سے اپنے بھر کر دیے — کئی آپ بھی بادشہ نے پیے
کہا شاہ نے پھر کہ اے پہلوان — بیان کر ذرا قصۂ ہفت خوان
کیا کشتہ جس طرح ارجاسپ کو — تو کہ مجھ سے تا دل مرا شاد ہو
وہ بولا کہ ہمدم ہون مست شراب — کہون کیا مین اے شاہ گردون جناب
کہ گفتار مستان ہے بے اعتبار — سحرگہ مفصل کرون آشکار
جہاندار گشتاسپ روز دگر — سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
برابر تھا کرسی پہ اسفندیار — جوان نے حضور شہ نامدار
مفصل کہا قصۂ ہفت خوان — کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند — ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
نہ ہرگز دیا اُسکو دیہیم و تخت — کہ تھا شاہ کو اُس سے وسواس سخت
جو دیکھی یہ بے مہری شہریار — ہوا سخت آزردہ اسفندیار
کتابون جو تھی مادر مہربان — حضور اُسکے جا کر یہ بولا جوان
کہ مین نے کیا قتل ارجاسپ کو — بفرمان شاہنشہ تا یم جو
گرفتار تھین اُنکی وان خواہران — رہا کر کے لایا مین انکو یہان
اُٹھائی بہت محنت و رنج سخت — کہ تا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت
پر ایفاے وعدہ مین لایا قصور — تو کہہ جا کے انصاف سے ہی یہ دور
کتابون نے یہ سن کے از روے پند — کہا یون کہ اے سرور ارجمند
تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا — کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
مبادا کرے پھر گرفتار بند — روا رکھے پھر شاہ تجھپر گزند
پدر کے ہی تارک پہ تاج مہی — ولے فی الحقیقت ہے تجھ کو شہی
کہ محکوم مین تیرے سردار فوج — تو ہے صاحب حکم سالار فوج
نہ کر اضطراب اے یل بے نظیر — کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
کریگا تو شاہی پس مرگ شاہ — کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
خوش آئی نہ یہ پند اسے زینہار — اُٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار
کہا ایک دن وقت مستی مے — کہ ساری خدائی کو معلوم ہے
کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ — رکھا مین نے ناموس تیرا نگاہ
جو کچھ کام اس جانفشان نے کیا — نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
ولے حیف ایفاے وعدہ ہنوز — نہ تو نے کیا اے شہ نیک روز
بظاہر بدلجوئی پہلوان — ہوا وہین مصروف شاہ جہان
ولے دل مین ناخوش ہوا شہریار — یہ گفتار آئی بہت ناگوار
طلب کر کے جاماسپ کو اپنے پاس — کہا یون کہ اے مرد اختر شناس
ذرا دیکھ احوال اسفندیار — تو کر مجھ سے راز فلک آشکار
کہ ہی کس طرح مرگ اسفندیار — یہ سن کر خردمند نے ایکبار
نظر کر سوے گردش مہر و ماہ — کہا یون کہ اے شاہ گیتی پناہ
زبردست ہی مرد اسفندیار — کسی کو نہین طاقت کارزار
جہان مین ظفرمند و فیروز ہو — مسخر کرے ہفت اقلیم کو
ولے پہلوان رستم نامدار — کریگا اُسے کشتہ انجام کار
ہوا شاہ شادان یہ سن کر سخن — وہین ایک ترتیب کی انجمن
بہت کر کے تعریف اسفندیار — لگا کہنے اُس سے کہ اے نامدار
مبارک تجھے تخت و تاج شہی — کہ زیبا ہی تجھ کو کلاہ مہی
یہ کہہ کر بسوے سران سپاہ — نگہ کر کے بولا شہ دین پناہ
کہ کشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب — ہوئین دختران و زنان بند سب
کہا مین نے یہ رستم گرد کو — کہ اب چل کے میرا مددگار ہو
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر — نہ لی اتنی مدت مین میری خبر
اطاعت سے پھیرا ہی سر اُسنے اب — یہ کہتا ہی نخوت سے ہر روز و شب
کہ ہی کابل و زابل و نیم روز — عطا کردۂ خسرو خصم سوز

کہ اے وارث تخت و تاج کیان
سر سرفرازان گیتی ستان

ترے قد پہ زیبا قبائے شہی
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

وہ ہی نیک طالع جو تیرے حضور
پرستش کنان ہو بفرط سرور

کرے سرکشی تجھ سے جو شور بخت
شتابی گرفتار خواری ہو سخت

ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
طرح مہر کے عالم افروز ہو

یہ آئین و رسم ادب دیکھ کر
ہوا شادمان سرور نامور

فرود آکے گھوڑے سے اسفندیار
ہوا رستم گرد سے ہم کنار

لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا
کہ اے نامور گرد زور آزما

سزاوار تحسین و صد آفرین
جہان مین تو جسکا ہو یار و معین

قوی اسکی ہو پشت لیل و نہار
نہ ہووے اسے کچھ غم روزگار

وہ بولا کہ مجھ کو سرافراز کر
تو رونق فزا چل کے ہو میرے گھر

پذیرا نہ اس نے کیا زینہار
ولے اپنے لشکر مین اسفندیار

وہین رستم گرد کو لے گیا
وہان جا کے رستم سے کہنے لگا

یہ ہی حکم گشتاسپ شاہ دلیر
کہ رستم کو لے آؤ کر کے اسیر

بس اب تو بھی راضی ہو اسبات پر
کہ وان لیچلون تجکو مین باندھ کر

پہونچکر حضور شہ نامدار
کرون مین رہا تجکو اے باوقار

نہ اک دم رکھے شہ گرفتار بند
نہ پہونچاوے ہرگز تجھے کچھ گزند

رہا سن کے خاموش وہ پہلوان
کیا پھر سپہدار نے یون بیان

کہ راضی نہین ہی اگر بند پر
تو بس ہو کے رخصت تو جا اپنے گھر

یہ لایا زبان پر یل پیل تن
کہ کیا راے سرور انجمن

بسان شہنشاہ فرخندہ خو
مرے گھر تو مہمان ذرا چل کے ہو

جو کچھ مجھ سے فرمائے تو بعد ازان
بجا لاؤن فرمان ترا اے جوان

وہ بولا کہ آیا تھا یان شہریار
بطور دگر اے ستودہ شعار

ولیکن مین آیا بعزم دگر
ہون مہمان بھلا کس طرح تیرے گھر

اگر میرے فرمان سے پھر جائے تو
سر جنگ از روے کین آئے تو

تو مین کس طرح کھاکے نان و نمک
کرون تجھ سے پیکار زیر فلک

تجھے بند کر کے نہ لیجاؤن گر
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر

وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
نہ کھاؤنگا اب اے سپہدار نان

سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
کہ پی اور دے مجکو صہبائے ناب

طلب کر کے پھر جام و مینا وہین
کیے نوش باہم کئی انگبین

تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
کہون زال سے جا کے احوال سب

جو کچھ مصلحت دے مجھے زال زر
گزارش کرون مین یہان آن کر

جوان نے کہا یون کہ آنا شتاب
یہان بھیجنا صاف ورنہ جواب

سوے خانہ رستم جو رخصت ہوا
تو تشوین نے اندیشہ اسدم کیا

کہا اے سپہدار آفاق گیر
کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر

نہایت زبون سخت بیجا کیا
کہ دشمن کو یون ہاے جانے دیا

لگا کہنے اس سے یہ اسفندیار
کہ پھر آوے گا رستم نامدار

لگا کہنے تشوین کہ اے شیر گیر
زبردست ہے وہ سوار دلیر

یہ اب مصلحت ہی کہ اے نامدار
نہ ساتھ اسکے ہو رزمجو زینہار

مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
بنوع دگر دور دوار ہو

ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
گیا سوچ مین سرور ارجمند

گیا رستم گرد جب اپنے گھر
یہ قصہ کہا زال سے سر بسر

کہا زال نے یون کہ اے نامدار
ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار

سحر اسکی خدمت مین پھر جائیو
نہ وسواس دل مین ذرا لائیو

بسوے سپہدار عالی گہر
شتابان ہوا گرد روز دگر

اسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا خوب رستم کا عز و وقار

وہ بولا کہ ہی منتظر زال زر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور

کیا اسنے انکار اور یون کہا
کہ اے پہلوان تو بھی یان سے نہ جا

مرے ساتھ پیش شہ ارجمند
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند

کہا اسنے اے گرد فرخ شیم
تو رکھ مجھ پہ مصروف لطف و کرم

کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا

کیے مین نے کار نمایان مدام
کیے پست گردان توران تمام

جہان مین سرافراز گردان ہون مین
نگہدار شاہان ایران ہون مین

کیا دشمنون سے جہان مین نے پاک
کیا سرکشان جہان کو ہلاک

مروت سے کرتا ہون اب انکسار
نہین ورنہ تجھ سے خطر زینہار

یل پیلتن سے یہ سن کر سخن
ہوا خشمگین سرور انجمن

یہ چاہا ز روے غضب بیدریغ
تہمتن پہ کیجے رہا زخم تیغ

ولیکن تحمل کیا اور ہنسا
یہ ہنس کر تہمتن سے کہنے لگا

سیستان لے بہ فوج گران
گرفتار رستم کو کر جا کے وان
پیادہ اُسے لا یہان کر کے بند
پڑی ہوئے گردن مین اُسکے کمند

کہ عبرت ہو اورون کو پھر زینہار
نہ کوئی کرے سرکشی اختیار
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
بہانہ تو کرتا ہی بس بے گمان

یہ مقصد ہی تیرا کہ ہون یان سے دور
رہون مین نہ زنہار تیرے حضور
مبارک یہ اورنگ و افسر تجھے
جہان مین ہی بس ایک گوشہ مجھے

یہ کہکر جوان ہو کے چین بر جبین
شتابان ہوا سوے خانہ وہین
لگا کہنے جاماسپ سے شہریار
کہ جا زود تر پیش اسفندیار

خبر لا کہ اُسکا ارادہ ہے کیا
یہ سن کر وہ دستور دانا گیا
ہوا جا کے جب اُس سے پرسان حال
وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال

جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا
بجا لا شتابی سے حکم پدر
نہ سر پھیر زنہار اے نامور

وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
سوے سیستان ہون روانہ پگاہ
حضور شہنشاہ کشورستان
کیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان

کہ راضی ہی روئین تن اسفندیار
بہ جنگ یل رستم نامدار
ہوا شادمان شاہ گردون جناب
گیا پھر وہ پیش کتایون شتاب

کتایون سے بولا شہ نامجو
کہ اسفندیار جوان گرد کو
کرون ہون مین رخصت سوے سیستان
پئے جنگ رستم بہ فوج گران

رضامند ہی گرچہ وہ نامور
ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر
کہ رستم کو جب لاوے کر کے اسیر
تو بخشون مین پھر دو ہین تاج و سریر

کتایون ہوئی سن کے اندوہگین
جوان سے کہا جا کے اُسنے وہین
زبردست ہی رستم نامدار
نکر قصد جنگ اُس سے تو زینہار

نہ جا اُس طرف ہرگز اے ہوشمند
ذرا گوش جان سے تو سن میرا پند
کتایون سے بولا یہ اسفندیار
کہ رستم سے ڈرتا نہین زینہار

ولے قصد پیکار اس سے نہ تھا
کہ ہے وہ نکو خواہ سرکار کا
کرون کیا کہ اب یون ہی فرمان شاہ
کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ

پذیرا کیا مین نے اس بات کو
اگر بعد اقرار انکار ہو
تو پھر مردمی سے نہایت ہو دور
بجا لاؤن ناچار حکم حضور

## رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
ہوا شہ سے رخصت سوے سیستان
دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
ہوا وہ شتابان بصد کر و فر

وہ شتر روان تھا جو پیش قطار
گیا بیٹھ وان اور پھر زینہار
نہ وان سے اٹھا اس دلاور نے تب
کیا قتل اُسکو زروے غضب

لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
مبادا کہ پیش آوے کچھ حال بد
مناسب یہی ہی کہ اب ایکبار
سوے خانہ پھر چلیے اے نامدار

وہ بولا یہ موقع ہی اور ہی بجا
ولیکن جہاندار کشورکشا
کہے گا کہ لایا بہانہ جوان
یہ کہہ کر روانہ ہوا پہلوان

گیا متصل سیستان کے وہ جب
روانہ کیا اُسنے بہمن کو تب
کہ لے آوے یان رستم گرد کو
گیا جبکہ وان بہمن نامجو

تو پھر زال نے با فراوان سرور
ادب سے جھکایا سر اُسکے حضور
لگا کہنے یون بہمن نامدار
کہ آیا ہی روئین تن اسفندیار

کیا ہی طلب رستم گرد کو
یہ بہمن سے سن کر یل نامجو
گیا پیش رستم کہا ماجرا
لگا کہنے وہ مصلحت اب ہی کیا

وہ بولا کہ پیوستہ اے پہلوان
رہے ہم کمربستہ پیش کیان
تو جا شوق سے پیش اسفندیار
بجا لا کے رسم و رہ انکسار

اُسے مثل گشتاسپ لا اپنے گھر
تکلف سے مہمانی اس کی تو کر
کیا جبکہ یہ زال زر نے بیان
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان

وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب
لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب
توقف کنان ہو تو اے نامور
کرون باپ سے اپنے جا کر خبر

یہ کہہ کر گیا بہمن نامدار
کہا جا کے یون پیش اسفندیار
کہ رستم دلیر و جوان مرد ہے
مروت مین اور خلق مین فرد ہی

خبر سن کے آنے کی تیری یہان
مرے ساتھ آیا ہی وہ پہلوان
گیا پھر سپہدار اسفندیار
جریدہ سوے رستم نامدار

اُتر رخش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر عجز چون بندگان
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

لیران نہ ہرگز رضا مند تھے
بزرگان ایران نہ خرسند تھے

دہین مین نے معقول سب کو کیا
نہ زنہار پرخاش ہونے دیا

ومت ناز کر تاج لہراسپ پر
نہ کر فخر آئین گشتاسپ پر

یہ مقدور ہرگز کسی کا نہین
کہ میری طرف دیکھے از روے کین

سی سے سُنے مین نے ہرگز نہین
قیامت ہو گر ہون مین چین بر جبین

سخنہاے دشوار کہہ کر اُٹھا
ہوا یہ نہ مقدور اک گرد کا

مری کر کے دلجوئی انجام کار
فزون تر کیا شہ نے عز و وقار

سپہدار نے سن دیا یہ جواب
کہ اے رستم اتنا نہ کھا پیچ و تاب

مجھے جس قدر قوت و زور ہے
رکھے تھا کہان شاہ کاؤس کے

جو دیکھا یہ نیروے اسفندیار
تو حیران رہا رستم نامدار

سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
کہ اے گرد تو آج مہمان ہے یان

ہوا زور معلوم تیرا مجھے
پکڑ لاؤن کل ایکدم مین تجھے

کہون جا کے شہ سے یہ ہے بے خطا
کرون مین تجھے بند سے پھر رہا

تو ہی گرچہ زور آور و شیر مرد
دے مجھ سے ہرگز نہو ہم نبرد

تو کل دیکھنا کوشش کارزار
کہ آؤن جو میدان مین ہو کر سوار

کرون تخت زر کار پر جلوہ گر
رکھون مین ترے سر پہ دیہیم زر

چلون پھر ترے ساتھ نزدیک شاہ
دلاؤن تجھے تخت و تاج و کلاہ

سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
کہان تک یہ گفتار اے پہلوان

طلب کر کے خوان جبکہ آگے رکھا
تو رستم نے اکدم مین خالی کیا

کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
رکھا لا کے تاس کلان پھر وہین

ہوے دام حیرت مین مردم اسیر
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر

جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
تو جان پر تری کچھ نہ آوے گزند

مصاحب جو تیرے ہین اُنسے ذرا
بہم مل کے اب تو بھی کر مشورا

چلون مین ترے ساتھ بے بند پا
حضور جہاندار کیوان لوا

وہ بولا کہ جس طرح کہتا ہے تو
پذیرا مین کرنا پر اے نام جو

بھلا کس لیے کام ایسا کرون
کہ اس دہر مین جس سے بدنام ہون

یہ سن کر لگا کہنے جنگی سوار
کہ دیوان خونخوار و مردان کار

تری رزم سے کچھ نہین خوف جان
ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان

سمجھ دل مین اے فرخ اسفندیار
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

یہی تھی تمناے خرد و کلان
فریبرز ہو بادشاہ جہان

ہوے جبکہ ہم یاور اے نامدار
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار

کرے بند مجھ کو یہ چاہے ہے تو
یہی ہے ترے باپ کی آرزو

ہوا کودکی سے مین دنیا مین پیر
ولیکن سخنہاے ناولپذیر

ہوا تند مین پیش کاؤس شاہ
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ

کہ مجلس مین کوئی کرے مجھ کو بند
اگرچہ وہان تھے بہت زورمند

غرض ساتھ میرے نہو کینہ جو
یہ تندی و تیزی نہ کر مجھ سے تو

نہ ہو اب ثناخوان کاؤس شاہ
مرے زور سرپنجہ پر کر نگاہ

یہ کہہ کر وہین ہو کے خندہ کنان
فشردہ کیا پنجۂ پہلوان

یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
کہ زور آزمائی کرون تجھسے اب

خوشی سے مے لالہ گون نوش کر
شتابان ہو پھر شوق سے اپنے گھر

سو شاہ لیجاؤن مین کر کے بند
نہ پہونچاؤن جان پر تری کچھ گزند

مری مردمی تجھ کو معلوم ہو
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو

کہان تو نے دیکھی دلیرونکی جنگ
نہ پہونچی تجھے باد گرز و خدنگ

تو بس پشت زین سے اُٹھاؤن تجھے
سو زال زر و دہن لاؤن تجھے

رکھون پیشکش گنج تیرے حضور
بجا لاؤن خدمت بفرط سرور

جو مین گرد ہون اور تو شہریار
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجدار

کچھ اب کھائیے تا کہ آوین حواس
کہ اب روز سے یعنی گذرے دو پاس

پلاتے تھے جسدم کہ جام شراب
تو دیتا تھا رستم یہ اُسدم جواب

کہ آتی تھی جس مین شراب ایک من
پیالے لگا پینے وہ پیل تن

لگا کہنے یہ سرور نام جو
کہ کر مصلحت زال سے جا کے تو

وگرنہ ہو آمادۂ کارزار
دیا اُسنے پاسخ کہ اے نامدار

پذیرا کرے میہمانی اگر
قدم رنجہ فرماوے تو میری گھر

وگرنہ کرون صبحدم آگے جنگ
نہ لاؤن تری جنگ مین کچھ درنگ

یہ فرمائیگا شہ کہ بس ڈر گیا
نہ پابند رستم کو یہ کر سکا

نہین جنگ سے تیری مجکو خطر
کہ ہے باندہ لینا ترا سہل تر

جو مین نے کیے کشتہ ہنگام کین
تو زنہار اُنکے برابر نہین

کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو
تو ہو پیش شاہان مرا زر و رد

ہوا سالخوردا بتو گشتاسپ شاہ
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

مشقت بہت تو نے کی پیشتر
تو راست بیٹھے ہین پیوستہ ہم
سنا مین نے اے رستم نامور
رکھا زال کو پھر نہ ایوان مین
جو ناپاک و بدشکل دیکھا اُسے
وہ مردار کھا کر ہوا جب کلان
بزرگون کی میرے جو کی چاکری
یہ سن کر ہوا تند وہ پیلتن
نہین ہی یہ گفتار اے نامور
بزرگان تھے واقف ترے سربسر
نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
مری مان بھی تھی دخت مہراب شاہ
دلیران ایران زمین چند بار
پذیرا نہ زنہار مین نے کیا
دلیری پر اپنی نہ مغرور ہو
کئی شاہ کھینچے تہ تیغ تیز
وہ دیو سپید اور اکوان دیو
چھڑایا شہنشاہ کاؤس کو
کئی بار دی مین نے اسکو شکست
نہ کر جنگوئی جو کچھ ہے تمیز
یہ چاہے تھا اُسدم کہ وان بیدریغ
ستم گر روا رکھیے مہمان پر
فلک رتبہ ہی گرچہ تو لیک ہے
تو کرتا رہا روز و شب چاکری
کیا ایک عالم کو آتش پرست
غضب پُر بلا تھا مرا ہفتخوان
مرا دان نہ کوئی مددگار تھا
تیرے ساتھ ہوتے اگر وہ ہزار
کرون کیا مین اپنی زبان سے بیان

پس آرام سے بیٹھ مے نوش کر
یہ کہہ کر گیا بیٹھ بے رنج و غم
کہ ہی نسل سے دیو کی زال زر
وہین چھوڑ آیا بیابان مین
تو سیمرغ نے بھی نہ کھایا اُسے
تب آیا وہ پھر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبۂ سروری
زبان پر یہ تندی سے لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہی خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تھا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہتے تھے مجھے شہریار
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیوون کو وقت ستیز
کہ تھا گرد عالم مین جنکا عزیز
یل گیو و گستہم اور طوس کو
گیا پیش اُسکا نہ کچھ زور دست
نہ کھو رائگان اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کھینچیے زیر تیغ
تو لطف و مروت سے ہی دور تر
پرستندۂ بادشاہان کے
شہی مین نے کی بلکہ پیغمبری
کیا مین نے گردن فرازونکو پست
کہان اسقدر تھا ترا ہفتخوان
فقط رخش و گرز گرانبار تھا
دلیران جنگی و مردان کار
کہ ہی اس حقیقت سے واقف جہان

کہا پھر سوے دست چپ بیٹھ تو
ہوا پھر سپہدار چین بر جبین
سیہ جرہ و چہرہ موے سفید
کہ کھا جائین اُسکو کہین جانور
وہین پاس بچون کے وہ لیگیا
پسر ایک بھی سام رکھتا نہ تھا
تو پیدا ہوا زال سے بعد ازان
کہ حرف پراگندہ و ناسزا
تو ہی طفل بیعقل و نادان ابھی
کہ ہی پشت سے سام کی گرد زال
سمجھ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تھا اُسکا پنجم پدر
یہ کہتے تھے رکھ سر پہ تاج مہی
وگرنہ پہونچتی تمھین کب شہی
تو مانند میرے دلاور نہین
شکستہ کیا مین نے وہ ہفتخوان
ملائے وہ دم مین تہ خون و خاک
سپہدار توران تھا افراسیاب
کیا مین نے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہی میہمان
یہ بولا کہ مین نے کہے حرف نرم
جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
کہ ایران سے تا روم و توران و چین
بسان دژ روئین اے نامدار
وہ بولا سوے ہفتخوان وہ ہزار
وہ دیوان خونخوار جنگ آوران
نہ ساتھ اُنکے ہوتی تجھے تاب جنگ
کہ کیخسرو عدل گستر نے جب

یہ ہنس کر لگا کہنے اے نامجو
خفا ہو کے رستم سے بولا وہین
ہوا دیکھ کر سام اسے ناامید
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
کھلاتا تھا مردار صبح و مسا
اُسے لاجرم پھر پذیرا کیا
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پر نہ لا
نہین تجھ کو زنہار کچھ آگہی
نریمان سے تھا سام فرخ خصال
کہ ہین یعنی یکجدی تم اور ہم
جہانگیر و شاہنشہ نامور
تو کر ملک ایران مین شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرماندہی
دلیری و گردی مین ہمسر نہین
نہ گذرے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسی کو نہ تھی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران ہی آفاق گیر
ہوا پر غضب سن کے اس بات کو
یہ گرد آپ ہی یعنی آیا یہان
تو کیون مثل آتش کے ہوتا ہی گرم
تو حاصل ہوا تجھ کو یہ عز و جاہ
مروج کیا تازہ آئین و دین
نہ تھا حصن مازندران استوار
گئے تھے ترے ساتھ جنگی سوار
کہ مین نے کیے کشتہ تنہا وہان
گریزندہ ہوتا تو بس بیدرنگ
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج تب

شکستہ ہوئے نیزے پھر بید سریغ
شکستہ ہوئین تیغ بھی سر بسر
نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر

لگے کرنے باہم رہا زخم تیغ
گرے گرز بھی ہاتھ سے ایکبار
رہے کام سے دست مردان کار

ہوے رزم جو مثل پیل دمان
کیا زور گرچہ رہ کین سے
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے

لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زرہ پارہ اور چاک برگستوان
ہوے سست گردان جنگ آوران

زبون سخت اسپان گردان ہوے
زدارہ کو تھا جنگ مین کچھ نہ صبر
خرد شان ہوا مثل غرندہ ابر

نہ کچھ زور دان پیش ہرگز کیا
کہ اے نامدار و اگر مرد ہو
تو ہو فوج زابل سے پیکار جو

وہان جاکے کہنے لگا نا سزا
پے کینہ خواہی شتابان ہوا
طرح شیر نر کے خرد شان ہوا

جوان مرد نوشادر نامدار
وہین گرد ایوام زور آزما
کہ شاگرد تھا رستم گرد کا

وہ مجھ سے کرے آن کر کارزار
زدارہ پھر اتنے مین آیا دوان
لگا کہنے میدان مین کرنے فغان

ولے خاک و خون مین ملا بیدرنگ
پھر اک گرز مارا جو بالاے سر
ہوا کشتہ نوشادر نامور

کروں غرق خون اکدم مین تجھے
پھر اک گرز مارا جو بالاے سر
ہوا کشتہ نوشادر نامور

نہ ایوام ہرگز سمجھنا مجھے
پھر اک گرز مارا جو بالاے سر
ہوا کشتہ نوشادر نامور

ترا دشمن جان ہے تاجور
تجھے اسلیے اُسنے بھیجا ادھر
کہ تو کشتہ ہووے مرے ہات سے
نہین آگہی تجھکو اس بات سے

نہ ہو کار فرما جوانی پہ تو
نہ کر پہلوانی مرے روبرو
گزند اپنی جان پر تو مت رکھ روا
نہ بدنام کر مجھ کو بہر خدا

وہ بولا کہ دیتا ہی تو کیا فریب
نظر مین ہی میری فراز و نشیب
حضور پدر لے چلون باندھکر
کرون یا تجھے قتل وقت سحر

پسر کو برادر کو اور باپ کو
تو آلیکے میدان مین اے کینہ جو
کہ آنکھون سے دیکھین ترا حال زار
کرین غم سے ماتم وہ لیل و نہار

لگا کہنے رستم کہ اب کیجیے کیا
نہین چارہ گر آئی تیری قضا
بوقت دغا آئے گا یہ نظر
کہ ہون نوحہ گر کس کے پور و پدر

یہ کہہ کر سوِ خانہ رستم گیا
حضور پدر یون گذارش کیا
کہ ہی بر سر کینہ اسفندیار
نہین اور چارہ بجز کارزار

کہے زال نے پھر سخنہاے پند
لگا کہنے تب رستم ارجمند
کہ نالائق و سخت کہہ کر مجھے
کہا بچۂ دیو اُس نے تجھے

نہین صبر کی تاب اب زینہار
کرون جنگ ساتھ اُسکے اے نامدار
یہ سُن کر کیا چشم کو اُس نے تر
لگا پوچھنے تب یل نامور

کیے کس لیے تو نے دیدے پُر آب
دیا زال زر نے اسے یہ جواب
کہ گر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
تو خانہ خرابی ہو پھر بیدرنگ

جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو ہو نام بد پیش اہل جہان
رکھین پھر کیان ہم سے کینہ سدا
تہمتن نے سُن کر یہ پاسخ دیا

تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
کہ جیتا پکڑ لاؤن تیرے حضور
کرون پیشکش اُسکے پھر گنج و زر
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر

لگا کہنے ہنس کر وہ مرد کہن
کہ ہرگز زبان پر نہ لا یہ سخن
وہ اسفندیار جوان پہلوان
دلیر و جہانگیر و کشورستان

زبون جسکے آگے ہو فغفور چین
جہان مین کوئی جسکا ہمسر نہین
تو کہتا ہی میدان مین جب جاؤن مین
اُسے پشت زین سے اُٹھا لاؤن مین

یہ ہی عقل سے دور اے مرد گرد
سمجھ دل مین اپنے تو ہی سالخورد

## جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

گیا صبحدم رستم پہلوان
پئے جنگ اسفندیار جوان
تہمتن نے جسدم کہ پہنی زرہ
تو پھر زال نے اُسکی باندھی گرہ

زوارہ کو سالار لشکر کیا
زوارہ سے یون زال زر نے کہا
کہ بر وقت تو یاوری کیجیو
تغافل کو وان راہ مت دیجیو

شتابان ہوا جبکہ وہ پیل تن
لگا تب دعا کرنے مرد کہن
کہ یارب تو اسکا مددگار ہی
سوا تیرے کون اسکا اب یار ہے

زوارہ سے بولا یل نامور
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر
یہ کہہ کر اکیلا وہ جنگی سوار
روانہ ہوا سوے اسفندیار

یہ تسوین نے جانا اُسے دیکھ کر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور
لگا کہنے یون پیش اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اے نامدار

سوِ شہ بصد گونہ لطف و عطا
تو لے جا تہمتن کو بے بند پا
وہ بولا کہ لا جوشن اے نیک مرد
کہ ہی ساتھ رستم کے عزم نبرد

کہا اُسنے تجھ کو ہی عزم ستیز
مرا دل ستیزہ سے ہی ریز ریز
دو مرد دلاور جو ہون رزمجو
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو

ہوا سن کے پُر درد دل مرد کا
ولے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا
تہمتن نے پھر اُس جوانمرد کو
یہ بھیجا پیام اے یل نامجو

مرے ساتھ گر تجکو ہی عزم جنگ
تو ہو کر سوار اب تو آ بیدرنگ
یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار
کہ تنہا ہی اب رستم نامدار

مجھے بھی ہی یہ لازم اے شیر مرد
کہ جاؤن مین تنہا براے نبرد
تو استادہ ہو دور لیکر سپاہ
کہ رستم سے جاکے مین ہون رزم خواہ

ولے دیکھنا جبکہ ہی وقت تنگ
کرون مین اشارہ تو پھر بیدرنگ
مدد میری تم کیجیو آن کر
یہ کہکر زرہ کرکے پھر زیب بر

دلیرانہ شبرنگ پر ہو سوار
گیا جانب رستم اسفندیار
تہمتن نے اس سے کیا یہ بیان
کہ کمتر ہی میری سپہ اے جوان

بہت مین سواران ایران دیار
ولے چاہتا ہون مین یون ایکبار
کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کرین جنگ گردانہ بیرنج و غم

کہ جوہر ہو ہر ایک کا آشکار
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو
فقط ہو وین ہم تم بہم رزم جو

مدد کو نہ آوے کوئی زینہار
ہوا عہد و پیمان بہم استوار
ہوے گرم کین ہر دو شیر ژیان
ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان

قوی بازو و سخت ہی زورمند
مرا تیر سندان سے کرتا گذر
اگر زور کرتا مین کہسار پر
نہ وہ جنگجو پشت زین سے ہلا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام
نہ پھر ہاتھ آوے نہ میرا نشان
تو پھر آکے ایوان مین اسفندیار
جو ہوتا یہان آج وہ شیر مرد
بلاؤن مین ناچار سیمرغ کو
تو پر کو مرے تو جلانا ضرور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر
ستمگار کمبخت اسفندیار
ہوے گرم پیکار انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر
پیا خون کو اور ملے اپنے پر
لگا کہنے سیمرغ سے نام جو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند
سو ہفتخوان یہ جوان جب گیا
تو گر اُس جوان سے رہے دور تر
کہین دور جاوے تو اسفندیار
وہ بولا کہ اے رستم نامدار
غرض نخل گز اک نیستان مین تھا
بنا اسکا تو اک دوشاخا خدنگ
کرے جو کوئی کشتہ اس مرد کو
دلے کور کرنے سے اُسکے ضرر
وہان تیر بیٹھے بہ حکم خدا
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان
لگاے دو پیکان زہر آبدار
کہ میدان مین آیا سوار دلیر

تنومند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا اُس پہ کچھ کارگر
تو برکندہ کرتا اُسے اے پدر
کہون کیا کہ اس قوت و زور کا
وگرنہ مرا کام کرتا تمام
کرے جستجو گرچہ جنگی جوان
کرے ہم کو یکسر گرفتار و خوار
تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
ترے واسطے اُس سے ہون چارہ جو
کہ فی الفور پہونچونگا تیرے حضور
گزارش کیا یون کہ اے زال زر
ہوا آکے پرخاش کا خواستگار
بہم رستم گرد و اسفندیار
کرون چارہ اسکا مین اب زود تر
ہوے زخم اچھے وہین سربسر
کہ اے شاہ مرغان مددگار ہو
توانا و گردن کش و زورمند
مرا جفت دان ایک سیمرغ تھا
تو بہتر ہی اے رستم نامور
کریگا ہمین باندھکر سخت خوار
مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
تہمتن سے سیمرغ نے یون کہا
سحر جا کے میدان مین ہو گرم جنگ
وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہ ہو
نہ پہونچے ذرا شوق سے کور کر
یہ سن کر ہوا خوش وہ زور آزما
گیا سیستان سے سو آشیان
ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
یل نامور رستم شیر گیر

مری تیغ بران تھی خارا شگاف
نہ مغلوب آیا بد اندیش ہاے
پکڑ کر کمر بند اسفندیار
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار
بس اب تاب پیکار مجھ کو نہین
کہا زال زر نے یہ سن کر سخن
کرون کیا کہ ہی ان دنون سوے غور
نہین اسقدر فرصت اے وائے اب
کیا اُسنے وعدہ یہ مجھ سے کہ ہان
بلندی پہ کر آتش افروختہ
مجھے کس لیے اب کیا تو نے یاد
نیاز اس سے ہم نے کیا بیشتر
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش
طلب رخش و رستم کو کرکے وہان
ہوا رستم و رخش پھر تندرست
یقین ہی اگر تو مرا ہووے یار
مجھے اور تجھے ہی یہ قدرت کہان
مقابل جو ساتھ اُسکے آکر ہوا
یہ سن کر ہوا زال گریہ کنان
بتا کوئی تدبیر بہر خدا
گذر کرکے دریا سے بیرنج و غم
کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر
پھر اُس تیر کو اے یل نامدار
نہین خوب ہی قتل اسفندیار
یہ خاصیت اُس چوب کی ہی بیان
پھر آئے وہ دونون وہین پیش زال
جوانمرد رستم نے پھر بیدرنگ
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان

سنان توڑتی تھی دل کوہ قاف
نہ کچھ زور بازو گیا پیش ہاے
کیا زور ہر چند پر زینہار
کہین مین نے دیکھا نہین زینہار
نکل جاؤن ناچار یان سے کہین
کہ گر تو نکل جائے اے پیلتن
یل نامور بر زدے پیل زور
کہ اُس پہلوان کو کرون یان طلب
جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہان
جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور
بلا وقت پیری یہ آئی ہی پیش
جو دیکھا تو ہی خون بدن سے روان
توانا و زور آور و چاق و چست
تو ہووے زبون گرد اسفندیار
کہ ہون ساتھ اُسکے ستیزہ کنان
تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا
کہا یون کہ گر رستم پہلوان
تو دام غم و رنج سے کر جدا
گئے اک نیستان مین دونون بہم
اسے راست کر رکھ کے تو آگ پر
رہا کر سو چشم اسفندیار
خرابی ہی قاتل کی انجام کار
تمنا ہو ناوک فگن کی جہان
ہوا زال مسرور و شادان کمال
مرتب کیا اک دوشاخا خدنگ
حریف جفا کیش تھا گرم خواب
کہ اے مرد اسفندیار جوان

جوان مرد مہر پوش پہلوان
دگر پور اسفندیار جوان

دوان کرکے شبدیز کو بیدرنگ
شتابان ہوا سوے میدان جنگ

فرامرز اُس کے مقابل ہوا
فرامرز نے قتل اُس کو کیا

نہ کشتہ ہوے صرف دو نامدار
ہوے قتل ایرانیان بیشمار

وہین پیش اسفندیار جوان
کیا جاکے بہمن نے یکسر بیان

کہ لشکر نے زابل کے بیخوف و باک
کیا آکے ایرانیون کو ہلاک

دو فرزند تیرے ہوئے کشتہ اب
سپہدار سُن کر ہوا پُر غضب

تہمتن سے بولا کہ اے بدنشان
نہین ہی یہ آئین گردنکشان

بہ نزدیک نام آوران زمن
سزاوار نفرین ہی پیمان شکن

ہوا سن کے غمگین و شرمندہ سخت
لگا کہنے پھر رستم نیک بخت

کہ سوگند جان و سر شہریار
نہین ہی مجھے آگہی زینہار

پئے جنگ مین نے نہین کچھ کہا
نہین بہر پرخاش میری رضا

کیا جسنے اب جنگ مین ارتکاب
کرون اُسکو قتل اور اسیر و خراب

برادر کو اور پور کو باندھ کر
حوالے کرون تیرے اے نامور

اُنھین شوق سے قتل کر تو یہان
کہ تیرے گنہگار ہین بے گمان

وہ بولا بفرمان یزدان پاک
کرونگا عوض اُنکے تجکو ہلاک

یہ کہہ کر ہوے پھر وہ مشغول جنگ
دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ

خدنگ یل رستم نامدار
نہ ہوتا تھا کچھ کارگر زینہار

ولے تیر اسفندیار جوان
کہ آئے پیاپے سوے پہلوان

ہوا اس سے مجروح و ریش و نگار
تن رخش و جسم دلاور سوار

لگے زخم کاری جو اُس رخش پر
سوار دلاور تب آیا اُتر

ہوا رخش پھر سوے خانہ دوان
پیادہ رہا رستم پہلوان

زوارہ ہوا دیکھ کر دردمند
گیا وہین پیش یل ارجمند

یہ دیکھا کہ بس خستہ ہی پہلوان
بدن سے تہمتن کے خون ہے روان

بسوے بلندی گیا نامدار
لگا کہنے تب ہنس کے اسفندیار

کہ افسوس اے گرد جنگ آزما
زبون ہوکے میدان سے تو ہٹ گیا

جہان مین ترے زور کا تھا غریو
تری تیغ بران سے کانپے تھا دیو

کہان ہی تری تیغ زہر آبدار
کہان ہی ترا تیر پہلو گزار

ترا زور بازو گیا اب کہان
کہان ہی ترا اب وہ گرز گران

زوارہ نے گھوڑے پہ انجام کار
کیا رستم نامور کو سوار

پیادہ ہوا آپ مانند شیر
گیا بہر جنگ آزمائی دلیر

کہا یون کہ اے گرد اسفندیار
ترے ساتھ کرتا ہون مین کارزار

یہ چاہے تھا اسفندیار جوان
زوارہ سے ہووے ستیزہ کنان

کہ اتنے مین رستم نے اُس سے کہا
زوارہ سے مت ہو نبرد آزما

کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار مین
نہین تجھ سے کچھ دست بردار مین

مجھے کیا تصور کیا تو نے اب
تہمتن سے بولا سپہدار تب

کہ احوال معلوم ہی سب ترا
سراپا ہی زخمی بدن اب ترا

اگر اب بھی راضی ہو تو بند پر
تو بہتر ہی اے رستم نامور

وہ بولا کہ جاری ہی گر تن سے خون
ولیکن نہین تن ہوا کچھ زبون

ہوا روز آخر اب اے نامور
کرون جنگ پھر تجھ سے وقت سحر

غرض رزمگہ سے دو جنگ آوران
ہوے شام کو سوے خانہ روان

ہوا غم سے بیٹون کے اسفندیار
نہایت پریشان دل و بیقرار

کیا اُنکے تابوت کو پھر روان
سوے شاہ گشتاسپ کیوان نشان

لکھا یون کہ اے خسرو پاک دین
ترے حکم سے مجھ کو چارہ نہین

ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا
خدا جانے کل پیش کیا آئیگا

پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان
کہ آدم نہین رستم پہلوان

سرشت اُسکی ہی آہن و سنگ سے
مجھے اُسکی اندیشہ ہی جنگ سے

بہت زخم شمشیر و گرز گران
رہا مین نے اُسپر کیے اے جوان

ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
کسی سے نہ عاجز ہوا نامور

کیا تیر سے اس کو آخر زبون
ہوا جوشن و کالبد غرق خون

یقین ہی کہ جانبر نہو وقت شب
مبادا رہے زندہ گر ہے غضب

ادھر تھا تردد مین اسفندیار
اُدھر پہلوان رستم نامدار

گیا جبکہ ایوان مین نزدیک زال
اور اُسنے تہمتن کا دیکھا یہ حال

کہ مجروح و خستہ ہے سر تا بپا
جراحت پر اُسکے تاسف کیا

کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم
ہمارے نصیبون مین تھا ہی ستم

برادر پدر مادر و پور و زن
لگے رونے سب مردم انجمن

کیا بستہ زخمون کو مرہم لگا
تہمتن نے پھر زال سے یون کہا

کہ روئین تن اسفندیار دلیر
مقابل نہین جسکے عفریت و شیر

لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا — مٹے کیونکہ لوح جبین کا لکھا — اسے اب تو اے رستم پہلوان
سکھا پہلوانی کے سارے ہنر — بتا رسم دولت اسے سر بسر — تہمتن نے دو ہین پذیرا کیا — زروے نشاط و مسرت کہا
رکھون اسکے سر پہ تاج و کلاہ — کرون شہ اسے بعد گشتاسپ شاہ — یہ تسوین سے بولا پھر سفندیار — کہ گور و کفن کا ہون امیدوار
روانہ ہو تو سوے گشتاسپ شاہ — یہ کہ جا کے اے خسرو دین پناہ — مجھے تو نے بھیجا پئے قتل یان — ہوئی تیری دولت سے برباد جان
ہوئی بارے اب تیری حاصل مراد — تو کر سلطنت شوق سے شاد و شاد — ولیکن بروز جزا بے گمان — کرے داوری داور دادران
مری مان سے کہو کہ ہووے صبور — کرے دل سے اپنے غم و رنج دور — نہین فائدہ گریہ سے زینہار — قضا پر کسی کا نہین اختیار
کہا پھر وہین کھینچ کر سر دوم — کہ گشتاسپ سے مجکو پہونچا ستم — کیا طائر جان نے پرواز پھر — ہوا نالہ و گریہ آغاز پھر
لگے رونے تسوین و بہمن وہان — سوے رستم و زال گرم فغان — وہ تسوین گیا سوے ایران دیار
ادھر آئے بہمن کو لے اپنے گھر — اُدھر لیکے تابوت اسفندیار — یہ بہمن ہی فرزند اسفندیار
کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک — یل نامور رستم و زال زر — زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار — عجب کیا جو یہ تجھ سے ہو ہم نبرد
مناسب نہ تھی تربیت اسکی تان — دل اسکا نہ ہووے کیونکر پاک — برادر بھی اسکے ہوے قتل مرد — کہ لاوین وصیت نہ کیونکر بجا
جو تسوین حضور شہ نامدار — کہ بدخواہ اپنا اُسے بے گمان — زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا — لگین کہنے رو رو کے یون آشکار
نہ رستم نہ سیمرغ نے زال و زر — گیا لیکے تابوت اسفندیار — ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان — عبث ہی یہ پھر تجھ کو اندوہ و غم
نجالت سے تھا بادشہ سرفرو — گشودہ ہی تو پور کا اے پدر — زوارہ رکھ کے جان پسر پہ ستم — کیا نعش کو دفن انجام کار
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو — کہ نفرین تھی ہر سمت شاہ کو — پشیمان ہوا شاہ عالی تبار — کیا ہین نے چون بندگان آشکار
بہت اُسکو دیتا تھا ہین گنج زر — کہ ہون بے خطا اے شہ نامور — حضور سپہدار اسفندیار — نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا
نہین چارہ تقدیر سے زینہار — یہ کہتا تھا ہردم کہ اے نامور — چلون پیش سلطان کشور کشا — ہنر اور آداب سکھلائے سب
جو کچھ حکم ہو اس کو لاؤن بجا — ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار — کیا تربیت پور کو اس کے اب — تو تسوین سے کہنے لگا تاجور
کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان — کہ ہون بندۂ شاہ کشور کشا — جو نامہ پڑھا شاہ نے سر بسر — درست و بجا ہی جو اُسنے لکھا
اُسے پند کی مین نے بھی چند بار — وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان — تہمتن ہی اصل مرین بے خطا — لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
اجل نے اُسے سخت جاہل کیا — اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار — نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز — نہین تیری تقصیر کچھ زینہار
یہان آئیو جب کردن مین طلب — یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا — کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامدار — روانہ کیا سوے ایران دیار
ہوا دیکھ کر شاد فرمان روا — روان کر تو بہمن کو بالفعل اب — تہمتن نے بہمن کو باصد وقار — شغاد لعین کی سنو داستان
ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا — یہ قصہ تو مین کر چکا اب بیان

## تولد شدن شغاد پسر زال از طبطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکھے ہی یہ فردوسی بے نظیر — کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر — یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ — کہ سام و نریمان تھے میرے برگ
اُسے قصۂ خسروان یاد تھا — کہا اُسنے مجھ سے یہی ماجرا — کہ رستم سے اسفندیار جوان — ہوا اس طرح سے ستیزہ کنان
کہی بعد ازان داستان شغاد — کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد — پھر اُس قصہ کو نظم مین نے کیا — غرض اس طرح سے ہی یہ ماجرا
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا — اور اک اُس سے فرزند خوشحال ہوا — رکھا زال نے نام اُسکا شغاد — بخوبی یہ بولا کہ اے خوش نہاد

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو
کہ آیا پھر اب رستم جنگجو

مرے دل مین تھا وقت شب یہ گمان
کہ جانبر نہو ویگا یہ پہلوان

ذرا دیکھ احوال اسکا ہی کیا
مگر اُسنے زخمون کو بستہ کیا

بسوے تہمتن پشوتن گیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہی کیا

سوا اسکے اک زخم کاری نہ تھا
پشوتن نے آکر جوان سے کہا

دلیری سے اُسکی مجھے ہی خطر
مناسب ہی اب یون کہ اے نامور

خفا ہو پشوتن پر اسفندیار
گیا وہین میدان مین ہو کر سوار

نہین زخم کا اب اثر زینہار
ترا باپ شاید کہ ہے سحر کار

تجھے آج خستہ کرون اسقدر
کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھ کر

مرے جسم پر اے یل نامور
نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر

کہ مت رزمجو ہو سر صلح آ
تو بخش از سر لطف میری خطا

قسم ہی نہ پھر عذر ہرگز کرون
ترے ساتھ پیش شہنشہ چلون

وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
اگر زندگی تجھ کو منظور ہے

مرے قید کرنے سے اب درگذر
عوض اسکے لے مجھ سے تو گنج و زر

تجھے پیشکش دون زر دے نیاز
تو کر رحم اے سرور سرفراز

خدا کے بھی فرمان سے ہی حکم شاہ
زیادہ ترا اے رستم کینہ خواہ

وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
نہ دے جان بامید تاج و سریر

تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
یہ کہکر وہین لیکے تیر و کمان

تہمتن نے اُسدم یہ مانگی دعا
کہ کرتا ہون مین عاجزی یا خدا

پذیرا یہ کرنا نہین زینہار
کیا چاہتا ہی مجھے سخت خوار

عقوبت نہ رکھ پھر تو مجھ پر روا
نہ کر مجھ پہ ثابت گناہ و خطا

رکھا مرد نے سر کو زین پر نگون
روان اُسکی آنکھون سے تھی جوے خون

ولیکن نہ ہرگز گرا اے جوان
ہوا مین نہ زنہار نالہ کنان

یہ دیکھا تو تسوین و بہمن وہین
ہوے سخت غمناک و اندوہگین

کیا چارۂ چشم اسفندیار
ہوا کچھ نہین فائدہ زینہار

نہ تنہا ہوا زال زر شاد کام
ہوے خرم و شاد مردم تمام

کہ دنیا مین خونریز اسفندیار
نہ زندہ رہے دیر تک زینہار

جہان آفرین ہر زمان یار ہو
شب و روز تیرا مددگار ہو

بروز دگر پیش اسفندیار
گیا زال اور رستم نامدار

اُٹھا سن کے آواز اسفندیار
پشوتن سے بولا کہ اے نامدار

کہون کیا مین کاری تھا ہر زخم تیر
تعجب کہ ہی ہوشمند و دلیر

وہی رخش ہی یا ہی رخش دگر
شتابی سے اب جلد لا یہ خبر

رکھون ہو نہین وہ داروے جان نواز
کہ ہر زخم کی پل مین ہو چارہ ساز

کہ دیروز سے چاق ہی پہلوان
نہین نام کو بھی کہین کچھ نشان

تو پرخاش کو دل سے کر اپنے دور
تہمتن کے ساتھ آشتی ہی ضرور

تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
ہوا تھا تو کل خستہ و ناتوان

کیا اُسنے جادو سے پھر تندرست
کہ آیا تو میدان مین پھر چاق و چست

وہ بولا کہ جی مین نہ رکھ یہ ہوس
اُٹھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس

کرون گا تجھے کشتہ انجام کار
گزارش یہ کرتا ہون مین بار بار

مرے گھر ذرا چل کے مہمان ہو
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو

کرے لطف یا قتل یا مجھ کو بند
جو چاہے کرے خسرو ارجمند

تو پابند ہو کر مرے پاس آ
تہمتن نے اُسکو یہ پاسخ دیا

دُر بے بہا تاج گوہر نگار
کنیزان مہ طلعت و گلعذار

کہا اُسنے بیہودہ گوئی نہ کر
نہین چاہیئے مجھ کو یہ گنج و زر

تجھے لیچلون دست و پا باندھکر
کہ بخشے مجھے تخت و افسر پدر

ہوا پر غضب سرور کینہ جو
کہا یون نہ کر اور کچھ گفتگو

کیا سوے رستم روان ایک تیر
بطرز پسندیدہ و دلپذیر

زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز
خوشی سے مین دیتا ہون ہر ایک چیز

تو یاور ہو میرا کہ ہون بیدرنگ
مخالف کی آنکھین نشان خدنگ

یہ کہہ کر کیا تیر گز کو روان
سو چشم اسفندیار جوان

پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
صد و شصت کھائے تھے مین نے خدنگ

تو اک تیر کھا کر ہوا دردمند
رکھا زین پہ سر تو نے اے ارجمند

کیا اپنی آنکھون کو غم سے پُر آب
اُسے لیگئے سوے خیمہ شتاب

تہمتن گیا پھر حضور پدر
یہ دی زال زر کو نوید ظفر

دلے زال بولا کہ اے نامور
یہ اختر شناسون نے دی ہی خبر

تری جان کا ہی خطر اب مجھے
رکھے رنج سے دور ایزد تجھے

وہ بولا کہ میری نہین کچھ خطا
کیا جو کچھ اُس کینہ جو نے کیا

ہوے دونون جا کر وہان عذر خواہ
وہ بولا نہین کچھ تمھارا گناہ

وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
بہت تو نے خونریزی خلق کی

سپہدار کابل نے یون پھر کہا
کہ اب نوشدارو تجھے دون پلا

تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر
ٹپک نوشدارو کو تو اپنے گھر

سدا کون رہتا ہے زیر فلک
جہان مین رہون مین بھلا کب تلک

کہ کاؤس و کیخسرو و کیقباد
گئے بادشاہان فرخ نہاد

دلیران دگر دنکش و نامجو
گئے اس جہان سے مرے روبرو

جو پوچھو تو مین یان رہا دیر تر
بس اب یان سے کرتا ہون مین بھی سفر

فرامرز جنگی دلاور جوان
مرا کینہ لے تجھ سے آکر یہان

شغاد نگون بخت سے پھر کہا
ہوا وہ کہ چاہے تھی جو کچھ قضا

وے تاب جنبش نہین اب مجھے
درندون نے چھوڑا بھلا کب مجھے

تو بہر خدا دے خدنگ و کمان
امن مین رہون تا درندون سے یان

دیا اُسنے ہنسکر کمان و خدنگ
وہین اُسنے مارا اُسے بیدرنگ

پس نخل گرچہ چھپا بد نہاد
ہوا سفتہ لیکن درخت شغاد

کیا وہین رستم نے شکر خدا
کہ بدخواہ سے اپنا کینہ لیا

تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی
توقف کی اکدم نہ فرصت ہوئی

زوارہ بھی اور سارے ہمراہیان
ہوے چاہ مین کشتہ خرد و کلان

ولیکن سوار ایک باقی رہا
سو وہ سیستان مین شتابی گیا

کہا اُسنے یہ ماجرا سر بسر
یہ سنکر ہوا زال زر نوحہ گر

لگی رونے رستم کی مان زار زار
یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار

ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد
گیا اور باقی رہا رنج و درد

یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان
کرے خانمان سب بتہ بے گمان

بدی اسکی طینت سے ہو دور تر
بسوے نکوئی تو ہو راہبر

وہان کا [illegible] شاہ نیکو سیر
قرابت وہ رکھتا تھا با زال زر

اُسے ایک دی دختر دلستان
کیا کتخدا اس کو با عز و شان

سپہدار کابل سے بولا شغاد
کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد

قرابت پہ میری نہ کی کچھ نظر
لحاظ اُسنے بس کم کیا سر بسر

یہ بولا کہ مجھ کو ذرا اب بتا
کہ ہی قتل کی اُسکے تدبیر کیا

کرون جا کے رستم سے تیرا گلا
غضبناک ہو وہ یہان آئیگا

وہان رکھ کے تیغ و سنان و تبر
سر چاہ خس پوش کر سر بسر

غرض شاہ کابل سے وہ شور بخت
لگا کرنے اک روز گفتار سخت

سپہدار کابل ہوا تند و گرم
وہ بولا کہ آتی نہین تجھ کو شرم

کہے ہی یہی رستم شیر زاد
کہ میرا برادر نہین ہی شغاد

برادر جو تیرے ہین دارا حشم
تجھے چاکرون سے سمجھتے ہین کم

کہا یون کہ نالائق و ناسزا
سپہدار کابل نے مجھ کو کہا

چلون شہر کابل مین لیکر سپاہ
کرون قتل اُس کو بحال تباہ

سو شہر کابل شتابان ہوا
سپہدار کابل ہراسان ہوا

برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان
یہ بولا کہ اے نامدار جہان

سر رحم آیا یل نامدار
کیا شاہ کابل کا افزون وقار

شغاد نگون بخت نے بعد ازان
کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان

لگا کرنے تعریف نخچیر گاہ
کہا پھر کہ اے گرد با عز و جاہ

زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
شغاد و سپہدار بھی ساتھ تھا

سو چپ گیا رستم نامور
کہ خس پوش تھے چاہ کندہ جدھر

نئی خاک کی وان جو کچھ پائی بو
ہوا شبہہ رخش صبا گام کو

ہوا گرم پھر رخش چون شیر مست
ولیکن گرا چاہ مین کر کے جست

دوبارا اُڑا جبکہ پھر باد پا
تو پھر دوسرے چاہ مین جا پڑا

ولے رخش نے جست کی اُنسے بھی
نہ آیا نظر پھر بھی روے بہی

ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن

ہوے دشمن جان ز روے جفا
دغا سے یہان قتل مجھ کو کیا

ترے کام کی خاطر آیا یہان
کہ ہووے فزون تیری توقیر و شان

مناجات کی زال زر نے وہین
کہ یا کردگار جہان آفرین

ہوا جبکہ القصہ وہ نوجوان
کیا زال نے سوے کابل روان

ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد
تو اُس شاہ نے تب بحسب مراد

حضور یل رستم کینہ خواہ
سدا باج بھیجے تھا کابل کا شاہ

ہوا مین تہمتن سے ناشاد اب
نہ آئی اُسے شرم ہی یہ غضب

یہ جی مین ہی رستم سے ہون کینہ خواہ
کرون قتل اُسکو بحال تباہ

کہا اُس نے یون اے شہ نیک روز
دل آزردہ ہون تجھ سے مین ایکروز

تو یان ایک تیار کر صید گاہ
اور اُس راہ مین کندہ کر چند چاہ

نگون بخت نے جسطرح سے کہا
سپہدار نے اُس طرح سے کیا

کہ مین ہون سپہدار عالی گہر
تری ذات مجھ سے نہین خوب تر

نہین یاد کرتا تجھے زال زر
نہین پوچھتا گاہ تیری خبر

نہین نسل سے سام یل کی ہی تو
نہین کچھ تری زینہار آبرو

ہو سن کے دلگیر و پُر غم شغاد
حضور تہمتن گیا بد نہاد

دیا اُسنے بوسہ سر و چشم پر
کہا اُسنے اندیشہ کو دور کر

کرون تجھ کو کابل کا پھر شہریار
یہ کہہ کر وہین رستم نامدار

ہوا آکے حاضر ز روے نیاز
پیادہ حضور یل سرفراز

ہوئی مجھ سے مستی مین صادر خطا
تو کر عفو از راہ لطف و عطا

اُسے شاہ کابل نے مہمان کیا
بجا بندگی لا کے شادان کیا

وہان لے چلو رستم گرد کو
غرض ایک دن وہ شہ کینہ خو

تو مشغول صید افگنی چل کے ہو
یہ سن کر وہین رستم نامجو

ہوے حیلہ سازی سے لیکر روان
سو راست دونون شقاوت نشان

غرض چاہ کے پاس جسدم گیا
تو پھر رخش نے وان توقف کیا

ہوا رستم پہلوان شرمگین
جڑا رخش پر تازیانہ وہین

ہوا خستہ در یش رخش دسوار
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار

وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
ہوا چاک و خستہ بدن سر بسر

کنوین سات اسطرح سے تھے وہان
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان

یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
ستمگر شغاد اور کابل کا شاہ

لگا کہنے منھ کر کے سوے شغاد
کہ تھا بھائی تیرا مین اے بد نہاد

مرے ساتھ کیون تو نے یہ کی دغا
مجھے کس لیے ہاے ضائع کیا

روز چہارم چلی باد سخت
ہوے تیرہ گردان زابل کے بخت
ہوئی چشم تیرہ اٹی منھ پہ خاک
ہوے پہلوانان جنگی ہلاک

دلیران ایران تھے فیروز و شاد
کہ اُنکے پس پشت تھی تند باد
ہوے حملہ آور جو ایرانیان
گریزان ہوئی فوج زابلستان

ولیکن فرامرز جنگ آزما
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
ہوا شیر جنگی نہ روبہ مزاج
یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہی آج

اٹھایا تگاور سوے خیلگاہ
کہ تا شاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ
ولے پہلوان کے نہ تھے بخت یار
دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار

پیاپے بسوے سوار دلیر
دلیران ایران نے برسائے تیر
ہوا خستہ توسن فرامرز کا
پیادہ ہوا وہ نبرد آزما

دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ کین
کیے قتل گردان ایران زمین
فرامرز خستہ ہوا بعد ازان
یہانتک ہوا خون بدنسے روان

رہا ہوش اُسکو نہ کچھ زینہار
ہوا پھر گرفتار انجام کار
سر دار کھینچا اُسے پھر وہین
شہنشاہ بہمن نے از روے کین

کیا حکم پھر یون ز روے غضب
کرو مردم شہر کو قتل اب
وہ تسوین کہ دستور تھا شاہ کا
شہ نامور سے یہ کہنے لگا

نہین مردم سیستان کی خطا
روا رکھ نہ زنہار اُنپر جفا
رہا زال کو بھی تو کر بند سے
کہ کینہ تھا رستم کے فرزند سے

بجا لائیے شکر پروردگار
کہ حاصل ہوئی فتح اے شہریار
یہ گفتار سنکر ز روے عطا
رہا بند سے زال زر کو کیا

بدستور پھر اُسکو با عز و شان
کیا شاہ نے حاکم سیستان
بفتح و ظفر خسرو دین پناہ
گیا سیستان سے سوے تختگاہ

## رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شبستان مین ایک دن رات کو
گیا تھا شہ بہمن نامجو

پڑا تھا کہین راہ مین اژدہا
شہنشہ کو ناگاہ اُسنے ڈسا
فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر
نہ زنہار چارہ ہوا کارگر

یہ سمجھا وہین بہمن نامدار
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
ہما اُسکی دخت خردمند تھی
دیا اُسکو اورنگ و تاج شہی

وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر
تصرف مین لایا تھا اُسکو پدر
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ ہمخواب کرتے تھے دختر کو بھی

غرض اُس پریچہرہ کو حمل تھا
جہاندار بہمن نے اُسکو کہا
کہ جب اُس سے پیدا ہو کوئی پسر
کلاہ شہی اُسکے ہو زیب سر

وصیت یہ کرکے بسوے عدم
شتابان ہوا شاہ انجم حشم
جہان مین بصد عز و جاہ و جلال
شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال

## بر تخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

ہما دخت بہمن بجاے پدر
سریر شہی پر ہوئی جلوہ گر

کیا اُس نے آغاز جود و سخا
فقیرون کو یکسر تونگر کیا

سپہ کو دیا گنج و زر بیشمار
کیا خلق مین عدل لیل و نہار
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
حوالہ کیا دایہ کو زود تر

کہا یون کہ لیجا کہین اسکو دور
تو کر پرورش با نشاط و سرور
ولے پیش مردم یہ ظاہر کیا
کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا

ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب
کیا پھر اُسے اُسنے اکدن طلب
یہ سوچی ہما اپنے دل مین کہ گر
رہے شہر مین یہ ہما یون پسر

مبادا کہ واقف ہون یان مردمان
خلل میری شاہی مین ہو بیگمان
اُسے ایک صندوق مین بند کر
کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر

کہا محرمان سے یہ ہنگام شب
بہا دو اسے جاکے دریا مین اب
بجا مردمان لائے حکم ہما
دیا جاکے صندوق کو پھر بہا

وہ صندوق دریا مین وقت سحر
کہین ایک گاذر کو آیا نظر
نکال اُسکو گاذر وہین لیگیا
کنارے پہ لاکے اُسے وا کیا

وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد
جو دیکھا تو گاذر ہوا شاد شاد
خوشی سے اُسے پیش زن لیگیا
کہا اُس سے لا شکر ایزد بجا

ہوا فوت دیروز تیرا پسر
عوض اُسکے یہ طفل رشک قمر
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج
تو ہو مائل بہجت و ابتہاج

یہ دولت جو اُسکو میسر ہوئی
تو پھر زوجہ مسرور خوشتر ہوئی
رکھا طفل کا اُسنے دارا بنام
کیا دلمین اندیشۂ خاص و عام

کہ واقف ہو اس بات سے کوئی گر
مبادا کہ کچھ مجھکو پہونچے ضرر
تو اُس شہر سے جاے دیگر گیا
زن و کودک و مال لیکر گیا

فرامرز نے سخت ماتم کیا — غرض زال نے اُس سے پھر یون کہا
کہ جا سوے کابل تو لیکر سپاہ — سپہدار کابل سے ہو رزمخواہ
فرامرز جنگی ہوا پھر روان — سوے شہر کابل بفوج گران
دیے شاہ کابل ہراسان ہوا — سوے کوہ و دہین گریزان ہوا
فرامرز کو جب ہوئی آگہی — کہ ہی شاہ سے شہر کابل تہی
گیا لاجرم جانب صیدگاہ — جہان پہلوان سب ہوئے تھے تباہ
بیان کیجیے کیا صورت کشتگان — نہ تھا نام کو گوشت جز استخوان
دد و دام کھاتے تھے ہر صبح و شام — بیابان مین گوشت اُنکا تمام
زوارہ کے اور رستم گرد کے — وہ لیکر گیا استخوان دشت سے
کیے دفن زابل مین جا کر وہین — پھر آیا وہ کابل مین از روے کین
ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ — ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا — مظفر سپہدار زابل ہوا
فرامرز نے اُسکو از روے کین — کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہین
سوے شاہ گشتاسپ آتا ہون پھر — خبر شاہ ایران کی لاتا ہون پھر

## رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز — کہ یہ نامور بہمن نیک روز
کلاہ مہی کا سزاوار ہے — سوا اسکے شاہی کا حقدار ہی
ہوا کشتہ اُسکا پدر بے گناہ — اُسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
یہ کہکر بٹھایا اُسے تخت پر — رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر
کیا پھر پشوتن کو اُسکا وزیر — کہ تھا دانش و فہم مین بینظیر
ہوا پھر روان سوے ملک عدم — شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم
جہان مین وہ شاہ ہمایون خصال — رہا حکمران یکصد و بست سال
جہاندار بہمن شہ نامور — ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر
لگا کرنے داد و دہش صبح و شام — ہوے خرم و شادمان خاص و عام
ارادہ کیا پھر ز روے غضب — کہ زال و فرامرز سے چلکے اب
لیا چاہیے کین اسفندیار — سواران غرض لیکے یکصد ہزار
ہوا عازم سیستان بادشاہ — جو نزدیک دریا کے پہونچی سپاہ
یہ پیغام بھیجا سوے زال زر — کہ آیا ہون مین بہر کین پدر
بیابان مین اب لیکے تیغ و سنان — کرون بحر خون از سر کین روان
فرستادہ نے جا کے جب پیش زال — کہا یہ تو سنکر ہوا پُر ملال
کہا زال نے پھر عبث ہی یہ کین — کہ رستم کی تقصیر مطلق نہین
ہوا اب جو رونق فزا تاجور — کرون پیشکش اُسکے گنج و گہر
مرا قتل منظور ہی اُس کو گر — تو حاضر ہون پھیرون نہ زنہار سر
یہ کہکر بہت مال اُس کو دیا — فرستادہ پھر ہو کے رخصت کیا
ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال — مفصل کیا شاہ سے عرض حال
کہ جز طاعت خسرو نامدار — نہین کچھ ارادہ اُسے زینہار
ہوئی آتش قہر شاہی فرو — کہ سرکش نپایا ذرا زال کو
ہوا جانب شہر بہمن روان — وہین پیشوا زال آیا دوان
گیا زال کے گھر شہ نامدار — زر و گنج وان سے لیا بیشمار
یہ پوچھا فرامرز ہی اب کہان — وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
گیا ہی فرامرز بہر شکار — ہوا پُر غضب سنکے یہ شہریار
کیا پھر وہین زال زر کو اسیر — لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر
کہ اے شاہ میری ہی تقصیر کیا — اگر ہی تو رستم کی کچھ ہے خطا
نہین زندہ اب رستم نامدار — کہ تو جس سے لے کین اسفندیار
براے خدا مجھپہ اب رحم کر — مری عاجزی پر ذرا کر نظر
کہ مین آج چون کمترین بندگان — پیادہ ہوا تیرے آگے دوان
روا رکھ نہ بیداد انصاف کر — کہ رستم نے تجھکو سکھائے ہنر
ہوا بہمن اسبات سے خشمگین — رکھا زال کو بند از روے کین
یہ سنکر فرامرز جنگی سوار — سپہ لیکے آیا پئے کارزار
سواران ایران و زابلستان — ہوے از سر کین ستیزہ کنان
رہا تین دن گرم بازار جنگ — بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ

کہا اپنے دلمین کہ ہی بیگمان — پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان — فرزدن ترکیا رتبہ داراب کا — وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا
جو روز دگر قیصر کینہ خواہ — سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ — تو بولا یہ داراب سے رشنواد — اگر لیکر سپاہ اے خجستہ نہاد
تو قیصر سے اب جا کے ہو گرم جنگ — یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ — ہوا رد یون سے نبرد آزما — بہت فوج کو قتل اُسنے کیا
سر شام میدان سے وہ تاجور — سو خیمہ آیا بفتح و ظفر — دلیری یہ داراب کی رشنواد — ہوا دیکھکر دلمین مسرور و شاد
بہت آفرین کی جوانمرد پر — ہوا جلوہ گر جبکہ روز دگر — تو لیکر سپاہ گران پھر گیا — سوے رزمگہ مرد جنگ آزما
ہوا پھر بہم گرم بازار کین — گلستان ہوا خونسے روے زمین — جوانمرد داراب ہر چار سو — طرح شیر نر کے ہوا رزم جو
اگیا نیزہ لیکر جوان جسطرف — نسان مژہ اُٹھگئی صف کی صف — سر شام تک وان رہی کارزار — گئے پھر سوے خیمہ انجام کار
ہراسان ہوے سر بسر رد میان — لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان — عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد — مقابل نہین جسکے یان کوئی مرد
جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو — پریشان کیا لشکر روم کو — وہ ہی بچۂ فیل یا شیر نر — کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور
سو روم پھر چلیے ناچار اب — کہ ہرگز نہین تاب پیکار اب — لگا کہنے قیصر کہ بیدل نہو — سحر حملہ یکبارگی ہم کرو
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم — تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم — ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان — تو پھر رومیان اور ایرانیان
ہوے آکے میدانمین گرم ستیز — ہوئی ایک برپا دہان رستخیز — جہانگیر داراب مرد دلیر — ستیزندہ میدانمین تھا مثل شیر
ہزارون دلیران کیے غرق خون — ہوا لشکر روم آخر زبون — تھنبا رد یون کا نہ زنہار گام — یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
کہ یان آنکے مین پشیمان ہوا — پریشان ہوا سخت حیران ہوا — جو کچھ چاہیے مجھ سے اب لیجیے — نہ پرخاش بہر خدا کیجیے
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا — سو روم فرمانروا کا نظفر ہو داراب فرخ نہاد — جب آیا تو شادان ہوا رشنواد
ہما کو لکھا قصہ داراب کا — ہما نے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان — مرا نور دیدہ ہی یہ نوجوان
کیا پھر طلب اُسنے داراب کو — تو وہ ہما نے بصد تہماج — حوالے کیا تخت زرین و تاج
جہانمین بصد جاہ و حشمت ہما — جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران — رہی سی و دو سال فرمانروا
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر — سپاہ و رعیت کو شادان کیا — طلب کرکے گاذر کو بھیز و دتر — جہاندار داراب فرخ سیر
بہت خلق پر لطف و احسان کیا — نوکر پیشۂ گاذری ترک اب — یکایک سپاہ گران پھر کمین — عنایت کیا خلعت و اسپ و زر
کہا پھر یہ اُس سے بلطف و طرب — سپاہ عرب کا وہ سالار تھا — سواران تازی تھے یکصد ہزار — شتابان ہوئی سوے ایران زمین
شعیب دلاور سپہدار تھا — شتابان سو لشکر سیستان — ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوے — یہ سنکر جہاندار گردن وقار
ہوا وہ جہین لیکر سپاہ گران — بروز چہارم شعیب عرب — ہوا کشتہ میدان مین وقت غا — نثار دم تیغ و خنجر ہوے
رہی جنگ قائم سہ روز و سہ شب — دلیران ایران ہوے فتحیاب — شہنشاہ داراب نے بعد ازان — سب اسباب لشکر کا غارت کیا
ہوا لشکر تازیان سب خراب — خروشان ہوے ہر دو سو یوں دو بہم — بہم ہر دو لشکر ہوے کینہ خواہ — کیا جانب روم لشکر روان
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس — کیے رومیونکے پراگندہ ہوش — شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ — ہوئی بحر خون یک قلم رزمگاہ
دلیران ایران ہوے سخت کوش — زن و بچہ بھی اُنکے آئے اسیر — ہوا فیلقوس آن کے قلعہ بند — گریزان ہوے بے نہاد کلاہ
نہ تنہا ہوے کشتۂ تیغ و تیر — کہ قائم رہے ملک اورنگ و تاج — دیا شاہ داراب کو بیشمار — کہ میدانمین تھا اُسکو بیم و گزند
پذیرا کیا اُسنے دینا خراج — زر و گنج و دُر از رہ انکسار

وہ داراب خوشرو خوش شکل تھا — دلیر و جوان مرد زور آزما — زبون تھے تمام اُس سے خرد و کلان
ذرا گاذری کا نکرتا تھا کام — کہ زندہ اُسکام سے تھا مدام — نچھوتا تھا اک پارچہ ہاتھ سے
سکے تھا کہ مجھکو خدا نے دیا — عجب طفل نالائق نا سزا — کہ پیدا نہین کرتا ہی ایک دام
دیے تھی اُسے یہ خبر کچھ نہین — کہ ہوویگا یہ شاہ روے زمین — بٹھایا جو مکتب مین داراب کو
اُسے فہم و ادراک تھا اسقدر — کہ اُستاد حیران رہا دیکھکر — جو کچھ علم تھا یا اُستاد کو
بفرط خوشی آن کر ایک روز — لگا کہنے گاذر سے وہ نیک وز — خدا نے کیا علم مین مجھکو طاق
وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند — کہانسے مین لاؤن یراق و سمند — ہوا سنکے دلگیر وہ ذوالکرام
زن گاذر اسدم ہوئی بیقرار — دیا ایک یاقوت انجام کار — اُسے بیچکر ایک گھوڑا لیا
مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام — ہنر پہلوانی کے سیکھے تمام — نہ ٹھہرے تھا گھر مین ذرا نوجوان
زن گاذر اک روز بیٹھی تھی شاد — وہان آکے داراب فرخ نہاد — یہ بولا مرا ماجرا کر بیان
حقیقت وہ صندوق اور مال کی — سُنی جب ہوئی اُسکے دلکو خوشی — یہ سمجھا جوانمرد فرخ نہاد
زر و لعل جو کچھ تھا اُسنے لیا — تصرف مین سب مال اپنے کیا — مصمم کیا دل مین عزم سفر
کہین قیصر روم از روے کین — شتابان ہوا سوے ایران زمین — حضور ہمایے خجستہ نہاد
ہمانے کیا حکم اُسکو کہ ہان — فراہم کرو لشکر بیکران — یہ بھیجا پیام اُسنے پھر جا بجا
زادہ جنھین چاکری کا ہوا ن — تو حاضر شتابی سے ہون بیگمان — ہوا اُن کے داراب مسرور و شاد
وہان جبکہ داراب فرخ گیا — تو وہ لیگیا اُسکو پیش ہما — کہ رکھتی تھی چاکر ہما دیکھکر
تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما — کہ ہی یہ عجب شوکت و شان کا — عیان اُسکے رُخ سے ہی فرکیان
لکھایون کہ اسکو مقرر رکھو — مواجب بھی اسکا زیادہ کرو — ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
شتابان پیے جنگ قیصر ہوا — فرود اک بیابان مین لشکر ہوا — ہوا نازل اُسروز باران وہان
جو داراب کے پاس خیمہ نہ تھا — تو یہ زیر طاق شکستہ گیا — گیا خواب مین جبکہ داراب وان
کہ اے طاق رہیو ذرا ہوشیار — کہ خفتہ ہی یان شاہ ایران و یار — نگہدار اسکا تو رہیو یہان
سہ بار آئی آواز دانسے یہی — سُنی رشنواد دلاور نے بھی — یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
کہا آکے پھر یون کرا سے نامدار — تلے طاق کے خفتہ ہی اک سوار — کہ وہ طاق بشکستہ ہی سر بسر
نہ زنہار تھی مردمان کی صدا — یقین ہی کہ تھی غیب سے یہ ندا — وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
جو داراب اُٹھکر وہانسے گیا — تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا — حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
کہ دریا سے گاذر کے ہاتھ ایک روز — لگا ایک صندوق اے نیک وز — جو کھولا تو آسین سے پایا مجھے
نہ صندوق مین صرف کچھ مین ہی تھا — کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا — کیا ماجرا سب مفصل بیان
اُسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا — کیا اُسپہ مصروف لطف و عطا — کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
سپہدار نے قصہ داراب کا — جو پوچھا تو اُسنے مفصل کہا — رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر

نہ تھا اُسکے ہمسر کوئی پہلوان
وہ گاذر تھا دلگیر اسبات سے
پھرے ہی یہ بازی کنان صبح و شام
کہ تا سیکھ کر علم شائستہ ہو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو
ولے اب ہی مطلوب ساز و یراق
نہ کچھ اُسنے دو روز کھایا طعام
جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا
بیابان مین پھرتا تھا صید افگنان
کیا اُسنے راز نہفتہ عیان
کہ ہو نہین پسر مرد عالی نژاد
کہ حاصل ہو جمعیت کر و فر
سپہدار نامی تھا اک رشنواد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما
روانہ ہوا پھر سوے رشنواد
پڑی جبکہ اُسپر ہما کی نظر
نژاد کیان سے ہی یہ نوجوان
تو پھر رشنواد دلاور جوان
گیا ہر کوئی خیمے کے درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
کہ بہمن کا فرزند ہی یہ جوان
گئے مردمان بس وہین دوڑ کر
جسے دیکھکر دلمین گذرے خطر
اُسے آکے تب لیگئے مردمان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد
خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے
سپہدار سُنکر ہوا مہربان
اُسے جا کے لے آئے پھر مہربان
سپہدار نے اُسکو پہچان کر

خبردار کرتا ہون تجھکو مگر
سپہ لیکے آیا بصد کر و فر

ہوا ایلچی لیکے نامہ روان
سکندر اُدھر سے سپاہ گران

چلا لیکے اقصاے ایران کی سمت
چلے شیر جیسے نیستان کی سمت

یہ دارا کو جسوقت پہونچی خبر
چلا وہ بھی سب فوج [illegible]

سکندر جہاندار گیتی ستان
پہنکر لباس فرستادگان

گیا پیش دارا سے فرخ تبار
کہا جا کے دارا سے [illegible]

سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام
کہ مجھکو نہین ملک گیری سے کام

ارادہ یہ ہی سیر دنیا کرون
مہ و مہر سان گرد عالم پھرون

تو آیا ہی کیون کرکے سامان رزم
نہین ہون مین کچھ تجھسے خواہان رزم

ذرا ملک سے اپنے دے مجھکو راہ
کہ گذرون شتابی سے لیکر سپاہ

اگر خواہ ناخواہ ہی عزم جنگ
تو یان بھی ہی موجود تیغ و خدنگ

جو شوخی سے پیغام اُسنے کہا
تو حیرت مین دارا سے ایران گیا

لگا کہنے دارا سے فرخ نہاد
ترا نام کیا اور کیا ہی مراد

یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
جہان مین رکھے کون ہی جز کیان

مگر ہی تو اسکندر نامور
کہ آیا ہی یان بنکے پیغامبر

وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار
بہت مجھسے ہین جا کر شہریار

سکندر نہین بے خرد اسقدر
کہ اسطرح آوے مخالف کے گھر

طلب شہ نے پھر جام مینا کیا
فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا

پیا اُسنے صہباے گلفام کو
دے پاس اپنے رکھا جام کو

یہ دارا نے پوچھا کہ باعث ہی کیا
تہی کرکے ساغر جو تو نے رکھا

یہ بولا کہ اے خسرو نیک نام
یہ ہی ملک مین اپنے آئین مدام

کہ پھر باز پس اُسکو کرتے نہین
فرستادہ کو دیکے پھر ساتگین

لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو
کہ اک جام تم لاکے اب اور دو

غرض اُسنے وانسے لیے جام چار
ہر اک جام زر تھا جواہر نگار

رکھا لاکے خوان جب ہوا وقت شام
سکندر بھی کھانے لگا وان طعام

کسی نے سکندر کو پہچان کر
جھکایا طرف گوش دارا کے سر

دلے دو وہین اسکندر نامدار
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار

شتابی سے اُٹھکر ہوا بس روان
طرف اپنے لشکر کے آیا دوان

عقب اُسکے دارا نے بھیجے سوار
دلیران پرخاش جو یک ہزار

شب تیرہ تھی راہ گم کر گئے
وہ ناکام ناچار یکسر گئے

سکندر نے چارون وہ جام طلا
ندیمون کو دکھلاے اور یون کہا

کہ حق مین ہی میرے مبارک فال
یقین ہی کہ دارا سے لون ملک و مال

کیا مین نے معلوم یہ جا کے وان
کہ دارا کے ہی پاس فوج گران

دلے ساتھ میرے نہین تاب جنگ
میسر مجھے فتح ہو بے درنگ

کہ میرا جہان آفرین یار ہی
شب و روز میرا مددگار ہی

غرض جنگ و پیکار پائی قرار
نہ ٹھہری بہم آشتی زینہار

## جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روز دگر
دو لشکر مقابل ہوے آنکر

ادھر تو سکندر صف آرا ہوا
اُدھر گرم پیکار دارا ہوا

خروشان ہوئی نائر کی وہان
گیا بوق کا آسمان پر فغان

ہوے رزم جو کینہ خواہان بہم
کیے تیغ برندہ نے سر قلم

ہوے سینے وقف خدنگ و کمان
ہوے غرق خون مرد جنگ آوران

رہا سات دن گرم بازار کین
گئی موج خون تا بہ چرخ برین

ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
پریشان ہوئی اُسکی یکسر سپاہ

گریزان وہ دارا سے فرخ صفات
گیا تا لب رود بار فرات

گئے رومیان بھی تعاقب کنان
ہزارون ہوے کشتہ ایرانیان

میسر جو یہ فتح و نصرت ہوئی
تو حاصل سکندر کو فرصت ہوئی

دگر بار کرکے فراہم سپاہ
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ

سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ہوا آن کے گرم پیکار [illegible]

ولیکن نہ اقبال یاور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ہوا آکے ہر بار دارا خراب
سکندر تواتر ہوا فتحیاب

## رواج دادن سکندر سکۂ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبۂ چہارم برائے جنگ و باز تباہ شدن

کسی نے کہا اے شہ ذوالکرام — شہ روم کی دخت ناہید نام — سزاوار ہم بزمی شاہ ہی
گیا دو ہین پیغام شاہ جہان — کہ دیجے مجھے دختر دستان — کیا دخت کو شاہ سے کتخدا
جہاندار گیتی ستان بعد ازان — شہ روم نے با دل پُر صفا — ہوا روم سے سوے ایران روان

## آرزدہ شدن داراب شاہ از بوے دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانۂ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار — تو آئی نہ بوے دہن خوشگوار — ہوئی دور لیکن شہ بوے دہان
ہوا اُس سے ناشاد داراب شاہ — ہوا پھر نہ زنہار ہمخواب شاہ — سو فیلقوس اُسکو رخصت کیا
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر — ولیکن نہ داراب کو تھی خبر — عیان حمل اُسکا نہ ہرگز کیا
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر — کیا اُسکو قیصر نے اپنا پسر — سپاس خداوند لایا بجا
سکندر رکھا نام اُس طفل کا — جوانمرد زور آور آفاق گیر — حکیمون کا وہ تربیت کردہ تھا
ہنر اسکو از بسکہ تھے خوب یاد — وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد — ارسطوے دانائے فرخ سیر
کہ تھا عقل و دانش مین مشہور عام — سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام — یہ قصہ یہان کا یہان چھوڑیے

## رحلت داراب شاہ از نیجہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

بہار اب آیئے پھر سے بار دگر — ہوئی وہ جہاندار سے باردار — سو شاہ داراب فرخ سیر
کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو — غرض نو مہینے گئے جب گذر — مرخص سوے قیصر نامجو
تو آپ اور جا ہی زن گلعذار — دلیر و خرد مند دارا ہوا — ہوا البطن سے اُسکے پیدا پسر
ہوا شاد دل شاہ داراب کا — روانہ ہوا سوے دارا لبقا — ولے جب وہ بارہ برس کا ہوا
تو پھر شاہ داراب کشور کشا — رہا چار دہ سال اور چار ماہ — نگہبان عالم شہ دین پناہ
رکھا سر پہ دارا نے پھر تاج زر — سر تخت بیٹھا بجاے پدر — بدستور داراب ہر شاہ سے
لیا خسرو نامور نے خراج — دیا اُسکو ہر تاجور نے خراج — اُسے تخت پر اب بٹھاتا ہو نہین

## نشستن سکندر بر تخت روم بجاے فیلقوس و لشکر کشیدن سوے ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر — سکندر نے سر پر رکھا تاج زر — سکندر ہوا بادشاہ جہان
ارسطوے دانشور بے نظیر — ہوا شاہ کشور ستان کا وزیر — خرد مند دانا و صاحب ذکا
بافزوئی لشکر و ملک و مال — سکندر جہانمین تھا فرخندہ حال — یہ پیغام لایا کہ باعث ہی کیا
ہوا تک نہین بھیجا تو نے خراج — مناسب ہے یہ جلد ہو سنجا خراج — ہماری اطاعت سے مت پھیر
سکندر نے سُنکر یہ پاسخ دیا — جو دینا تھا ہر سال تجھکو خراج — ولے مجھسے مت ہو تو خواہان باج
خدا نے دیا مجھکو جاہ و حشم — مرے پاس ہی لشکر یلکران — زر و زور و شمشیر گیتی ستان
مجھے عزم یہ ہی کہ اے نامجو — یہ لازم ہی تجھکو تو بھیجے خراج — رہے ورنہ تیرا لہ اور تاج

سکندر نے گھوڑے سے دہین اتر
رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر

کیے چشم سے اپنی آنسو روان
ہوا درد سے اُسکے نالہ کنان

سکندر تو دیکھا جو بالین پر
تو سینے سے کی آہ دارا نے سر

سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار
نہ تھی یہ تمنا مجھے زینہار

کہ دیکھون تجھے اسطرح سرنگون
تن خستہ سر تا بپا غرق خون

یہانسے مین یہ جاون اب اپنے گھر
تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر

کرون چارہ سازی ترے زخم کی
جو حاصل شفا ہو تو باصد خوشی

بٹھا تجھکو ایران کے پھر تخت پر
شتابان یہانسے ہون سوے گر

سُنا مین نے مان سے کہ یعنے بہم
پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم

مجھے اسلیے درد و غم ہے بڑا
کہ تو ہی حقیقی برادر مرا

کشندہ کو تیرے کرون مین ہلاک
ملاؤن ہر اک کو تہ خون و خاک

یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار
ہوا درد و غم سے بہت بیقرار

سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
کہ زاری و گریہ سے کیا فائدا

گذر اب گیا چارہ سازی سے کام
مرا کام یعنے ہوا بس تمام

خدا نے کیا تجھکو شاہ جہان
تو کر بادشاہی بصد فر و شان

شہا تیری گفتار شیرین سے اب
غم و درد دل سے ہوا دور سب

بآرام جاتا ہون سوے عدم
تو رہ اس جہان مین بجاہ و حشم

وصیت کرون مین تجھے کچھ اگر
پذیرندہ ہووے تو ای تاجور

سکندر یہ بولا زروے صفا
کہ لاؤن ترا حکم یکسر بجا

لگا کہنے دارا کہ ای بادشاہ
مرا ننگ و ناموس رکھنا نگاہ

مری دختر اک روشنک نام ہی
پری چہرہ مہوش گل اندام ہی

اُسے عقد مین اپنے لانا ضرور
اگر بطن سے اُسکے پیدا ہو پور

ہوا جب مظفر بہ فضل خدا — سکندر جہاندار کشور کشا — ہوا مالک تخت و تاج کیان — کیا سکہ ایران مین اپنا روان
کیا شہ نے ایرانیون کو تمام — بصد گونہ لطف و کرم شاد کام — نثرتا تھا دارا یہ لطف و عطا — سکندر نے ساتھ اُنکے جو جو کیا
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے — کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے — تمھارا ہون شہزادہ اے مرزبان — کہ ہون پشت دارا سے بیگمان
نہین غیر مین وارث تخت ہون — جوانمرد ہون اور جوان بخت ہون — رہو شاد تم جمع خاطر رکھو — اطاعت مری جان و دل سے کرو
تمھین لطف و شفقت سے شاداں رکھون — شب و روز مرہون احسان رکھون — یہ سُنکر حضور جہانگیر شاہ — ہوے آکے حاضر سران سپاہ
جو دارا نے ایران نے دیکھا یہان — یہ بولا کہ اے مردمان بشیتر — زبون تمسے تھے رومیان سربسر
اور اب یون ہوے ہاے یکسر وہ تیر — نہین گردش چرخ سے کچھ گریز — تہی مکر سے یہ نہین گفتگو — جو کرتا ہوا سکندر کینہ جو
فریب اُسکے مت کھائیو زینہار — وگرنہ کریگا تمھین سخت خوار — زن و بچہ ہونگے گرفتار بند — بہت تمکو پہونچیگا اُس سے گزند
وہ مردم موافق جو دارا سے تھے — یہ دارا سے اُسوقت کہنے لگے — کہ ہم رومیونسے ہون پھر زمخواہ — کرین جہد اے شاہ گیتی پناہ
جہاندار دارا پھر آیا ادھر — پے جنگ اسکندر نامور — سکندر بھی آیا بہ فوج گران — ہوے گرم پیکار جنگ آوران
ہوئی تیغ رانی وہان اسقدر — کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر — بشمشیر و خنجر سر و کار تھا — قیامت کا وان گرم بازار تھا
سواران ایران نے وقت وغا — دلیرانہ جہد فراوان کیا — ولیکن تھے دارا کے برگشتہ بخت — ہوا وہ پراگندہ و خوار بخت
نصیب اُسکے پھر بھی ہزیمت ہوئی — قرین فوج ایران کی شامت ہوئی — گریزندہ ہوکر بحال خراب — گیا سوے اسطخر دارا شتاب
سکندر جو و نبال اُسکے گیا — تو وان بھی نہ زنہار دارا رہا — زن و بچہ و طفل ایرانیان — ہوے قید سر پنجۂ رومیان
جو آتا تھا پیش شہ داورس — زن و بچہ ملتے تھے پھر اُسکو بس — سکندر نے بڑھکر یہ پاسخ دیا — کہ گر تو مرے پاس آوے شہا
کہ تو دون ملک ایران سراسر تجھے — مبارک ترا تخت و افسر تجھے — یہان سے مین جاؤن قرین ظفر — کرون ملک گیری بسوے دگر
بزرگان و گردان ایران دیار — یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار — سکندر سے جاکر ملاقات کر — کہ پھر ملک قائم رہے سربسر
وہ بولا نہین لائق سروری — کرون جو سکندر کی فرمانبری — غم جان نہین مجھکو زنہار ہی — وے طاعت رومیان عار ہی
لکھا فور ہندی کو یون بعد ازان — کہ ہون مین ستم دیدۂ آسمان — کوئی یار میرا جہان مین نہین — تو بہر خدا ہو ممد و معین

## کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دختر دارا بہ اسکندر

یہ دارا کو اُسنے لکھا پھر جواب — سواران جنگ آزما بھیجکر — کہ پہونچا یہان آپکو تو شتاب
جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان — یہ دارا کو ہی عزم ہندوستان — سپہدار دارا کے تھے دو وزیر — کہ دارا کو ہی عزم ہندوستان
کیے بند ہر چار سو رہگذر — ستم پرور و بد نہاد و شریر
کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہ یار — اور اُس دوسرے کا تھا جابوسپار — گیا اور لشکر ہوا سب تباہ
کوئی دن کو ہوگا گرفتار بند — کہ اب پھر گیا اُس سے چرخ بلند — لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ — شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ
کہ ہو شاد اسکندر نامدار — یہی مصلحت ہی کہ بس بیدریغ — خداوند نعمت پہ جور و جفا
کہین راہ مین رات کو اکیلا — فزونتر ہمارا ہو عز و وقار — رکھا الغرض ظالمون نے روا — فقط تھے وہی دو لعین نابکار
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر — جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار — نہ تھا پاس دارا کے کوئی سوار
لگے زخم کاری تو پھر تاجور — تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر — روان تیز خنجر کیا بیدریغ — رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
گرا پشت زین سے دہن خاک پر — خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان — کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یان
کیا پھر شہنشاہ عالی جناب — سو مقتل شاہ دارا شتاب — ہنوز اُسکے قالب مین باقی تھی جان — کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان

تو دنیا سکندر کو یہ ہر چہار
تجھے ملک بخشیگا وہ تاجدار

دیا مرد درویش نے یہ جواب
کہ ہی پہلے دنکی یہ تعبیر خواب

وہ ہاتھی ہی اسکندر نامدار
ترے شہر سے جو کریگا گذار

یہان سفلہ اک بادشاہ آئیگا
خرابی ترے ملک مین لائیگا

اُسے کھینچتے ہین جو وہ مرد چار
کرون اسکی تعبیر مین آشکار

یہود ایک آئیگا یان بعد ازان
کریگا وہ آئین موسیٰؑ روان

حکیمونکا مذہب کرے آشکار
کرین اُسکا آئین سب اختیار

وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے
گریزندہ ماہی سے اور آب سے

گریزندہ خلق اُس سے یان ہو دیگی
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی

زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
نہ زنہار سمجھین ذرا مردمان

ششم شب جو رنجور آئے نظر
کہ پوچھے تھے اچھے بھلونکی خبر

زمانہ اُنھین سخت حیران کرے
تمسخر ہنرور سے نادان کرے

کہ آوے زمانہ اب اُس طور کا
کہ لطف و مدارا نہووے ذرا

دہن مین ہر اک چیز کو لیجیے
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے

زمانہ کوئی آوے اسطرح کا
دو حصہ توانگر ہو یعنے شہا

تہیدست کو تو بھی سیری نہ ہو
فزونتر ہو خواہش تہیدست کو

حریص اتنے دنیا مین ہووین عیان
کہ مسکین سے خواہش رکھین ہر زمان

جو اُس چشمہ سے آب چشمہ کو لین
تو آئے نہ پیمانہ دست مین

بڑی عقل و فرہنگ سے سربسر
رہیگا وہ سلطان عالی گہر

کبھی فیض اُسکا نہوگا عیان
نہوئیگا نیکی کا اُسمین نشان

یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا
کہ ہوگی نئی فوج افسر نیا

سکندر ہی اس عہد کا بادشاہ
کہ ہی وہ شہنشاہ عالم پناہ

کیا مین نے ہندوستان مین گذر
ملاقات بہتر ہی اے تاجور

ارادہ نہین اور جز چاکری
کرونمین دل و جان سے فرمانبری

کہ ہر ایک دنیا مین ہی بیمثال
نہین دوسری اے شہ خوشخصال

غرض چار چیزین کہ تھین بینظیر
قدح اور دختر طبیب و وزیر

سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
کیا ساتھ اپنے اُسے کتخدا

گیا کید پھر تاجور کے حضور
شتر بار ور لیکے با صد سرور

سکندر سے پھر کید رخصت ہوا
قرین نشاط و مسرت ہوا

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ تعبیر ہر خواب کیجیے عیان

کہ وہ خانہ دنیا ہی اے نامور
اور اُسمین وہ سوراخ ہی تیرا گھر

یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر
کہ اک مرد بیگانہ ہی تخت پر

سوم شب جو کر پاس آیا نظر
سمجھ تو خدا اُسکو اے نامور

کہ دہقان آتش پرست آئیگا
رواج اُسکا دین پہلے یان پائیگا

پھر اُس ملک مین آویگا مرد نیک
حکیم خود مند یونانی ایک

پھر اُس ملک مین اہل دین آئیگا
رہ حق پرستی وہ دکھلائیگا

رسول خدا ایک آئیگا یان
کریگا ہدایت بلب تشنگان

شب پنجم آئے جو کوران نظر
کہ محفوظ کوری سے ہین سربسر

کرے کور چشم کسان روزگار
نہ فہمید ہو کچھ اُنھین زینہار

زمانہ اک آوے کہ دانشوران
سراسر ہون محتاج بیدانشان

جو دیکھا شب ہفتم اسپ دو سر
یہ تعبیر اُسکی ہی اے نامور

دو چندان ہو ہر ایک کو حرص و آز
یہ چاہے کہ سب دست کرکے دراز

جو دیکھا شب ہفتم اے مرد نیک
کہ پُر ہین دو خم اور خالی ہی ایک

تہیدست اک حصہ ہووے جہان
زر و سیم برسائے گر آسمان

نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا
کہ کھاتی ہی وہ شیر گوسالہ کا

دہم شب جو آیا نظر تجھکو خواب
کہ اک چشمہ ہی خشک گرد اُسکے آب

زمانہ جو بعد اُسکے ہوگا عیان
اُسی عصر مین ہوگا اک حکمران

رعایا نہ پائیگی اُس سے پناہ
جہان ظلم سے اُسکے ہوگا تباہ

زمانہ کریگا یونہین انقلاب
رہیگا اسی طرح عالم خراب

مآل اُسکا ہوگا یہ اے نوجوان
نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان

سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہین
کہ ہو آن کے مورد آفرین

لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کہ اے بادشاہ ثریا جناب

کرون پیشکش تیرے اب چار چیز
تو رکھنا اُنھین جان و دل سے عزیز

ترے پاس آؤن ز روے نیاز
ترے لطف سے تا کہ ہون سرفراز

سوے شاہ بھیجین خوشی سے شتاب
ہوا شادمان شاہ عالیجناب

پیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام
ہوا وصل سے اُسکے دل شادکام

دیا جب سکندر کو گنج و گہر
تو ملک اُسنے بخشا اُسے سربسر

سوی نور ہندی ہوا پھر روان
سکندر جہاندار گیتی ستان

تو اسفندیار اُسکا رکھیو تو نام
مری روح کو کیجیو شادکام
نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار
یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار

کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ
رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا
سکندر نے یکسر پذیرا کیا

رکھا اپنے مُنھ پر سکندر کا ہاتھ
لگا کہنے دارا سے فرخ صفات
کہ رخصت ہوئی مجھسے جان حزین
نگہدار تیرا ہو جان آفرین

ہوئی چشم دارا کی جسوقت بند
لگا رونے اسکندر ارجمند
کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر
اُسے مہد زرین مین پھر ڈالکر

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ
کیا لاکے مدفون سوے دفن گاہ
سر دار کھینچا پھر از روے کین
کشندونکو دارا کے شہ نے وہین

بزرگان ایران ثنا خوان ہوے
دل و جان سے محکوم سلطان ہوے
سکندر نے مرہون احسان کیا
بلطف و کرم سب کو شادان کیا

سوے مادر روشنک بعد ازان
کیا نامہ بردیکے نامہ روان
لکھا روشنک کو یہان بھیجدو
کہ جون شمع روشن کرے بزم کو

روان اُسنے اُس ماہ وش کو کیا
حضور جہاندار کشور کشا
پرستار ساتھ اُسکے تھین گلعذار
زر و گوہر و لعل تھے بیشمار

جہاندار بر طبق آئین و دین
ہوا کتخدا ساتھ اُسکے وہین
رہا شہر ایران مین یکچند شاہ
سوے ہند پھر دانسے کھینچی سپاہ

## رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور
اُسے خواب پُر ہول آیا نظر
حکیمونسے پوچھی جو تعبیر خواب
کسی سے نہ کچھ راست آیا جواب

کہا مردمان نے کہ درویش ایک
خردمند صاحبدل و مرد نیک
بیابان مین رہتا ہی مہران ہی نام
کہیگا وہ تعبیر شاہا تمام

حضور اُسکے پھر کید ہندی شتاب
گیا اور کہا اپنا یکدست خواب
کہا یون کہ اے مرد فرخ سیر
شب اول آیا یہ مجھکو نظر

کہ ایوان بلند اور در ہی کلان
اور اک خرد سوراخ بھی ہی وہان
اور اک پیل مست آکے اُس کاخ مین
گیا پھر نکل ہوکے سوراخ مین

دوم شب یہ دیکھا کہ ہی جلوہ گر
کوئی نوجوان میرے اورنگ پر
سوم شب مجھے خواب آیا نظر
کہ کرپاس ہی اے خجستہ سیر

اُسے کھینچتے ہین بہم مرد چار
دلے پارہ ہوتا نہین زینہار
شب چارم اک شخص ہی تشنہ لب
وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب

تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر
گریزان ہوا اُسکو وہ دیکھکر
عقب اُس گریزندہ کے پھر شتاب
روانہ ہوئی دانسے ماہی سراب

شب پنجم اک شہر آیا نظر
کہ ہین کوروان مردمان سربسر
بسان بصیران ہین مصروف کار
نہین غم ہی کوری سے کچھ زینہار

ششم روز سویا جو ہنگام شب
نظر ایک آیا مجھے شہر تب
کہ رنجور ہین یک قلم ساکنان
اور اچھے بھلے ہین جو بعضے کسان

سو آزردہ جانسے ہین لیل و نہار
شب و روز پُر غم ہین رنجور وار
اُنھین دیکھکر کسلمندان اُداس
خبر لینے آتے ہین ہر اک کے پاس

شب ہفتم اے پیر مرد کہن
نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن
وہ کھاتا ہی دونونسے آب و گیاہ
ولیکن نہین اُسکے سرگین کی راہ

سہ خم ہشتمین شب کو آئے نظر
دو پُر آب ہین اک تہی سربسر
تہی کو وہ بھرتے ہین ہر چند پر
نہین ہوتے اُسکے کنارے بھی تر

نہ کم آب ہوتا ہی اُن کا ذرا
نہم شب نظر مجھکو پھر یہ پڑا
کہ اک گاؤ مادہ ہی گوسالہ دار
کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار

وہ کھاتی ہی تسپر بھی لاغر ہی تن
دلے فربہ گوسالہ کا ہی بدن
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر
کہ لب اُسکے ہین خشک و اطراف تر

بیان کیجیے مجھسے تعبیر خواب
کہ دلسے مرے دور ہو اضطراب
وہ بولا کہ اسکندر نامدار
ترے ملک مین آئیگا ایکبار

تو زنہار مت ہوجیو گرم جنگ
غرض آشتی کیجیو بیدرنگ
وہ دخت پریچہرہ اور اک وزیر
کہ اختر شناسی مین ہی بے نظیر

خردمند دانا و عاقل طبیب
قدح ایک تحفہ عجیب و غریب
کہ گر اُسکو کرکے لبالب پیو
تو زنہار آب قدح کم نہ ہو

ندے گرمی آتش آفتاب
رہے سرد ہرگز نہ ہو گرم آب
غرض یہ ترے پاس ہر چار چیز
کہ ہین طرفہ اے شاہ والا تمیز

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب
کہ بہتر ہی اے شاہ عالیجناب

جدا ہو کے لشکر سے میدان مین آ
کہ تنہا ہون مین تجھ سے جنگ آزما

ادھر سے سکندر غرض مثل شیر
اُدھر سے گیا فور ہندی دلیر

وہین کھینچکر فور ہندی نے تیغ
روان کی سو بادشہ بیدریغ

ہوئی پر نہ کچھ کارگر زینہار
نگہدار تھا شاہ کا کردگار

کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز
رہا فور پر زخم شمشیر تیز

دو پارہ ہوا کتف سے تا کمر
گرا فور ہندی نگون خاک پر

مظفر ہوا خسرو ارجمند
کہ تھا یار اقبال و بخت بلند

جو تھے نامداران ہندوستان
طلب شہ نے انکو کیا بعد ازان

دلاسا بہت دیکے اُنسے کہا
کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا

کرون فور ہندی سے مین بیشتر
مراعات و الطاف ہر ایک پر

حوالے تمھین کرکے ہندوستان
بسوے دگر ہون مین یانسے روان

یہ سنکر ہوے سربسر نامدار
ثنا خوان شاہنشہ کامگار

سخنہاے شیرین سے مسرور ہو
وہین لے گئے قلعے مین شاہ کو

درو گنج و لعل گہر وا کیا
نشان خسرو دادگر کو دیا

زروے کرم شاہ نے سربسر
عنایت کیا انکو وہ گنج و زر

سدرک ایک سردار کا نام تھا
کہ سالار تھا فور کی فوج کا

بٹھایا اُسے تخت زرکار
کیا یعنے قنوج کا تاجور

## رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ
رہا شہر قنوج مین تین ماہ

کسی نے کیا شاہ سے یون بیان
بنایا خلیل اللہ نے ایک [illegible]

کہ کعبہ ہی نام اُسکا مشہور عام
پرستشگہ خلق بیت الحرام

زیارت کی سنکر ہوئی آرزو
روانہ ہوا خسرو نامجو

سماعیل مرد خجستہ سیر
کہ گذرا ہی پیغمبر نامور

نبیرہ تھا اُس کا جو نصر قتیب
شریف اُس مکان کا تھا وہ خوش نصیب

سکندر جو پہونچا تو با صد سرور
وہ نصر قتیب اُسکے آیا حضور

سکندر نے نذر و نیاز اسکو دی
بہت اُسکی تعظیم و تکریم کی

زیارت کو پھر ساتھ اُسکے گیا
پیادہ جہاندار کشور کشا

سماعیلیان پھر ہوے دادخواہ
کہ نسل جرافتہ نے [illegible] بادشاہ

لیا چھین ہمسے حجاز و یمن
تو ہو دادرس زیر چرخ کہن

شہنشاہ عالم نے پھر زود تر
جرافتہ کی اولاد کو قتل کر

سماعیلیان کو حجاز و یمن
دیا اور وہین بادشاہ زمن

سو کشور مصر وان سے گیا
ملا آن کے بادشہ مصر کا

سکندر رہا مصر مین ایک سال
ہوا لشکر شاہ آسودہ حال

روانہ ہوا مصر سے بعد ازان
سو ملک اندلس آیا وہ [illegible]

زن ہوشمند ایک قیدافہ نام
پریچہرہ و رشک ماہ تمام

سپہدار اقلیم اندلس تھی
رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی

فراوان تھا اُسکا حشم اور جاہ
گیا ایلچی بنکے وان بادشاہ

گیا جبکہ اسکندر نامجو
تو پہچان اُس نے لیا شاہ کو

سکندر سے بولی زن ہوشیار
تو ہی شاہ اسکندر نامدار

مرے جنگ سے اب رہائی نہین
شہنشہ نے پاسخ دیا پھر [illegible]

کہ مین بندۂ شاہ آزادہ ہون
سکندر نہین مین فرستادہ ہون

شبیہ جہاندار کرکے طلب
سکندر کے دی ہاتھ مین [illegible]

سکندر ہوا دیکھکر سہمگین
ہوا رنگ چہرے کا پران ہین

دلاسا بہت دیکے وہ سیم تن
یہ بولی کہ ای بادشاہ زمن

کہین اور اسطرح مت جائیو
بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو

کہ پنہان نہ ہرگز ہو جون آفتاب
رخ بادشاہان عالی جناب

مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یان
نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان

نہ آسیب پہونچاؤن مین کچھ تجھے
تو فرمانبر اپنا سمجھ اب مجھے

اگر کینہ ہو کچھ تو کر دل سے دور
تو سوگند کر یاد میرے حضور

کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھ بدی
نہ چھوڑے تو رسم و رہ نیکوی

لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم
کہ دین اور ایمان کی مجھکو قسم

ترا مین بداندیش ہرگز نہین
تو رکھ جمع خاطر کو ای نازنین

ندون ہاتھ سے رسم و راہ وفا
کرون تجھکو مرہون لطف و عطا

یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور
مرے گھر تو کر آج شب کو سحر

## رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
کہ تو آکے حاضر مرے پاس ہو

لکھا اُسنے پاسخ کہ اے تاجور
کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر

تو اُسکا ہوا تجھکو اتنا غرور
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور

نہ رکھتا تھا مردی و مردانگی
اطاعت تری کید ہندی نے کی

نہین تجھسے مجھکو خطر زینہار
مرے پاس ہی لشکر بیشمار

نہ ہو مجھسے خواہان فرمانبری
کہ رکھتا ہون مین عزم جنگ آوری

دلیرانہ میدان مین ہون رزمخواہ
کرون لشکر رومیان کو تباہ

یہ سنکر ہوا پُر غضب بادشاہ
گیا سوے قنوج لیکر سپاہ

سواران جنگی تھے اسی ہزار
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار

دلیران مصر و سواران روم
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم

سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار

سوا اسکے تھی ہند کی فوج تھی
شہنشاہ عالم نے چاکر رکھی

غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران ہندوستان دو ہزار

نکل فور ہندی بھی قنوج سے
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے

سواران جنگی تھے ستر ہزار
جوانان جنگی و مردان کار

پئے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
نبرد آزمایان جویاے نام

نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار

یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
تو فوج سکندر ہوئی پُر خطر

سکندر سے مردم یہ بولے وہین
کہ پیلان سرکار جنگی نہین

مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
بھلا کسطرح جنگ کیجیے شہا

ارسطو کو کرکے طلب زود تر
ہوا چارہ جو خسرو نامور

ہنر دو ہین اُسنے کیا آشکار
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار

شکم اُسکا یکدست خالی رکھا
سراسر اُسے لفظ سے پُر کیا

وزیر خردمند نے بعد ازان
کیا ایک طیار گردون کلان

وہ اسپ و سوار اُسپہ قائم رکھا
کیے بستہ گردون سے پھر بادپا

ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
ارسطو یہ بولا جوان سے کہ ہان

تو اب خوب سی اسمین آتش لگا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا

وہ آتش لگی اسمین جسدم وہان
خروش عظیم اک اُٹھا ناگہان

بسوے سپہر برین ایک بار
اُٹھا دو ہین گردون پہ اسپ و سوار

ہوا تیرہ روے سپہر بلند
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند

بنائے پھر اسطرح کے یکہزار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار

ہوا گرم بازار پیکار وان
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان

جو دیکھا وہ گردون و اسپ و سوار
ہوا بس وہین فور حیران کار

خبر لانیوالون سے پوچھا کہ ہان
یہ کیا ہی کرو میرے آگے بیان

وہین مردمان نے کیا آشکار
کہ یہ تو نچا نہ ہے اے نامدار

حکیمون نے اُسکو مہیا کیا
یہ اسباب ہی رزم و پیکار کا

حقیقت سے اُسکی ذرا زینہار
نہ واقف تھے از بسکہ ہندی سوار

ہوے سوے گردون وہ حملہ کنان
نہ ہرگز کیا دلمین کچھ خوف جان

اُدھر سے جوانون نے یکبارگی
عقب سے جو گردونکے وان آگ دی

جو پھر سر بسر لفظ روشن ہوئی
زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی

سواران ہندی و پیلان مست
گریزان ہوے کھاکے یکسر شکست

فراہم ولے کرکے پھر فوج کو
سپہدار ہندی ہوا رزم جو

رہا شام تک گرم بازار جنگ
سر و سینہ تھا وقف تیغ و خدنگ

ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
دلیران گئے پھر سوے خیمہ سب

سحرگاہ پھر فور جنگی سوار
سپہ لیکے آیا پئے کارزار

سکندر نے اُسکو یہ بھیجا پیام
کہ تو ہی شجاعت مین مشہور عام

ادھر تو ہی جنگ آور و پہلوان
اُدھر مین ہون مرد دلیر و جوان

ہزارون سواران پیکار جو
ہوے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو

جو پھر فوج ہو گرم بازار کین
تو ہووے ہلاک ایک عالم وہین

بس اب سوچیے اپنے دلمین ذرا
کہ ضائع ہون کیو بندگان خدا

مناسب یہ ہی ای شہ سرفراز
کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزم ساز

کرے جسکو میدان مین فیروز بخت
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سمجھتا نہین کوئی اُنکی زبان — ولے جو خردمند عالم ہین یان — وہ سمجھین درختونکی آواز کو
وہ دونون جو ہین برگزیدہ شجر — اُنھو نمین ہی اک مادہ اور ایک نر — جو یاد ہی کرتا ہی شب کو کلام
یہ سُنکر طلب کرکے دانائے شہر — گیا وان سکندر شہنشاہ دہر — سکندر نے دانا سے پھر یون کہا
تو اس راز کو مجھسے کر آشکار — وہ بولا کہ کہتے ہین اے تاجدار — پھر اگر د عالم بصد کر و فر
وے چاردہ سال باتاج و تخت — ہے اس جہانمین یہ فیروز بخت — ہوا پُر الم سن کے فرمان روا
لگا کہنے لبمین کہ زیر فلک — ہوے منقضی دس برس اجتک — کرون چار سال اور فرمانبری
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کناں — یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان — کہ پہونچونگا لشکر مین اب یا نہین
جو پوچھا تو دانسے یہ آیا جواب — فلان راہ سے جاکہ پہونچے شتاب — لبس اک گوشے مین زندگی کر بسر
کہ باقی رہی عمر کمتر شما — شب و روز کر دے سے یاد خدا — کیا عرض پیش شہ نامور
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار — یہ دلمین تمنا ہی اب ایکبار — غرض جاکے وان اُنکو دیکھا کیے
خردمند نے یہ دعا شاہ کا — درختون سے یکدست ظاہر کیا — نہ دیکھا کسی نے وہ آتے جاتے
نہ خویشونکو دیکھے نہ مادر کو تو — برآوے نہ زنہار یہ آرزو — ہوا سنکے غمگین شہ نیکذات
بتائی جو تھی اُن درختون نے راہ — روانہ ہوا اُسطرف کو وہ شاہ — تو باشندہ شہر آئے وہان
حضور سکندر رہے داد خواہ — لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ — کہ سخت اُنسے عاجز ہین ہم تمام
وہ ہر سال لاتے ہین لشکر اُدھر — بہت اُنسے پہونچا ہی ہمکو ضرر — غرض اُنکے جہانکو کرین ہین ہلاک
سکندر نے پوچھا کہ صورت ہی کیا — بیان مردمان نے یہ شہ سے کیا — دراز اُنکے یکسر بدن کے ہین مو
زبان تیز و دندان مثل گراز — قدا نکا ہی چون پیل بینی دراز — سزاوار ہمچشمی جام خون
جو سو دین تو اک گوشن تر کرین — وہ گوش و گر سر پہ چادر کرین — کہ جنتی ہی ہر مادہ بچے ہزار
یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ — تو بیچارگان کا ہو اب چارہ گر — برائے خدا کوئی تدبیر کر
کہ تا پاوین ہم اس بلا سے نجات — وگرنہ ہم اس شہر کو چھوڑکر — چلین ہمرہ خرد نامور
یہ سُنکر ہوا وان اقامت پذیر — حکیمون سے تدبیر پوچھی وہین — وہ بولے کہ اے شاہ روے زمین
بنا ایک دیوار کیجے بلند — یہان ہوکے آہنگران سخت کوش — لرین صرت دیوار مین ہفت جوش
بنے ہر دو سو سو سداک ستوار — دیا پھونک پھر کوہ کو یکسر — ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
وہ سد سکندر بنا جب ہوئی — روان ہوکے پہونچا سوے ملک چین — ہوا وان سے وہ تاجور
شتابی سے خاقان گیا پیشوا — کئی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر — روانہ ہوا وانسے وہ تاجور
جو یونان مین پہونچا خانہ ملک گیر — پھر آیا سوے سندھ شاہ جہان — گیا پیشوا سندھ کا حکمران
حکومت تھی اُس شخص کی سندھ مین — بہت پیشکش مال اُسنے کیا — بسوے یمن پھر سکندر گیا
کہ ہرگز ہوا وان توقف کنان — یمن سے ہوا سوے بابل روان — وہان بھی نہ ٹھہرا وہ شاہ زمین
بیابان مین تھا ایک کوہ بلند — وہان جب گیا وہ شہ ارجمند — سفید اُسکے تھے تن سے سر تک

سکندر رہوا اُس سے خصمت طلب — رہا دان نہ زنہار ہنگام شب — بہت تحفے اُس بادشاہ وش نے دیے
وہانسے غض بادشاہ زمان — داستان قصد نمودن سکندر براے — پھر آیا سوے خیمہ شاہ جہان

## سیر جہان ورفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات ومحروم برگردیدن از آنجا

یہ تھا بسکہ قصد شہ نامور — وطیار نمودن سد سکندری — کہ سیر جہان کیجیے سر بسر

کیا خوب شاہ سکندر نے گشت — بہت دیکھے معمورہ وکوہ ودشت — ہر اک ملک وکشور مین ہر شہر مین — کیا سکہ اپنا روان دہر مین
گیا جسطرف شاہ کیسور کشا — یہی دان کے فرمانرواسے کہا — کہ ہرگز نہین مجھکو آہنگ رزم — ہر اک سے ہی صلح ومدارا کا عزم
ملاقات مجھ سے کرو آنکر — کہ مطلق کسی کو نہ پہونچے ضرر — بہت شاہ حاضر ہوے پیش شاہ — جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ
بہت قطع کی راہ پست وبلند — گئی جا ہوئی شہ کو بیم وگزند — بتہ شہ کا لشکر ہوا بیشتر — عجائب غرائب بھی آئے نظر
پھر ابعفت اقلیم مین بادشاہ — کہ تھا یار اقبال وفضل الٰہ — جو طے کرچکا سب رہ خشک وتر — تو پہونچا وہان خسرو نامور
کنارہ تھا عالم کا یعنے جہان — کیا مردمان نے یہ آکر بیان — پس کوہ ظلمات ہی سر بسر — وہان چشمہ ہی اے شہ نامور
کرے نوش جو کوئی چشمہ کا آب — تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب — شہ نامور نے سنی جب یہ بات — کیا پھر وہین قصد آب حیات
سپاہ عدد وسوز سے دو ہزار — لیے ساتھ اپنے دلاور سوار — سرانجام چل روز کا توشہ کر — روانہ ہوا خسرو نامور
خضرؑ سے شہ نامور نے کہا — مرے پاس دو لعل ہین اے خضر — کہ ہو ایک سے روشنی جلوہ گر
عیان گر کردن دوسرے لعل کو — تو پھر مار وکژدم گریزندہ ہو — دیا خضر کو لعل انجام کار — کہ اک نور جس سے ہوا آشکار
رکھا دوسرے لعل کو اپنے پاس — ہوا کژدم ومار سے بے ہراس — خضرؑ رہنمائی کنان پیش پیش — عقب اُسکے تھا شاہ فرخندہ کیش
دو روز وزد دو شب تھے ہم رکاب — سوم روز آیا دو راہہ نظر — جدا ہوگئے خضرؑ سے ناگہان — پکارا بہت خضرؑ نے گرچہ دان
سُنی پر کسی نے نہ ہرگز صدا — خضر پھر سوے چشمہ تنہا گیا — وہان جاکے آب بقا نوش کر — پھر آیا سو لشکر شہ خضرؑ
اندھیرے مین سرگشتہ تھا شہریار — یکایک ہوئی روشنی آشکار — پھرتے مین ظلمت نمایان ہوئی — بہت خاطر شہ پریشان ہوئی
کہین راہ مین اک سیہ کوہ تھا — سیہ کوہ سے دان یہ آئی صدا — کہ افتادہ ہین سنگریزے جویان — نہ لیوین تو پچتا دین پھر دان
اور آنکو اُٹھانے بھی کوئی اگر — تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر — کسی نے لیے سنگریزے اُٹھا — کسی نے کہا دلین کیا فائدہ
پھر آٹھ دن شاہ لیکن کہین — ملا چشمۂ آب حیوان نہین — ہوا سخت حیران دعاجز کمال — لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال
نہین چاہیے مجھکو آب بقا — رہائی ہو ظلمت سے بابت خدا — نوین دن ہوئی روشنائی عیان — ہوے شاد وخرم دل موہان
سو سنگریزہ پڑی جب نظر — تو یاقوت وگوہر تھے وہ سربسر — لگے کہنے ہوکر پشیمان بہم — کہ افسوس ہمنے اُٹھائے یکم
رہے تھے جو محروم ہو لوٹ وہ — کہ اے وای ہمنے اُٹھائے یکین — جب اُس روشنی مین گئے بیشتر — تب اک شہر آباد آیا نظر
ہوے ساکن شہر حیران تمام — لگے کہنے یون مردم خاص وعام — کہ ابتک نہ یارب ہوا زینہار — کبھی فوج بیگانہ کایان گذار
یہان آئی کس راہ سے یہ سیاہ — یہ کہکر بزرگان گئے پیش شاہ — غرض شرط خدمت کی لاکر بجا — لگے کرنے یسر دعا دثنا
کہ رونق ہوئی تیرے آنیسے یان — لگا کہنے یون شاہ کشور کشا — عجائب ہی اس شہر مین چیز کیا
وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت — کہین عالم غیب کی سب خبر — اور احوال آیندہ کا سربسر

## ذکر سلطنت اشکانیان

سکندر نے انکو دیا ملک جب
لگے رہنے وان بادشاہان سب
رکھا سر پہ ہر اک نے تاج مہی
کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد

کہین انکو اشکانیان خاص و عام
ملوک طوائف بھی ہے انکا نام
ولے پیر مرد خجستہ نہاد
ہوے جلوہ گر وہ بہ تخت شہی

لکھے ہی کہ جز نام اشکانیان
نہین ہی تواریخ مین کچھ بیان
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
سخن سنج فردوسی پاکزاد

کہ یعنی دو صد سال با تاج و تخت
رہے اس جہان مین وہ فیروز بخت
پھر اقبال کا انکے آیا زوال
بس اتنا ہی شہ نامے مین ہی لکھا

کیا انکو ساسانیون نے تباہ
لیا چھین اورنگ تاج و کلاہ
ہوے مالک ملک ساسانیان
نہ ہرگز رہا تخت نی ملک و مال

کرون آگے احوال انکا بیان

## داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تھا ساسان نام
پرستار زادہ تھا وہ لاکلام
سکندر ہوا گرم پیکار جب
جہاندار دارا ہوا کشتہ تب

گریزان سوے ہند ساسان ہوا
بہت دلمین اپنے ہراسان ہوا
وہان سے ہوا سوے کابل روان
گیا شہر کابل مین پیش شبان

وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
شبان نے اسے دو ہین چاکر رکھا
چرانے لگا بکریان ہر سحر
لگا کرنے اوقات ساسان بسر

سپہدار کابل شہ نامدار
جوانمرد بابک خجستہ شعار
بہنگام شب دیکھتا کیا ہی خواب
کہ اک مرد ذیشان عالیجناب

خوشی سے ہی پیل دمان پر سوار
یہ کہتا ہی شہ سے کہ ای شہریار
مبارک ہو اورنگ شاہنشہی
ہمایون تجھے تاج فرماندہی

لگا پوچھنے بابک ہوشیار
یہ رکھتا ہی کیا نام اے نامدار
اسے مردمان نے یہ پاسخ دیا
کہ ساسان ہی نام اس جوانمرد کا

وگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ آتش ہی افروختہ سر بسر
وہی شخص کہتا ہی سب سے کہ ہان
کرو آکے آتش پرستی یہان

کہ میرے بزرگونکا آئین ہے
یہی اپنی رسم و رہ دین ہے
یہ سنکر زروے نشاط و طرب
ہوے گرم آتش پرستی وہ سب

سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ ہی اس جوانمرد کا نام کیا
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہی نام
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام

کہ مسکن گزین یہ جوان ہی کہان
وہ بولے کہ کابل مین پیش شبان
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
کیا شاہ بابک نے اسکو طلب

شبان کے جو ہمراہ ساسان گیا
تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
یہ خلوت مین بولا شہ ذوالکرام
تری ذات کیا ہی ترا کیا ہی نام

خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا
لبونکو نہ ہرگز وہان وا کیا
لگا کہنے بابک کہ زنہاریان
نہ اندیشہ کو راہ دے ای جوان

نکوئی کرونمین ترے ساتھ اب
تو اظہار کر مجھ سے احوال سب
وہ بولا کہ دارا کا ہون مین پسر
مرا نام ساسان ہی اے نامور

جو نام و نژاد آشکارا کیا
تو بابک نے لطف و مدارا کیا
اسے اپنی دخت پریچہرہ دی
کیا کتخدا اسکو با صد خوشی

ہوئی حاملہ دختر سیمبر
ہوا اس سے پیدا پریوش پسر
ہوا شاد بابک بہت شادکام
رکھا بابکان اردشیر اسکا نام

قضا آئی ساسان کی پھر ناگہان
ہوا سوے ملک عدم وہ روان
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
خردمند دانا دلاور ہوا

سپہدار بابک نے با صد طرب
ہنرہاے شاہانہ سکھلائے سب
شہ ملک رے ایک تھا اردوان
خبر اسکو پہونچی کہ اک نوجوان

دلیر و قوی نام ہے اردشیر
کہ دارا کی ہی نسل سے وہ دلیر
اقامت گزین شہر کابل مین ہی
ہوا سنکے مشتاق سلطان رے

سپہدار بابک کو اسنے لکھا
کہ ہی اشتیاق اسکے دیدار کا
یہان بھیجدے تو جو ای نامور
کرون تربیت اسکی شام و سحر

خداوند غفار ہے درمیان
کہ مین اس جوانکو رکھون شادمان
جو بابک نے یہ نامہ اسکا پڑھا
سوے رے جوانکو روانہ کیا

لکھا یون کہ اے نامدار جہان
وہ کیجو کہ ہو لائق خسروان
تو رکھنا اسے خوشدل و ارجمند
کسی طرح اسکو نہ پہونچے گزند

بلکہ لائے ہمکو وہین مردمان
سکندر نے اُن شخص سے یون کہا
بیان کر حقیقت یہانکی ذرا

کہ اک شہر کہنہ ہی نزدیک یان
عجائب ہین ایوان رنگ بہار
کہ ہر اک مکانین ہی نقش نگار

وہ افراسیاب شہ نامور
ولایت ستان رستم پہلوان
سوا اُنکے گذرے جو نام آوران

یہ سُنکر لگا پوچھنے تاجور
کہ وہ شہر آباد ہی یا نہین
یہ سخ وہ لایا زبا نپر وہین

وہ لاتے ہین ہر صبح دم ماہیان
پکاتے ہین اُس شہر مین آنکر
اُسے کھاکے جاتے ہین برق وتک

ولے روز آتے ہین یان ایکبار
سکندر نے بھیجے سوار دلیر
کرین تا کسی طرح اُن کو اسیر

گرفتار آئے وہ ہشیار مرد
وہ تھے سالخوردا ور ہشیار تھے
حقیقت سے وانکی خبردار تھے

دیا اُنکو ز وے الطاف مال
کہا یہ کہو ما جرا شہر کا
وہ بولے کہ اے شاہ کشور کشا

کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
تہ ہر مکان گنج وزر ہی نہان
یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وان

در و لعل و گنجینہ وزر لیا
لگا اسقدر ہاتھ اسباب و مال
کہ تھا برتر از وہم وفہم وخیال

وہان اُسکو گم کردہ لشکر ملا
سکندر نے دست کرم وا کیا
کیا گنج لشکر کو یک سر عطا

## وفات یافتن اسکندر بادشاہ

یہ آئی تھی مجھکو ندا دانے سے
کہ شاہی کرون چار دہ سال ہے
رہون شاد باجاہ واقبال مین

کہ ہووے خلل بزم سے دور تر
گئے سیزدہ سال اتبک گذر
رہا دہر مین خوش بگنج وگہر

قرین تر ہی دولت کامیرنی
حضور شہنشاہ عالم ستان
بہت تھے ملکزادہ ہاے کیان

یہ ناچار سنے ارادہ کیا
کہ جتنے ہین شہزادہ ہاے کیان
کہ ایک ایک پر ماوشاہ جہان

کہ فتنے سے عالم رہے صاف پاک
سکندر کو جو کچھ کہ مرکوز تھا
اسطوے دانا کو یکسر لکھا

کہ اے تاجدار نژ یا جناب
مناسب نہین قتل شہزادگان
انھین لطف وشفقت سے کر شادمان

کہ تا ملک مین رہے شام وسحر
ہے ہر سپہدار مشغول کار
نہ ہنگامہ مرپر دار ہو زنہار

کہ بہر ہے تا ملک تقسیم کر
کیا ملک تقسیم شہرے تمام
یا لکھ کے فرمان ہر اک کے نام

ارادہ ہے کرکے رزم آزما
کہ حکمو الملک اب مبی قدر
رہے اُسپہ قانع ہر اک نامور

کہ ہر اک کو ہے سلطنت کا گیا
ہے باد شہ نامداران تمام
ملوک طوائف رکھا اُنکا نام

نہ باہم ازین قسمت مین فساد
ہوا جبکہ پیدا رشتاہ جہان
ارسطوے دانا بھی آیا وہان

جہانداراسکندر راجمند
کہ ہم جانشاہ ندون روشنک
جو پیدا پسر ہو تو بیشبہ دشمک

یہ ایلا شہنشاہ روے زمین
تولد ہو گر دخترانہ نہین
تو پھر ہمکو برطبق آئین دین

اطاعت سے مت پھیرنا اُنکی سر
یہ کہکر ہوا رہ نورد عدم
سکندر جہاندار انجم حشم

اُسے باد شہ دم کا کیجیو
بہت گریہ وشور و نالہ کیا
چہل روز ماتم رہا شاہ کا

سمجھیو نوحہ گر سب صغیر وکبیر
گدایا شہنشاہ عالی تبار
جہانین نہ دائم رہے زنہار

نہین ہی وفادار اورنگ وگنج
اب آتا ہون مین سوے اُسکا نیاں
سکندر کی آخر ہوئی داستان

جدھر چاہے عازم ہوا ای بادشاہ | پئے جانفشانی ہی حاضر سپاہ | تو ہی وارث ملک و تاج و سریر | بہت اُنسے شادان ہوا اردشیر

## جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطرخ پارس

ہوئے جب رضامند سب مردمان | کہ ہو بادشہ اردشیر جوان | مہیا کیا ایک زرین سریر | کہ اُسپر ہوا جلوہ گر اردشیر
رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار | کمر بستہ حاضر تھے سب نامدار | ہوا خطبہ و سکۂ شہ روان | یہ ٹھہرا وہان مشورہ بعد ازان
سو ملک ری کھینچیے اب سپاہ | وہان کیجیے اردوان کو تباہ | شہ اردوان کو جو پہونچے شکست | تو فرمانروایان ہر جا ہون پست
نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ | تصرف ہو سب ملک مین بیدرنگ | پھر اتنے مین پہونچی یہ اُسکو خبر | کہ بہمن شہ اردوان کا پسر
ادھر لیکے آتا ہی فوج گران | ارادہ ہی فاسد اُسے بیگمان | یہ سنکر وہین لیکے جنگی سپاہ | روان سوے بہمن ہوا بادشاہ
ادھر سے تباک ایک گرد دلیر | سپہ لیکے آیا سو اردشیر | اُسے عہدنامہ دیا شاہ کا | ادھر دلسے وہ پہلوان ملگیا
صف آرا ہوئی جب سپہ ہر دو سو | نہ کوئی ہوا شاہ سے رزمجو | دلاور تباک اور یکسر سپاہ | ہوئی شامل لشکر بادشاہ
یہ بہمن کو جسوقت پہونچی خبر | تو غمگین ہوا بہمن نامور | لکھا اردوان کو یہ احوال سب | کیا بہر امداد لشکر طلب
شتابان ہوا پھر پئے کارزار | سو لشکر شاہ عالی تبار | تباک دلاور بفرمان شاہ | مقابل ہوا اُسکے لیکر سپاہ
ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک | ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک | خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا | کہ بہمن کو میدان مین زخمی کیا
پھر اُسکی سپہ اور سران سپاہ | ہوے چاکر شاہ گیتی پناہ | اُنھین شہ نے مرہون احسان کیا | زر و سیم و گنج و جواہر دیا
جہاندار عازم ہوا بعد ازان | سو شہر رے با سپاہ گران | شہ اردوان جمع کرکے سپاہ | ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ
جوانان جنگی و مردان مرد | رہے تا چہل روز گرم نبرد | لگی چلنے پھر باد صرصر وہان | بسوے رخ لشکر اردوان
ہوا یار بخت شہ ارجمند | غرض جنگجویان فیروزمند | ہوے حملہ آور سواران دوان | کیے قتل گردان جنگ آوران
سپہ اردوان کی گریزان ہوئی | خراب و تباہ و پریشان ہوئی | شہ اردوان زندہ آیا اسیر | نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر
لیکن بہ حکم شہ کامگار | ہوا کشتۂ تیغ زہر آب دار | پسر چار اُسکے کہ تھے نامجو | سپہدار و جنگ آور و کینہ جو
ہوے دو گرفتار اور دو جوان | گریزان ہوے سوے ہندوستان | مظفر ہوا خسرو ذوالکرام | مسخر کیا ملک ایران تمام

## بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

جہان مین نصیب شہ اردشیر | چہل سال تھا تاج و زرین سریر | ہوا ملک ایران کا پھر تاجور | سپہدار شاپور اُس کا پسر
رہا سی و دو سال فرمانروا | سپاہ و رعیت کو راضی رکھا | شہ اورمز نوجوان بعد ازان | ہوا رونق افزاے تخت کیان
پسر تھا وہ سلطان شاپور کا | کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا | پھر اُسکا پسر تھا جو بہرام شاہ | رہا حکمران تا سہ سال و دو ماہ
پسر شاہ بہرام کا بعد ازان | ہوا مالک تخت با فر و شان | ولے نام اُسکا بھی بہرام تھا | رہا نوزدہ سال فرمان روا
ازان بعد بہرام فرخ جوان | کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیان | باقبال و دولت ہوا بادشاہ | ولے سلطنت اُسنے کی چار ماہ
ہوا بعد ازان ترسی اُسکا پسر | خداوند اورنگ با کر و فر | نصیب اُسکے نہ سال فرماندہی | بہ نیروے اقبال و دولت رہی
پھر اُسکا پسر اور مرد دلیر | ملک و تاج و سریر | یہ نہ سال حاکم رہا بعد ازان | جہاندار شاپور خورشید شان

گیا جب وہاں اردشیر جوان — تو شادان ہوا دیکھکر اردوان — رکھا اُسکو ممتاز شل پسر — لگا کرنے الطاف شام و سحر
شہ اردوان کے پسر تھے چہار — وہ جاتا تھا ساتھ اُنکے بہر شکار — شکار ایک ملہ جوان نے وہان — تو بس وہین پورشہ اردوان
یہ بولا کہ میں نے یہ مارا شکار — غرض بحث باہم ہوئی بیشتر — کہین اردوان نے یہ پائی خبر
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا — ہوا اُس جوان پر نہایت خفا — کیا سیر آخر اسپان اُسے — کیا سخت بیقدر و حیران اُسے
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر — طویلے مین رہنے لگا اردشیر — پرستار رکھتا تھا اک اردوان — بہت نازنین و دلیر و جوان
گل گلشن حسن گلنار نام — حوالے تھا اُسکے خزانہ تمام — نظر اُسکو آیا کہین اردشیر — ہوئی دام الفت مین اُسکا اسیر
گئی وقت شب پیش موجوان — کیا ماجرا عشق کا سب بیان — بصد شوق وہ رشک حور و پری — ہوئی اس سے خواہان ہمبستری
بہت احتراز اس جوان نے کیا — ولے باز آئی نہ وہ دلبرا — سخنہاے مکر و فریب اسقدر — ولائی زبان پر کہ وہ نامور
ہوا اُس سے ہمخواب انجام کار — برآئی مراد دل بے قرار — وہ گلنار اسطرح سے چند شب — حضور اُسکے آئی بعیش و طرب
گلی کہنے اکدن کہ اے نامجو — مجھے یا نسے لیکر گریزندہ ہو — یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر — خزانے سے لائی وہ رشک قمر
ہوا دیکھکر شاد وہ نامدار — وہان سے وہ دونون گریزان ہوے — غرض مثل صرصر شتابان ہوے
سحر اردوان نے سنی جب خبر — کئی پہلوان جنگی جوان — نکیے اُنکے دنبال وہین روان
شتابندہ ہو مثل باد سحر — یہ چاہین تجھے یان اب فرود آے — ذرا دوپہر مین ٹھہر جائیے
نمایان ہوے غیب سے مرد دو — سو شہر اصطرخ اب جاؤ تم — وہان آپ کو جلد پہونچاؤ تم
یہ سُنکر ہوے جلد وانسے روان — سر چشمہ جب اُردوان کے سوار — گئے تب اُنکو ہوا آشکار
کہ ٹھہرے تھے یان وہ سوار آنکر — ہوئے تھے جو درماندہ وہ پہلوان — نہ طاقت تھی اُنکو کہ ہون وین روان
فرود آئے ناچار اُس چشمہ پر — گئے صبحدم پھر سوار اردوان — کیا جاکے احوال یکسر بیان
ہوا اردوان سخت اندوہگین — کہ ہین کسطرح طالع اردشیر — وہ یولے کہ شاہا یہ مردود لیہ
شہنشاہ عالم ہو باکر و فر — کرے منقطع یہ تری نسل کو — ہوا اُسکے غم گین بہت نام جو
سپہدار یہمن تھا پور کلان — کہ ہونے نپاوے قوی اردشیر — شتاب اُسکو لے آ تو کرکے اسیر
سپہدار اصطرخ کو ناگہان — ہوا دار داغ مے و فرخ نہاد — دلیر و جوانمرد دارا نژاد
جوانمرد کا نام ہی اردشیر — کرے ملک ایران مین فرماندہی — نصیب اُسکی ہو تخت و تاج شہی
تو لاشرط خدمت بجا ہر سحر — ہوا خواسے صبح بیدار جب — منادی یہ کی شہر مین اُسنے تب
کہ اس نام کا اک دلاور جوان — خبر اُسکی پہونچاؤ ہم کو شتاب — کہ اُترا کہان ہی وہ عالیجناب
خدا نے دیا اُسکو یہ فرخ بخت — کرین اُسکی توقیر و تعظیم ہم — اطاعت گزین خلق ہو یکقلم
سرامین آقامت گزین تھا جوان — وہان جسقدر تھے صغیر و کبیر — ہوے تھے تمام اُسکے فرمان پذیر
منادی جو القصہ پہونچا وہان — خبر یہ کہی جاکے حاکم سے جب — وہ آیا حضور اُسکے باصد طرب
جوانمرد کو اپنے گھر لے گیا — بزرگان اصطرخ کو کر طلب — کہا یون کہ طاعت کرو اُسکی سب
وہ بولے دل و جان سے ہم ہین یہم — غرض اردشیر جوان سے کہا — کہ چاکر ہین تو ہی فرمانروا

ازان بعد شاپور اور مرز نام
جہان جسکے انصاف سے شادکام

سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
رہا زیب اورنگ ہفتاد سال

پھر اک بھائی سلطان شاپور کا
شہ اردشیر نکوکار تھا

ہوا زینت افزاے بخت شہی
رکھا سر پہ دہ سال تاج مہی

پسر شاہ شاپور کا بعد ازان
کہ شاپور تھا نام مرد جوان

ہوا مالک افسر و ملک و مال
نصیب اُسکے شاہی رہی پنجسال

ہوا پور شاپور پھر بادشاہ
جہاندار بہرام با عز و جاہ

جہانمین جہاندار فرخندہ بخت
رہا چاردہ سال با تاج و تخت

پھر اُسکا پسر یزدگرد جوان
ہوا مسند آرا بصد فر و شان

سریر خلافت بجاہ و جلال
میسر رہا اُسکو بست و دو سال

ہوا بادشہ پھر جو بہرام گور
خداوند مکنت خداوند زور

رہا شصت و سہ سال فرمانروا
رکھا کام عدل و کرم سے صدا

پھر اُسکا پسر یزدگرد جوان
اٹھارہ برس تک رہا حکمران

ہوا بعد ازان جانشین پدر
دلیر و جوان ہرمز نامور

دو سال اُسنے کی سلطنت بعد ازان
برادر ہوا شاہ کا حکمران

سپہدار سلطان فیروز نام
جوانمرد فرخندہ خو ذوالکرام

رہا یازدہ سال وہ حکمران
ہوا بادشہ پھر بلاش جوان

نصیب اُسکے تھی سلطنت چار سال
قباد جوان پھر بجاہ و جلال

ہوا مسند آراے شاہنشہی
چہل سال کی اُسنے فرماندہی

ازان بعد کسرے شہ دادگر
سر تخت بیٹھا بجاے پدر

بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال
رہا مسند آرا چل و ہشت سال

ازان بعد نوشیروان کا پسر
سپہدار ہرمز و والا گہر

ہوا ملک ایران کا بادشاہ
ولیکن رہا حکمران چند ماہ

پھر اُسکا پسر خسرو ذوالکرام
جہاندار پرویز خسرو بنام

ہوا جلوہ فرمائے تخت شہی
سی و ہشت سال اُسنے کی خسروی

ہو بعد ازان جلوہ گر تخت پر
سپہدار شیرویہ آسا پسر

ولے شاہ شیرویہ کو ہفت ماہ
میسر رہا تاج و تخت و کلاہ

ہوا بادشہ آخرش اردشیر
رہا تخت پر چھ مہینے دلیر

گزارنکو اختر و ظلم سوز
رہا حکمران تا بہ پنجاہ روز

ہوا بعد سلطان پوران دخت
وہ شش مہ رہی زیب و بیم و تخت

سپس دخت آزرم تا چار ماہ
میسر رہا تاج و تخت و کلاہ

ازان بعد فرزند نوشیروان
شہ زاد فرخ خجستہ جوان

ہوا مسند آرائے فرماندہی
نصیب اُسکے یکماہ شاہی رہی

ہوا مالک مملکت بعد ازان
شہ نامور یزدگرد جوان

یہ پرویز خسرو کا فرزند تھا
جہاندار سلطان کشور کشا

غرض یزدگرد خجستہ خصال
رہا دہر مین حکمران بست سال

کیا مین نے ختم سخن اب یہان
کہ بس لکھ چکے نام ساسانیان

جو شمشیر خانی مین تسطیر تھا
سودہ بے کم و کاست مین نے لکھا

سپاس خداے جہان آفرین
برآرندۂ آسمان و زمین

## خاتمہ کتاب

کہ نخل تمنا ہوا بارور
ہوا گلشن آرزو تازہ تر

ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل
ہوا بند محنت سے آزاد دل

مراد دل منشی مستمند
برآئی بزیر سپہر بلند

ہوا گوہر کامرانی نصیب
ہوئی بہجت و شادمانی نصیب

غرض نظم دلکش نے پایا نظام
بخوبی ہوا شاہنامہ تمام

نہین ہے کسی کو ثبات و قرار
یہ نامہ جہانمین رہے یادگار

الٰہی شہنشاہ والا گہر
کہ یہ نامہ جسکے ہوا نام پر

خرد پرور و قدردان سخن
شہ نامور بادشاہ زمن

سر تاجداران گردن فراز
جہاندار عادل رعیت نواز

ابو نصر اکبر خدیو زمان
جہانمین رہے جبتلک ہے جہان

## خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت توامان مین کارنامہ رستم و اسفندیار تاریخ سلاطین ایران و توران دیار ترجمہ شمشیر خانی نسخۂ دلجو اعنی
شاہنامہ اردو بہ تصحیح تمام و اہتمام مالاکلام مطبع نولکشور لکھنؤ مین بہ علو ہمتی جناب منشی بشن نراین صاحب
مالک مطبع موصوف و باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بار دوازدہم بماہ سے کہا ۱۹۲۶ء طبع ہوا